تاریخ

عصرِ حاضر کے جدید مذاہب

تقابلِ ادیان

عقیدہ ختم نبوت

مع

رفع و نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مرتبہ حافظ عبدالوحید الحنفی چکوال

شائع کردہ مرحبا اکیڈمی

یا اللہ جل جلالہ — صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ — حق چار یار

تاریخ مذاہب
عصرِ حاضر کے جدید مذاہب
اور اُن کے نظریات

عقیدہِ ختمِ نبوّت

مع

رفع و نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 49

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی
مکتبہ اسلامیہ حنفیہ
بن حافظ جی ضلع میانوالی
0321-5470972

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: عصرِ حاضر کے جدید مذاہب اور اُن کے نظریات

سلسلۂ اشاعت: 49 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آڈھر وال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 288

قیمت: 300 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 16 صفر 1436ھ 8 دسمبر 2014ء بروز پیر

ناشر: مرحبا اکیڈمی بن حافظ جی میانوالی روڈ ضلع میانوالی 0321-5470972

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو	تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148
اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ انوار القرآن	نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344
مکتبہ حنفیہ	اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب 1 9
تاریخ مذاہب 9
عصر حاضر کے مذاہب اور ان کے نظریات 9
جدید مذاہب 10
فرقہ منکرین حدیث پرویزی 11
منکرین حدیث کا پرویزی فتنہ 12
تاریخ فتنہ انکار حدیث 12
فرق باطلہ اور حدیث 13
قرآن کریم اور حدیث نبویہ 14
حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت 15
باب 2 18
شیعہ اثنا عشریہ اور خمینی کا عقیدہ 18
جواب دعویٰ 19
خمینی کا خدا کون ہے؟ 28
ملک کا حکمران اللہ بناتے ہیں 30
توہین رسالت 31
شیعہ کے نزدیک بارہ ائمہ کا مقام 32
شیعہ کا عقیدہ امامت 32
ایک شبہ کا جواب 33
خلفائے ثلاثہ کے بارے میں شیعہ عقیدہ 33
باب 3 35
آغا خانی اسماعیلیہ فرقہ کے عقائد و نظریات 35
(۱) اسماعیلی فرقہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل ہے 35
(۲) اسماعیلی فرقہ حاضر امام کو درجہ معبود کا دیتا ہے 36
(۳) اسمٰعیلی فرقہ شریعت محمدیہ کو منسوخ تصور کرتا ہے 37
(۴) اسماعیلی فرقہ کے امام نے شریعت کی بندشیں اٹھا کر آزاد کر دیا 38
(۵) آغا خانی فرقہ قرآن کریم کو تحریف شدہ سمجھتا ہے 39
(۶) آغا خانی فرقہ قرآن کے بجائے گنان پر عمل کرتا ہے 40
(۷) اسماعیلی فرقہ کے پاس لکھی ہوئی کتاب نہیں بلکہ حاضر امام ہے 42
اسماعیلی و آغا خانی فرقہ 45
اسماعیلی مذہب کا عقیدہ امامت 46
اسماعیلی ختم نبوت کے منکر ہیں 46
اسماعیلی مذہب کی بنیادی پانچ چیزیں 47
باب 4 48
مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات 48
فرقہ منکرِ ختم نبوت۔ قادیانی مرزائی 48
مرزا قادیانی اپنے الہام سے کاذب ثابت ہو گیا 51

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد حنفی

مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد 54
دعویٰ خدائی 55
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت 56
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت 56
ختم نبوت کا عقیدہ 57
قادیانی نبوت کا فتنہ 58
مرزا قادیانی نے انگریز کی حمایت کی 59
جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ 59
مرزا قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ 59
۱۹۷۴ء کا تاریخی فیصلہ قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دے دیا 60
آئین پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی دفعات 61
آئین پاکستان میں مزید ختم نبوت کے تحفظ کی دفعات 62
دعاویٰ مرزا قادیانی 66
تعارف 67
خاندان کا تعارف 67
مرزا قادیانی انگریز گورنمنٹ کا خیر خواہ 68
مرزا قادیانی کی مذہبی زندگی کا آغاز 68
۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی کا مذہب 69
۱۸۸۰ء سے ۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی کے عزائم پر پردہ 70
مرزا قادیانی کی غیر مقلد اہل حدیث گھرانے میں شادی 70
مرزا قادیانی کا غیر مقلد ہونے کا اعلان 71
مرزا قادیانی کے فقہی مؤقف کا آئینہ 73
مرزا قادیانی کذاب کا ۱۹۰۲ء میں اعلان 77
فتویٰ تکفیر 78
فیضی صاحب کے خلاف قادیانی ہذیان 80
مرزا قادیانی کے خلاف کیس 80
۱۸/اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مرزا قادیانی کو سزا 81
مرزا قادیانی کو قید و جرمانہ کی سزا 81
دجال مرزا قادیانی کی وجہ کُفر 84
مرزا قادیانی دجال کی موت کا سبب 85
مولوی ثناء اللہ صاحب (امر تسری) کے ساتھ آخری فیصلہ 85
خدا نے فیصلہ کر دیا 89
توہین خدا 89
قرآن حکیم اور ختم نبوت 90
قرآن کی پہلی شہادت معنیٰ ختم نبوت 91
معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی شہادت 92
(۲) معنیٰ خاتم النبیین پر قرآنی دوسری شہادت 93
(۳) معنیٰ ختم نبوت پر قرآن کی تیسری شہادت 95

خادم اہلسنّت عبدالوحید

محمد رسول ﷺ کی بعثت کل بنی آدم کے لیے ہے 98
معنیٰ ختم نبوت پر قرآن کی چوتھی شہادت 99
حضرت عیسیٰؑ بعد نزول حضور ﷺ کی اتباع کریں گے 100
حدیث "لا نبی بعدی" کے معنیٰ پر آں حضرت ﷺ کی پہلی شہادت 101
معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی دوسری شہادت 103
معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی تیسری شہادت 104
معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی چوتھی شہادت 105
معنیٰ ختم نبوت پر حضور ﷺ کی پانچویں شہادت 107
عقیدہ ختم نبوت سے مسلمانوں کی مراد 111
ختمِ نبوت سے مراد 112
رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت و خاتمیت 113
قادیانیت کا موجودہ بحران اور مرزا قادیانی کا دعویٰ 113
ہندوستان میں قادیانی تحریک کی ابتداء 114
مرزا قادیانی نے کُھل کر انگریزوں کی حمایت کی 114
مرزا قادیانی کی سلطنت انگریز کی اطاعت 115
مرزا قادیانی کا اقرار کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودہ ہیں 115
مرزا قادیانی کی موت کے وقت قادیانیوں کی تعداد 117
بحث رفع و نزول حضرت عیسیٰؑ 118
حضرت عیسیٰؑ سے چار وعدے 119
ترتیب الفاظ کی توجیہ 121
تحقیق لفظ "توفی" 122
حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کی قرآنی دلیل 123
رفع عنصری، ایک اہم نکتہ 125
حضرت عیسیٰؑ کے زندہ اٹھائے جانے پر ایک اور قرآنی دلیل 126
علامہ شعرانیؒ کی "رفع آسمانی" حیات عیسیٰؑ پر دلیل 127
حضرت عیسیٰؑ کے نزول آسمانی پر چوتھی دلیل 128
نزول حضرت عیسیٰؑ پر قرآن سے پانچویں دلیل 129
نزول حضرت عیسیٰؑ 130
رفع و نزول حضرت عیسیٰؑ کا ثبوت احادیث مبارکہ سے 130
(۳) نزول حضرت عیسیٰؑ پر تیسری حدیث 132

نزول حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں چوتھی حدیث 133
حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے متعلق پانچویں حدیث 133
حضرت عیسیٰؑ کی عدم موت اور نزول پر چھٹی حدیث 134
قول فیصل 136
مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں بھی کذاب ثابت ہو گئے 136
باب 5 138
سر سید کے عقائد و نظریات 138
سر سید احمد خان نیچری بانی علی گڑھ یونیورسٹی 138
باب 6 142
منکرینِ حیات النبی ﷺ کے عقائد و نظریات 142
عنایت اللہ شاہ بخاری کا عقیدہ 144
مماتی فرقہ 146
باب 7 149
ابو الاعلیٰ مودودی کے نظریات 149
معیار حق کا مطلب 150
صحابہؓ کے معیار حق ہونے پر قرآنی آیات 152
صحابہ کرام سب عادل ہیں اور ان پر جرح و تنقید جائز نہیں 153
صحابہ کرام کی اتباع کا حکم 154
صحابہؓ مہاجرین و انصار معیار حق ہیں .. 156
(۳) قرآن میں سبیل المومنین، صحابہ کی اتباع کا حکم 157
عہد رسالت میں "المومنین" سے مراد صحابہ کرام ہیں 157
مودودی نظریہ قرآن کے خلاف ہے 158
مودودی صاحب کے ہم عصر اہل حق کی ناراضگی کے اسباب 160
توہین انبیاء پر تنقیدی عبارات 181
مودودی صاحب کا مذہب کیا ہے؟.... 187
پہلے مودودی صاحب غیر مقلد بنے 187
مودودی صاحب نے نیا مذہب جو خود سمجھا بنایا 187
مودودی صاحب نہ حنفی ہیں نہ اہل حدیث 187
مودودی صاحب علماء میں شامل نہیں 187
مودودی صاحب کا دعویٰ کہ وہ بے داغ ہیں 188
مودودی صاحب کا اپنی عفت کا دعویٰ 188
آں حضرت ﷺ کو حکم الٰہی 188
مودودی صاحب کا تنقیدی نشتر اور حضور ﷺ 189
مودودی صاحب کے چند اعتراضات کا جواب 192

حافظ عبدالوحید حنفی خادم اہلسنت

(ا) مؤرخ مودودی بھی سبائیوں کے راستہ پر چل پڑے 192
اصل حقیقت 192
افریقہ کے خمس کا واقعہ 193
(۲) حقیقتِ حال 195
مودودی صاحب کے اعتراضات کی حقیقت 199
حضرت علیؓ نے سبائیوں کا جواب دیا.......................... 202
حضرت علی المرتضیٰ کی طرف سے جواب 203
مودودی الزام 205
(۳) حضرت عمروؓ بن عاص کا قصہ . 208
(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص کوفے کے امیر تھے 208
مودودی صاحب واقدی کے چکر میں آ گئے 210
عاملین حضرت عثمانؓ بن عفان 213
کیا مروان بن الحکم کو سیکرٹری بنایا؟ . 218
خط کا جھوٹا افسانہ 219
حکم بن ابی العاصؓ................ 220
الحکم کا قبول اسلام 220
مودودی صاحب کے طعن کی حقیقت.......................... 227
حضرت امیر معاویہؓ 229
اسلامی حکومت کی وسعت 232
(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ 232
(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی فتوحات 233
ولیدؓ بن عقبہ کی رعایا سے نرمی و عدل و انصاف 234
(۲) ولیدؓ بن عقبہ کی سخاوت، شجاعت و مروت 235
(۳) پسماندہ طبقہ کی دست گیری .. 235
(۴) ولیدؓ بن عقبہ کے خلاف سازش....................... 235
چار رکعت پڑھانے والی روایت کی تحقیق........................... 239
اہل کوفہ کی فطرت................ 242
حضرت عثمانؓ نے کن لوگوں کو گورنر بنایا؟.................... 244
(ا) حضرت عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح............................ 245
عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کی فتوحات 245
اعظم الفتوح 246
دس ہزار قریش انصار مہاجرین جہاد افریقہ میں 247
حرب العبادلہ...................... 247
(۲) حضرت سعید بن عاصؓ.......... 247
سعید بن عاص کی فتوحات 248
(۳) حضرت عبداللہؓ بن عامر گورنر بصرہ............................ 249
عبداللہؓ بن عامر کی فتوحات........ 250

عبدالوحید الحنفی

قیصر روم کی ہلاکت کی خبر 250

باب 8 252

فرقہ بہائی کے نظریات 252

باب 9 255

غیر مقلدین کے نظریات 255

غیر مقلدین، اہل حدیث 255

فرقہ اہل حدیث کے نظریات 257

غیر مقلدیت، شیعیت و خارجیت
کے راستہ پر 258

(۲) بابائے غیر مقلدیت میاں
نذیر حسین دہلوی 258

سرسید احمد خان نے غیر مقلد بنا دیا . 259

سرسید احمد خان بھی پہلے غیر مقلد
ہوئے 260

مولوی نذیر حسین کی شیعہ سے خط
وکتابت 260

نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کو
انگریز کی وفاداری کا سرٹیفکیٹ 261

انگریز سے لفظ "اہل حدیث" کی
رجسٹریشن 262

نذیر حسین دہلوی اور محمد حسین
بٹالوی کے مرزا قادیانی سے
تعلقات 263

باب 10 265

ذکری فرقہ کے عقائد و نظریات 265

جونپوری اور ذکری فرقہ 266

ذکری فرقہ کا وجود 268

باب 11 270

بریلوی عقائد و نظریات 270

مولانا احمد رضا بریلوی 270

بریلوی فرقہ کے شرکیہ عقائد 271

فرقہ بریلویہ کے عقائد کی ایک اور
جھلک 274

باب 12 278

بدعتوں کا غلبہ و ظہور 278

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد: اہل
السنۃ و الجماعۃ حق پر ہیں 278

اہل سنت کون ہیں؟ 279

بدعتوں کا غلبہ و ظہور 280

بدعتی شخص کی تعظیم کرنے کی
ممانعت 282

بدعتی کے اعمال 283

ہر بدعت گمراہی ہے 284

بدعت پر عمل 284

جس نے دھوکہ میں مبتلا کیا 285

سنت کا رواج اور بدعت کی
نحوست 286

بدعتی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت 287

☆☆☆☆

باب 1

تاریخ مذاہب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

عصر حاضر کے مذاہب اور ان کے نظریات

دورِ حاضر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۴ء میں برصغیر پاک و ہند میں (۱) سنی (۲) شیعہ (۳) رافضی (۴) خارجی (۵) مرزائی لاہوری و قادیانی (۶) مرزائی (۷) مماتی (۸) مودودی (۹) بہائی فرقہ (۱۰) پرویزی (۱۱) نیچری (۱۲) ملحدین و منکرین حدیث۔

(۱۳) اسماعیلیہ (۱۴) غیر مقلد اہل حدیث (۱۵) غیر مقلد اہل بدعت، اپنے اپنے نظریات کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔

(۲) بعض اہل السنت و الجماعت اپنے آپ کو کہتے ہیں لیکن بعض مسائل میں وہ علاقائی رسومات اور بدعات میں پڑ کر دن بدن اہل السنّت و الجماعت کے مسلمہ عقائد سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن چوں کہ مسلک حقہ اہل السنت و الجماعت سے

وہ منسلک ہیں اس لیے وہ بھی سُنّی شمار ہوتے ہیں۔ اہل السنت و الجماعت سے نسبت رکھنے والے بعض جو مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے عقیدت رکھتے ہیں ان کو سنّی حنفی بریلوی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اہل السنت والجماعت سے جو علمائے دیوبند سے عقیدت رکھتے ہیں اُن کو سنّی حنفی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔

(۳) جس کا قرآن پر پختہ ایمان ہے اور وہ سنت کو شرعی حجت اور صحابہؓ کو معیارِ حق مانتا ہے، امام اعظم ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا وہ مقلد ہے مسلک اہل سنت رکھتا ہے۔ ان سب کو اہل السنت و الجماعت ہی کہا جاتا ہے اور جب تقابلِ ادیان میں سنت و بدعت اور رسم و رواج کے بارے علمائے امت و زعماء اہل سُنّت عوام و خواص میں قرآن و سنت کے دلائل سے فرق واضح کرتے ہیں تو اہل السنت و الجماعت بخوشی بدعت کو چھوڑ دیتے ہیں اور رسم و رواج کو ترک کر کے سنّت پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

عبدالوحید الحنفی

جدید مذاہب

دور حاضر میں جدید مذاہب کی نسبت عموماً جدید مذہب کے بانی کے نام سے یا اس کے کسی عقیدہ کی نسبت سے عوام میں مشہور ہے۔

فرقہ منکرین حدیث پرویزی

یہ لوگ اپنے آپ کو "اہل قرآن" کہتے ہیں۔ یہ منکر حدیث ہیں اور حدیث رسول ﷺ کو حجت نہیں مانتے۔ اس مذہب کے بانی پنجاب میں عبداللہ چکڑالوی تھے یہ صاحب پہلے بریلوی تھے پھر اہل حدیث ہوئے اور لاہور چینیانوالی مسجد میں امام و خطیب رہے۔ خواجہ احمد الدین کا بیان ہے کہ انہوں نے مولوی عبداللہ کو حدیث سے انکار کی راہ دکھائی۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی نے الگ سے قرآنی نماز اختراع کر لی۔ اس نے کھلم کھلا اپنی تقریر اور تحریر میں احادیث کا واضح الفاظ میں انکار کر دیا۔

جو شخص احادیث کا مطلق انکار کر دے اس کے لیے مشکل یہ ہے کہ مروجہ طریقہ نماز کو اگر وہ صحیح سمجھتا ہے؟ پھر یا تو قرآن سے ثابت کرے یا قرآن سے کسی اور صورت کی نماز پیدا کرے عبداللہ چکڑالوی نے آخری روش اختیار کی اور الگ قرآنی نماز بھی اختراع کی۔ اسی طرح انہوں نے ایک جدید اسلام کا راستہ اختراع کیا اور پھر غلام احمد پرویز نے اس نظریہ پر کتابیں لکھیں اس نسبت سے منکرین حدیث کو پرویزی بھی کہا جاتا ہے۔

خادم اہلسنت فقط عبدالوحید الحنفی

منکرین حدیث کا پرویزی فتنہ

مسلمانوں میں "منکرین حدیث" کے نام سے منافقین کا جو گروہ آج موجود ہے غلام احمد پرویز وغیرہ انہوں نے دشمنانِ اسلام کی راہنمائی میں قرآن کی معنوی تحریف کے لیے چور دروازہ تلاش کر کے حدیثِ نبوی کو، جو معانی قرآن کی محافظ ہے ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور اپنے تمام وسائل اور دماغی و قلمی تمام طاقتیں احادیث کو بے وقعت بنانے کے لیے صرف کرنا شروع کی ہوئی ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تاریخ فتنہ انکار حدیث

انکار حدیث کے فتنہ کی تاریخ بہت قدیم ہے۔

(۱) سب سے پہلے خوارج نے اس کی بنیاد رکھی۔ صحابہ کرامؓ کی تکفیر کر کے ان کی روایت کردہ احادیث کا انکار کیا اور صرف کتاب اللہ کو مانا۔

(۲) ان کے بالمقابل شیعہ نے کتاب اللہ کی تحریف اور احادیث کے انکار کا راستہ کھولا۔ اور دین کا انحصار اپنے ائمہ کی روایت پر رکھا۔

(۳) معتزلہ نے تاویل کے راستہ سے فتنہ انکار حدیث کو مزید قوت بہم پہنچائی، مگر یہ دور اسلام کی شوکت و عزت کا دور تھا۔ ان کی مساعی ناکام رہیں مسلمانوں نے جس طرح قرآن کو سینے سے لگایا اور علوم قرآن کی خدمت کو سرمایۂ سعادت سمجھا اسی طرح احادیث نبویہ کو سر آنکھوں پر رکھا اور علوم حدیث کی خدمات اس محنت و عقیدت سے انجام دیں کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے انفاس قدسیہ کی وہ حفاظت کی کہ عقل حیران ہے۔[1]

فرق باطلہ اور حدیث

تمام فرق باطلہ (۱) خوارج (۲) شیعہ (۳) معتزلہ (۴) قدریہ (۵) جہمیہ (٦) مرجیہ وغیرہ نے احادیث کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہے۔

اور امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل اور دیگر محدثین و متکلمین نے جس کا دندان شکن جواب دے کر ان کے حوصلے پست کر دیے تھے۔

[1] مقالہ مولانا یوسف بنوری ص ۱۱ ماہنامہ البینات ج ۷۸ شمارہ ۱۔ محرم ۱۴۳۶ھ نومبر ۲۰۱۴ء

قرآن کریم اور حدیث نبویہ

متن قرآن کی حفاظت کا تو اعلان ہو چکا ہے اس کا امکان نہیں کہ قرآن کے الفاظ میں رد و بدل کیا جا سکے۔ اس لیے دشمنان اسلام جو ہمیشہ اسلام کو مٹانے کے درپے رہے۔ انہوں نے معنوی تحریف کے لیے یہ چور دروازہ تلاش کیا کہ حدیث نبوی ﷺ کو جو معانی قرآن کی محافظ ہے ناقابلِ اعتبار ثابت کیا۔

الغرض اس کا کوئی امکان نہیں کہ قرآن و حدیث کو ایک دوسرے سے جدا کیا جا سکے۔ نہ یہ ممکن ہے کہ قرآن کریم پر ایمان ہو اور حدیث نبوی سے انکار۔ کیوں کہ قرآن کریم بار بار اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں تمہاری نجات ہے۔ اور فلاح و بہبودی آپ ﷺ کی پیروی میں ہے۔ اور حق تعالیٰ کی محبت و اطاعت کا معیار بھی آں حضرت ﷺ کی متابعت کے سوا کچھ نہیں

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران آیت ۳۱)

”ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو

تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا"۔ [1]

حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت

حدیث نبوی سے مسلمانوں کا شغف دیکھ کر اس وقت کے علمائے سوء نے وضع احادیث کا چور دروازہ نکالا اور من گھڑت روایات پھیلانا شروع کیں تاکہ حق و باطل خلط ملط ہو کر حقیقت ملتبس ہو جائے۔ مگر حق تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایسے رجال کار پیدا کیے۔ جنہوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے رکھ دیا، انہوں نے فن رجال اور جرح تعدیل مرتب کیا اور روایات کی چھان بین کر کے تمام اعداء اسلام یہودیوں، سبائیوں اور ملحدوں کی اس سازش کو خاک میں ملایا۔ امتِ محمدیہ ﷺ نے اپنے رسول ﷺ کی احادیث کی حفاظت کے کام کو اتنا آگے بڑھایا کہ اصول حدیث کے مختلف فنون کی تعداد ایک سو کے قریب پہنچ گئی۔ بلاشبہ دین اسلام ابدی دین تھا، قیامت تک کی نسل انسانی کے لیے سرچشمہ

[1] مقالہ: مولانا محمد یوسف بنوری رسالہ بنیات ایضاً ص ۱۲۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ہدایت تھا۔ ضروری تھا کہ دینِ اسلام کی یہ دونوں مشعلیں کتاب و سنت قیامت تک روشن اور ہر قسم کی آندھیوں اور جھکڑوں سے محفوظ رہیں تاکہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی حجت قائم رہے اور قرآن کریم کی یہ آیت ہر وقت صادق رہے۔

(۱) وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ (آل عمران: ۱۰۱)

ترجمہ: اور تم کس طرح کافر ہوتے ہو اور تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

(۲) قرآنِ عظیم میں اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا گیا ہے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ[1]

"اللہ کی اطاعت اورر رسول کی اطاعت کرو۔"

اب اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہیں۔

(۳) فرمان نبوی میں اس کی حقیقت کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے۔

---

[1] سورۃ مائدہ، الانفال، آلِ عمران، النور، الاحزاب، محمد، مجادلہ

قال مالک انہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قال ترکت فیکم امرین لن تضلو ما تمسکم بھما کتاب اللہ و سنۃ نبیہ۔

ترجمہ: امام مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کا تمسک کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور اُس کے نبی کی سُنّت۔[1]

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

[1] موطا امام مالک ص ۳۲۳ باب النبی عن قول فی القدر۔

باب2

شیعہ اثنا عشریہ اور خمینی کا عقیدہ

ایک شیعی ماہنامہ المبلغ سرگودھا (ج۵۵ شمارہ۷،٦ بابت ماہ جون، جولائی ۱۹۹۰ء) میں شیعوں کے دور حاضر کے امام خمینی کا وصیت نامہ شائع ہوا تھا۔ اس کا ایک اقتباس اس کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے۔

خمینی کا دعویٰ خمینی نے وصیت نامہ میں لکھا ہے کہ: میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ ملت ایران اور دور حاضر میں اس کے دسیوں لاکھ عوام، عہد رسول اللہ ﷺ کی ملّت حجاز اور امیر المومنین اور حسین بن علی صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہما کی ملّت کوفہ و عراق سے بہتر ہیں وہ حجاز کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسلمان بھی آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور بہانے بنا کر محاذ پر جانے سے گریز کرتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے سورہ توبہ کی چند آیات میں ان کی مذمت کی اور ان کے لیے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے اس حد تک رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ منسوب کیا کہ روایت کے

مطابق حضور ﷺ نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی۔ [1]

جواب دعویٰ

خمینی کا اس اقتباس میں پہلا دعویٰ یہ کہ آج کے ایرانی شیعہ جو خمینی کے حلقہ بگوش ہیں دور نبوی کے مسلمانوں سے افضل و بہتر ہیں۔ یہ دعویٰ آں حضرت ﷺ کی صریح تنقیص اور آپ ﷺ کے مقصد بعثت کی صاف نفی ہے۔

جواب: قرآن کریم نے متعدد جگہ اہل ایمان پر حق تعالیٰ شانہٗ کے اس احسان عظیم کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو صحابہ کرامؓ کا معلم و مزکی بنا کر بھیجا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آلِ عمران آیت ۱۶۴)

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے رسول کو بھیجا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

---

[1] وصیت نامہ خمینی۔

کہ وہ ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب
اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل
اس سے صریح غلطی میں تھے"۔

(۱)کسی معلّم و مربی کا کمال اس کے لائق و باکمال تلامذہ کے ہنر و لیاقت سے ظاہر ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ وہ خوش نصیب و سعادت مند جماعت ہیں جن کی تعلیم و تربیت پر اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کے سب سے اعلیٰ سب سے اکمل، سب سے افضل اور سب سے برتر معلّم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین، رحمت للعالمین بنا کر مقرر فرمایا۔ اسی سے ہر شخص جان سکتا ہے کہ انبیائے کرام کے بعد پوری نوع انسانی میں جماعت صحابہؓ، شاگردانِ رسول ﷺ سب سے افضل و برتر ہیں۔ پس خمینی کا یہ کہنا کہ آج کے ایرانی شیعہ، محمد ﷺ کے صحابہؓ کی جماعت سے بہتر ہیں۔ اس کے صاف معنٰی یہ ہیں کہ خمینی کی تعلیم و تربیت (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے اعلیٰ و برتر ہے۔ یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کا دل ایمان سے اور اس کا دماغ عقل و فہم سے خالی ہو۔

یہیں سے یہ نکتہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جو لوگ حضور ﷺ کے شاگردوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں وہ درحقیقت

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ان کے مرشد و مزکی حضرت محمد ﷺ کے نکتہ چیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کے فیضان صحبت و تاثیر نبوت کے منکر ہیں ان کو اصل بغض آپ کے شاگردوں سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضاً مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِغبضِی اَبْغَضَھُمْ، وَ مَنْ آذاھُم فَقَدْ آذَانِی وَ مَنْ آذَانِی فَقدْ آذی اللّٰہ وَمَنْ اَذَی اللّٰہ فَیُوشِکُ اَنْ یَاخُذَہ۔[1]

فرمایا: میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنا لینا، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴، ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۶۔ مسند احمد ج ۴ ص ۸۷۔

(۲) خمینی نے وصیت نامہ میں دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے زمانے کے مسلمان (صحابہ کرامؓ) آں حضرت ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔

جواب خمینی کا یہ دعویٰ بھی خالص اور سفید جھوٹ ہے اور آں حضرت ﷺ کے شاگردوں، صحابہ کرامؓ سے نفرت و عداوت اور بغض و کینہ پر مبنی ہے۔ حضور ﷺ کے شاگردوں کی تو شان خود رب العالمین بیان کرتے ہیں قرآن کریم شہادت دیتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝[1]

"اہل ایمان میں وہ مرد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھایا، ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔"

اب جو شخص قرآن کریم کی اس شہادت کے بعد ان شاگردانِ رسول ﷺ کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ : وہ

[1] الاحزاب ۲۳

اطاعت نہیں کرتے تھے وہ بہانے بنا کر محاذ جنگ پر جانے سے گریز کرتے تھے اس سے بڑھ کر دل کا اندھا کون ہو گا۔

(۳) خمینی کے تیسرے دعوٰی کی یہ آیات بھی تردید کر رہی ہیں۔

هُوَ الَّذِىٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانفال ٦٢)

اللہ نے آپ کی تائید کی اپنی مدد سے اور مومنین کے ذریعہ۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے نبی! اللہ کافی ہے آپ کو اور جو مومنین آپ کے پیروکار ہیں۔ [سورۃ الانفال آیت ٦٤]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ان آیات شریفہ میں حق تعالٰی نے آنحضرت ﷺ کے لیے اپنی تائید و نصرت کے ساتھ آپ کے شاگردوں صحابہؓ کی تائید و نصرت کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس نص قطعی کے بعد جو شخص یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرامؓ بہانے بنا کر آں حضرت ﷺ کی نصرت و حمایت سے گریز کیا کرتے تھے۔ عجب نہیں ہے کہ وہ یہ دعوٰی بھی کرنے لگے کہ آں حضرت ﷺ کی نصرت و تائید سے اللہ تعالٰی بھی گریز کرتے تھے (نعوذ باللہ)

(۴) خمینی کا چوتھا دعوٰی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے سورۃ توبہ

کی چند آیات میں آں حضرت ﷺ کے زمانہ کے مسلمانوں کی مذمت فرمائی ہے اور ان کے لیے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ سورۃ توبہ، جس کا بیشتر حصہ غزوہ تبوک کے بارے میں نازل ہوا اس میں منافقین کی مذمت میں متعدد آیات ہیں اور ان کے لیے عذاب کا وعدہ بھی ہے۔

جواب لیکن یہ خالص جھوٹ ہے کہ اس میں آں حضرت ﷺ کے زمانے کے مسلمانوں کی مذمت کی گئی ہے یا ان سے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی دوسری بے شمار آیات کی طرح سورۃ توبہ کی متعدد آیات میں اہل ایمان کی مدح فرمائی گئی ہے۔ خاص طور پر مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کو رضا کی سند کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والوں کو ان کی اتباع کی شرط پر رضا اور جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ ۱۰۰)

ترجمہ: ”اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب

سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے لہریں جاری ہوں گی۔ جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔"

اب ان شاگردانِ رسول ﷺ کے بارے میں کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ قرآن میں ان کی مذمت ہے اور ان کے لیے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے، خالص جھوٹ ہے۔ اور آں حضرت ﷺ کے شاگردوں کی نفرت اور ان سے بغض کی علامت ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خمینی کے مذکورہ نظریہ اور عقیدہ کی تردید قرآن کی ان آیات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ۫ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَ ذٰلِكَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝ (التوبہ ۱۱۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور

ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں بھی اور انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اور (یہ مسلّم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟

تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور سورۃ توبہ ہی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ ۱۱۷)

ترجمہ: اللہ نے نبی (ﷺ) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسے تنگی کے وقت میں نبی ﷺ کا ساتھ دیا، بعد اس کے کہ ان میں ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

الغرض سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے شاگردوں، جاںنثاروں صحابہ کرامؓ کی جا بجا مدح فرمائی ہے

ان سے اپنی رضا مندی کا اعلان فرمایا ہے۔

ان سے جنت کا قطعی اور دو ٹوک وعدہ فرمایا ہے۔

ان کے حال پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی عنایت و رحمت کا ذکر فرمایا ہے۔

لیکن خمینی کی معکوس عقل قرآن سے صحابہ کرامؓ کے عیوب تلاش کرتی ہے۔ اور جو آیتیں منافقین کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کر دی ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۵) خمینی کا پانچواں دعویٰ یہ ہے کہ: ان لوگوں نے اس حد تک رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ منسوب کیا کہ روایات کے مطابق حضور نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی۔

جواب یہ بھی خمینی کا خالص افتراء ہے۔ جس سے آں حضرت ﷺ کے شاگرد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دامن تقدیس یکسر پاک ہے۔

حضرات مہاجرینؓ و انصارؓ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جس پر آں حضرت ﷺ نے لعنت فرمائی ہو اس کے برعکس آں حضرت ﷺ نے برسر منبر اکابر مہاجرین انصارؓ، عشرہ مبشرہ کی

نام بنام تعریفیں اور جنت کی بشارتیں سنائیں اور خلفائے راشدین کے نام بنام فضائل پر احادیث ارشاد فرمائیں جو کہ کتب احادیث میں مستقل باب ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف میں فضائل صحابہؓ کے ابواب موجود ہیں۔

الغرض خمینی نے اپنے وصیت نامہ میں آں حضرت ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف جو زہر افشانی کی ہے۔ واقعات و شواہد اس کی یکسر تردید کرتے ہیں۔ [1]

خمینی کا خدا کون ہے؟

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خمینی صاحب لکھتے ہیں:

ماخداائرا پرستش میکینم و میشناسیم که کارهاپش برأسا حرد پاید ارو بخلاف گفته ها کا عقل هیچ کاری نکندنه آنخدائی که بنائی مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا کندو خود بخرابی آن بکوشدو یزیدو معاویه وعثمان و ازاین قبیل جیاولچی های دیگر لا بمردم امارت دهد و تکلیف ملت را پس از پیغمبر خود برای همیشه

[1] گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم ص ۷۷۔ مولانا لدھیانوی۔

معین نکند نادر تأسیس بنای جورو سمگاری کمک کا نباشد۔ (کشفِ اسرار تالیف امام خمینی ص ۱۰۷)

ترجمہ: ہم ایسے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ایسے خدا کو پہچانتے ہیں جس کے کام عقل و خرد کی بنیاد پر استوار ہوں اور جو خدا عقلی باتوں کے خلاف کوئی کام نہ کرتا ہو۔

ہم ایسے خدا کو نہ پوجتے ہیں نہ پہچانتے ہیں جو خدا پرستی، عدالت اور دین داری کی بلند و بالا عمارت تعمیر کرے اور پھر خود اس عمارت کو گرانے کی کوشش کرے۔ وہ یزید، معاویہ اور عثمان اور اسی قماش کے دیگر مکاروں کو انسانوں پر حکمران بنادے اور اپنے پیغمبر کے بعد ملت کی ذمّہ داری کو ہمیشہ کے لیے مقرر نہ کرے تاکہ جور و ستم کی عمارت کی بنیاد میں معاون و مددگار نہ ہو سکے۔

حاصل خمینی صاحب کے اس نظریے سے صاف ظاہر ہے کہ خمینی صاحب کا خدا وہ نہیں جس نے معاویہؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو مسلمانوں کا خلیفہ و حکمران بنایا۔ اس کے برعکس مسلمانوں اور مومنوں کا عقیدہ کیا ہے؟

ملک کا حکمران اللہ بناتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِي الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِکَ الْخَيْرُ اِنَّکَ عَلٰي کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ ۳۔ سورۃ آلِ عمران آیت ۲۶)

ترجمہ: کہہ: یا اللہ مالک تمام ملک کے آپ جس کو چاہیں ملک دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں۔ اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں۔ اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

نتیجہ اس قرآنی ارشاد سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ہی ملک کا بادشاہ بناتے ہیں۔

لیکن! خمینی صاحب ایسے خدا کو نہ پوجتے ہیں اور نہ پہچانتے ہیں جو خدا یزید، معاویہ، عثمان وغیرہ کو انسانوں پر حکمران بنادے۔

(استغفر اللہ!)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

توہین رسالت

رسالت کے بارے میں شیعہ عقیدہ کی ترجمانی کرتے ہوئے خمینی صاحب نے اپنی کتاب الحکومت اسلامیہ ص ۵۲ پر یوں تحریر کیا ہے:

یہ چیز ہمارے شیعہ مذہب میں ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ درجہ ہے جسے کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پا سکتا۔(استغفر اللہ!)

حاصل مندرجہ بالا خمینی کے شیعہ نظریہ کے مطابق یہ بات تو صاف ہے کہ شیعہ عقیدہ میں امام کا درجہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل سے افضل ہے۔

حافظ عبدالوحید الحنفی

اب صرف یہ بات غور طلب ہے کہ کیا خمینی کے نظریہ کے مطابق یعنی شیعہ عقائد کے مطابق ائمہ کا درجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ شیعہ اپنے بارہ امام حضرت علیؓ سے شروع کرتے ہیں اور امام غائب مہدی تک بارہ گنتے ہیں۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو ائمہ میں نہیں گنتے بلکہ نبی مرسل تسلیم کرتے ہیں۔

شیعہ کے نزدیک بارہ ائمہ کا مقام

خمینی لکھتے ہیں:

(۱) اماموں کے بارے میں سہو وغفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا[1]

(۲) امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع ہوتا ہے۔ (خمینی الحکومت الاسلامیہ ص ۵۲)

حاصل جمہور امت مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرّہ ذرہ پر اس کی حکومت و فرماروائی ہے اور ساری مخلوق اللہ کے حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع ہے۔ یہ کسی نبی اور رسول کی بھی نہیں۔

مگر خمینی اور شیعہ کا عقیدہ قرآنی تعلیمات کے سراسر برعکس ہے۔

شیعہ کا عقیدہ امامت

شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:

امامت بالاتر از رتبہ پیغمبری است (حیات القلوب ج ۳ ص ۱۰)

ترجمہ: مرتبہ امامت مرتبہ پیغمبری سے بالاتر ہے۔

---

[1] الحکومت الاسید مؤلفہ خمینی ص ۹۱

ایک شبہ کا جواب

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امامت کا درجہ نبوت سے افضل ہے اور اس پر قرآنی آیت بھی پڑھتے ہیں کہ دیکھو! قرآن میں ہے کہ ابراہیمؑ کو نبوت پہلے دی گئی، پھر فرمایا گیا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

اس آیت سے تو صاف ظاہر ہے کہ ابراہیمؑ کو نبوت پہلے دی گئی پھر امامت دی گئی گویا نبوت سے افضل امامت کے لیے پہلے نبی ہونا ضروری ہے، ابراہیمؑ کی اولاد میں جتنے نبی آئے وہ نبی بھی تھے اور وقت کے امام بھی تھے لیکن جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن میں خاتم النبیین بنا کر آپ پر نبوت کا اختتام کر دیا گیا۔ حضور ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نبی پیدا ہو گا نہ ایسا امام پیدا ہو گا جو نبی سے افضل ہو۔

اس لیے شیعہ کا یہ عقیدہ کہ یہ بارہ امام حضرت علیؓ سے حضرت مہدی تک سابقہ انبیاء سے افضل ہیں، سراسر قرآن و سنت کے خلاف کُفریہ عقیدہ ہے اور سراسر عقیدہ ختم نبوت کے منافی عقیدہ ہے۔

خلفائے ثلاثہ کے بارے میں شیعہ عقیدہ

شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

درا صل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلے جو نزاع ہے وہ اصحاب ثلاثہ (یعنی حضرت ابو بکرؓ، حضرت

عمرؓ، حضرت عثمانؓ) کے بارے میں ہے۔ اہل سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان، ایقان واخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔[1]

حاصل یہ ہوا کہ شیعہ کے نزدیک خلفائے ثلاثہ مومن نہیں تھے، اور اہل سنت خلفائے ثلاثہؓ کو مومن مانتے ہیں۔ اس لیے شیعہ کے نزدیک جو ان کو مومن مانے وہ شیعہ نہیں۔

کیوں کہ شیعہ عقیدہ میں جو مذکورہ بارہ اماموں کو سابقہ انبیاء سے افضل نہیں مانتا وہ مومن نہیں۔

نتیجہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ عقیدہ امامت کی جو تشریح اہلِ تشیع کرتے ہیں۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ اہلِ اسلام اور اہل تشیع کے درمیان اصولی اختلاف ہے نہ کہ فروعی، اور اصولی اختلاف بھی ایمان و کفر کا ہے اس لیے کہ اہل تشیع کے نزدیک ان کے عقیدہ امامت کے تحت جو لوگ امامت کا درجہ نبوت سے افضل نہیں مانتے وہ مومن نہیں ہیں اور مومن نہ ہونے کا مطلب صاف ہے جو کہ ڈھکا چھپا نہیں۔ البتہ اہل اسلام خود اپنی آنکھیں بند کر لیں تو جدا بات ہے۔ واللہ الہادی۔

☆☆☆☆

---

[1] تجلیات صداقت طبع ۲، ج ۱، ص ۲۱۶

باب3

آغا خانی اسماعیلیہ فرقہ کے عقائد و نظریات

آغا خانیوں کے جن عقائد کی بنا پر آغا خانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور کفریہ عقائد اختیار کرنے کی بنا پر کافر ہیں۔ ان عقائد کا خلاصہ یہ ہے:

(ا)اسماعیلی فرقہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل ہے

یہ فرقہ حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہے۔ اس کے کلمہ میں یہ داخل ہے: اشھدان علی اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ علی اللہ ہیں)۔[1]

اسماعیلی عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ حضرت علی میں حلول کر گیا تھا۔ اس لیے اسمعیلی فرقہ کے نزدیک حضرت علی خود خدا تھے اور حضرت علی کے بعد دوسرے بعد میں آنے والے اسماعیلی ائمہ میں اللہ کا حلول ہوتا رہا۔ گویا اسماعیلیوں کے عقیدہ

---

[1] اسماعیلی تعلیمات کا نمبر ا۔ مطبوعہ ۱۹۶۸۔

کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”حاضر امام بعینہٖ علی ہے اور علی بعینہٖ اللہ ہے۔

لہٰذا ان کے عقیدہ میں ”حاضر امام بعینہٖ اللہ ہے۔ “

یہی وجہ ہے کہ اسماعیلی فرقہ آغا خانی حاضر امام کو خدا سمجھ کر اس کی عبادت کرتا ہے اسی کو قاضی الحاجات سمجھتا ہے۔ اسی سے دعائیں کرتا ہے اسی کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ [1]

(۲)اسماعیلی فرقہ حاضر امام کو درجہ معبود کا دیتا ہے

آغا خانیوں کے حاضر امام کو رتبہ معبود کا دیا گیا ہے چناں چہ آغا خان سوم سلطان محمد شاہ جس کی امامت کا دور ۱۳۰۲ھ سے ۱۳۷۶ھ یعنی ۱۸۸۴ء سے ۱۹۵۶ء تک رہا۔ وہ کہتا ہے:

میں براہ راست حضرت محمد کی نسل سے تعلق رکھتا ہوں اور دو کروڑ مسلمانوں کی کثیر تعداد مجھ پر ایمان رکھتی ہے۔ مجھے اپنا روحانی پیشوا مانتی ہے۔ مجھے خراج ادا کرتی ہے اور میری عبادت کرتی ہے۔ [2]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام فصل ۶۔ تاریخ فاطمیین مصر ح ۲ فصل ۳۵۔ نیز گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم ص ۳۸۔

[2] ایورلیونگ گائیڈ از قاسم علی ایم جے شائع کردہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن پاکستان کراچی۔ گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم ص ۳۶ از مولانا یوسف لدھیانوی۔

(۳) اسمٰعیلی فرقہ شریعت محمدیہ کو منسوخ تصور کرتا ہے

اسلامی عقیدہ کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ "خاتم النبیین" ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔

لیکن آغا خانی عقیدہ کے مطابق ان کے مذہب کے ساتویں امام مولانا محمد بن اسمٰعیل سابع النطقا ہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ صاحب شریعت رسول تھے جن کی شریعت سے پہلی شریعتیں منسوح ہو گئیں آغا خانیوں کے نزدیک ساتویں امام محمد بن اسمٰعیل بھی مستقل صاحب شریعت رسول ہیں۔ جن کی باطنی شریعت سے محمد رسول اللہ ﷺ کی ظاہری شریعت منسوخ ہو گئی۔ [1]

اس سے ظاہر ہو گیا کہ آغا خان ٹولہ اپنے امام محمد بن اسمٰعیل کو صاحب شریعت رسول مان کر کافر اور خارج از اسلام ہو چکا ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے ڈاکٹر زاہد علی کتاب تاریخ فاطمیین مصر ح ۲ فصل ۳۵۔ نیز ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام فصل ۶۔

خادم اہل السنت والجماعت عبد الوحید الحنفی

(۴) اسماعیلی فرقہ کے امام نے شریعت کی بندشیں اٹھا کر آزاد کر دیا

اسمٰعیلی فرقہ کے امام حسن علی زکریا سلام نے اپنی سلطنت کے تمام ملکوں کے اسماعیلیوں کو جمع کیا اور امامت و سلطنت کے تخت پر جلوہ افروز ہو کر مجمع عام کے سامنے کہا کہ:

"قائم القیامہ میرے ذریعہ ہے۔ میں امام زماں ہوں اور امر و نہی صرف شریعت کے رسم و رواج ہیں اور ان کی تکلیف کو میں اہل دنیا سے بالکل اٹھا لیتا ہوں۔ چوں کہ یہ زمانہ قیامت کا ہے"۔[1]

چناں چہ اس دن کو "الموت" کے تمام اسماعیلیوں نے بڑا جشن منایا اور یہ دن تاریخ میں "عید القیام" کے طور پر مشہور ہوا۔[2]

گویا اسماعیلی عقیدہ کے مطابق جب شریعت امام کی بندشیں اٹھا کر لوگوں کو شریعت کے اعمال سے آزاد کر دیتا ہے تو یہی قیامت ہے۔

اب جس شخص نے قرآن کریم میں قیامت حشر و نشر اور

---

[1] مذکورہ تاریخ فاطمین مصر ج۲ ص۱۷۶۔

[2] نور مبین ص ۳۹۹۔

جزا و سزا کی تفصیل پڑھی ہے کیا وہ آغا خانیوں کے انکار قیامت کے عقیدہ کو کفر و زندقہ قرار دینے میں تامل کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان ہیں: (۱) توحید و رسالت کی شہادت دینا (۲) پنج گانہ نماز ادا کرنا (۳) ماہ رمضان کے روزے رکھنا (۴) زکوٰۃ دینا (۵) حج بیت اللہ کرنا۔

کوئی شخص جو ان ارکان میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(۵) آغا خانی فرقہ قرآن کریم کو تحریف شدہ سمجھتا ہے

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم آخری کتاب ہدایت ہے اور وہ ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے۔

لیکن اس عقیدہ کے برعکس آغا خانی قرآن کریم کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک امام کا فرمان قرآن سے بالاتر ہے۔ چناں چہ آغا خان سوم سلطان، سلطان محمد شاہ کے فرامین کا جو مجموعہ "کلام امام مبین" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ:

(الف) خلیفہ عثمان کے وقت میں کچھ حصہ قرآن شریف

میں سے نکال دیا گیا ہے اور کچھ بڑھا دیا گیا ہے۔ امام حاضر کے پاس ہر وقت ایک نئ چیز ہوتی ہے یہ اس وقت بتانے کی نہیں ہے بعد میں بتلائیں گے۔[1]

(ب) جس امام کی باری ہوتی ہے اس کے فرمان پر عمل کرو تو فائدہ ہو گا۔ اصل میں توریت، انجیل، زبور اور فرقان یہ سب کتابیں الگ الگ قوم پر الگ الگ وقفہ پر نازل ہوئی تھیں۔ قرآن شریف بھی حق تھا مگر خلیفہ عثمان کے وقت میں رد و بدل کر دیا گیا ہے۔ آگے کے الفاظ پیچھے اور پیچھے کے الفاظ آگے رکھ دیے گئے ہیں۔[2]

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اسمٰعیلی فرقہ بھی اثنا عشریہ فرقہ کی طرح تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کفریہ عقیدہ کی وجہ سے وہ کافر ہیں۔

(٦) آغا خانی فرقہ قرآن کے بجائے گنان پر عمل کرتا ہے

آغا خانی ساتواں امام کہتا ہے:

[1] کلام امام مبین ص ۹۷۔

[2] ایضاً کلام امام مبین ص ۹۶۔

خادم اہل السنت حافظ عبد الوحید الحنفی

آپ لوگوں کے لیے جو علم ہے وہ ”گنان“ ہے۔ قرآن شریف کو تیرہ سو سال ہو چکے ہیں۔ وہ ملک عرب کی آبادی کے لیے تھا۔ ”گنان“ کو سات سو سال ہوئے ہیں۔ تم لوگوں کے لیے ”گنان“ ہے اور اسی پر عمل کرنا“۔[1]

(ب) حضرت علی المرتضیٰؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ:

یہ کتاب مجھ کو رسول اللہ نے دی ہے۔ اور آپ لوگوں تک پہنچانے کی وصیت کی ہے۔ اس لیے آپ اس کو لیجیے۔ اس پر سب لوگوں نے کہا کہ: ہمارے پاس حضرت عثمان کی کتاب ہے وہ کافی ہے۔ آپ کی کتاب کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ: اس کتاب کی رتی برابر خبر آپ لوگوں کو تا قیامت نہیں ملے گی یہ کہہ کر کتاب اپنے گھر واپس لے گئے۔

وہ کتاب بقیہ دس پارے ہیں جس کے بارے میں پیر صدر الدین نے ”گنان“ میں سمجھایا ہے۔ اس کے مطابق عمل کرو۔“[2]

○ اس سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیلی شیعہ کے نزدیک بھی

---

[1] کلام امام مبین ص ۸۱ فرمان ۳۱۔

[2] ایضاً کلام امام مبین ص ۶۴ فرمان ۲۰۔ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے انڈیا، بمبئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت علی المرتضیٰؓ نے قرآن کو غائب کر دیا حتیٰ کہ قیامت تک اس قرآن کوجو حضرت علیؓ، صحابہؓ کے پاس لے کر گئے تھے۔ ان کے عقیدہ میں اس کتاب کی رتی برابر خبر آپ لوگوں کو تا قیامت نہیں ملے گی۔ یہ روایت سراسر من گھڑت ہے۔ گویا حضرت علیؓ نے اپنے ظاہری دور خلافت میں بھی یہ قرآن کسی کو نہیں دکھایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر نسخہ انہوں نے نہیں دکھایا تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ قرآن جو آج موجود ہے یہ اصلی ہے اسی قرآن کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے دور خلافت میں بھی پڑھا پڑھایا اور دنیا میں اس کے نسخے ملکوں شہروں کو پہنچائے۔ اب جو فرقہ یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اصلی قرآن چھپایا۔ یہ عقیدہ بھی ان کے خارج از اسلام ہونے اور کفریہ عقیدہ رکھنے کی بنا پر ان کے کافر ہونے کی نشانی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۷) اسماعیلی فرقہ کے پاس لکھی ہوئی کتاب نہیں بلکہ حاضر امام ہے

آغا خانیوں کا ساتواں امام کہتا ہے:

آپ جانتے ہیں کہ انسان کی زندگی اور دنیا ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ ہر چیز بدلتی رہتی ہے۔ جس میں صحیح ہدایت امام حاضر ہی دے سکتے ہیں، اسماعیلیوں کے پاس ہدایت کے لیے کوئی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے۔ مگر (ہدایت کے لیے) زندہ امام ہے۔[1]

اس سے بھی ظاہر ہوتا کہ وہ ہدایت کے لیے بجائے قرآن مجید کے حاضر امام سے ہدایت لیتے ہیں۔

آغا خانیوں کے کفریہ عقائد بے شمار ہیں لیکن اس فتنہ کی نشاندہی کے لیے یہی نکات کافی ہیں۔

انہی عقائد کی بنا پر اکابرین امت نے ان کو کافر قرار دیا جس کی تفصیل کے لیے آپ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کتاب بعنوان "گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم" ملاحظہ کریں۔

حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن الغزالیؒ (المتوفی ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

والقول الوجیزفیہ یسلک بھم مسلک المرتدین فی النظر فی الدم والمال والنکاح والذبیحۃ ونعوذالاقضیہ و

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

[1] کلام، امام مبین ص ۳۹۳ فصل فرمان ۵۳۰۔ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے انڈیا بمبئی۔

قضاءالعبادات

ان (اسماعیلیوں) کے بارے میں مختصر بات یہ ہے کہ خون، مال، نکاح، ذبیحہ، فیصلوں کے نفاذ اور قضائے عبادات کے بارے میں ان کا حکم مرتدین کا ہے۔ ...الخ [1]

○ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

آغا خانی جماعت کے بارے میں کفر کا فتویٰ موجود ہے اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں:

"اور ان کفریات کے ہوتے ہوئے نہ ایسے شخص کا دعویٰ اسلام کافی ہے، نہ اس کا نمازی اور روزہ دار ہونا کافی ہے نہ اس پر نماز جنازہ جائز ہے نہ مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے اور نہ مصلحت کے سبب کافر کو مسلمان کہنا یا اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا جائز ہے۔"[2]

○ مسند الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:

و نیز معلوم شد کہ تکفیر و حکم ارتداد شیعہ بلا اختلاف منطبق ست

---

[1] فضائح الباطنیہ ص ۱۵٦ طبع قاہرہ۔

[2] امداد الفتاویٰ ج ٦ ص ۱۱۴۔ ص ۱۱۰ تا ۱۱۵۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

برحال غلان وکیسانیہ واسماعیلیہ۔[1]

ترجمہ: اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عالی شیعوں کیسانیہ اور اسماعیلیوں پر بغیر کسی اختلاف کے کفر و ارتداد کا حکم نافذ ہے۔

اسماعیلی و آغاخانی فرقہ

اسماعیلی مذہب اسلام کے برخلاف واضح کفریہ عقائد اور قرآن و سنت کے منافی اعمال پر مشتمل مذہب ہے۔اس مذہب کے بانی پیر صدر الدین ۷۰۰ھ میں ایران کے ایک گاؤں "سبز وار" میں پیدا ہوئے۔ خراسان سے ہندوستان آئے۔ سندھ، پنجاب اور کشمیر کے دورے کیے اور نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے حوالے سے ان دوروں میں بڑے بڑے تجربات حاصل کیے۔ چناں چہ سندھ کے ایک گاؤں "کوہاڈا" کو اپنا مرکز و مسکن قرار دیا۔ ایک سو اٹھارہ سال کی طویل عمر پاکر پنجاب پاکستان کے ایک ضلع بہاولپور کے گاؤں "اوچ" میں اس کا انتقال ہوا، اس نے "اسماعیلی مذہب" کا کھوج لگا کر نئے سرے سے اسماعیلیوں کو یہ مذہب دیا۔[2]

[1] تحفہ اثناعشریہ ص ۱۱ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۔

[2] تاریخ اسماعیلیہ ص ۵۳ بحوالہ عقائد اہل سنت مؤلفہ طاہر مسعود ص ۲۰۲۔

اسماعیلی مذہب کا عقیدہ لامامت

اسماعیلی مذہب کے عقیدہ امامت کے متعلق عجیب و غریب نظریات ہیں۔ ان کے نظریہ میں "امام زماں" ہی سب کچھ ہے۔ وہی قرآن ہے، وہی خانہ کعبہ ہے، وہی بیت المعمور (فرشتوں کا کعبہ) ہے، وہی جنت ہے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ "اللہ" آیا ہے اس سے مراد بھی امام زمان ہی ہے۔[1]

اسماعیلی ختم نبوت کے منکر ہیں

اسماعیلی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ چناں چہ ان کے مذہب کے مطابق حضرت آدمؑ عالم دین کے اتوار ہیں، حضرت نوحؑ سوموار ہیں، حضرت ابراہیمؑ منگل ہیں، حضرت موسیٰؑ بدھ ہیں، حضرت عیسیٰؑ جمعرات ہیں اور حضرت محمد ﷺ عالم دین کے روز جمعہ ہیں۔

اور سنیچر یعنی ہفتہ کے آنے کا انتظار ہے اور وہ قائم القیامۃ ہیں ان کے زمانے میں اعمال نہیں ہوں گے۔ بلکہ اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔[2]

1 کتاب وجہ دین ص ۱۴۲، ج ۱۔ علم کے موتی ج ۱ ص ۱۲، ۲۹، ۴۳۔

2 وجہ دین ص ۶۶۔ بحوالہ عقائد اہل سنت مؤلفہ طاہر مسعود ص ۲۰۲۔

اسماعیلی مذہب کی بنیادی پانچ چیزیں

اسماعیلی مذہب کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

(۱) دعا کے لیے ہمیشہ "جماعت خانہ" میں حاضر ہونا اور وہیں دعا پڑھنا۔ (۲) سچ بولنا۔ (۳) سچائی سے چلنا۔ (۴) آنکھوں کی نظر پاک ہونا۔ (۵) نیک اعمال۔

اسماعیلی مذہب میں نماز نہیں ہے، اس کی جگہ دعا ہے۔ روزہ نہیں ہے، زکوٰۃ نہیں ہے، اس کے بدلے مال کا دسواں حصہ بطور دسوند "امام زماں" کو دینا لازم ہے۔

حج نہیں ہے، اس کے بدلے میں امام زماں کا دیدار ہے یا اسماعیلیوں کا حج پہلے ایران میں ہوتا تھا۔ اب بمبئی بھی حج کرنے جاتے ہیں۔ [1]

☆☆☆☆

1 تاریخ اسماعیلیہ ص ۵۵۔ فرمان ۱۱ کچھ ناگپور۔ ص ۱۵۔ مطبوعہ ۱۹۰۳ء۔ فرمان نمبر ۸۳۔ زنجبار ص ۱۳۔ مطبوعہ ۱۸۹۹ء۔

باب4

مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات

مرزا قادیانی کے گمراہ کُن نظریات کی وجہ سے علمائے امت نے اس کو گمراہ اور کافر قرار دیا اور اس کے نظریات کو کفریہ نظریات قرار دیا۔

فرقہ منکرِ ختم نبوت۔ قادیانی مرزائی

ہندوستان کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے ایک گاؤں قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ءیا۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اس کو مغل خاندان کا فرد ہونے کی نسبت سے مرزا کہا جاتا تھا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو لاہور میں مرزا قادیانی نے مرض ہیضہ میں وفات پائی اور قادیان میں دفن ہوا۔ مرزا قادیانی نے ابتدا میں اشاعت السلام کے نام سے تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کیا۔

(ا) "مسئلہ وفات مسیح" جس پر سر سید احمد خان نے بحث شروع کر رکھی تھی۔ یہی مسئلہ مرزا قادیانی نے اپنایا اور اس مسئلہ کو انتہائی حد تک شائع کیا اور سادہ لوح عوام کے ذہن نشین یہ کیا گیا کہ مرزا قادیانی کی اپنی تحقیق ہے مرزا غلام احمد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قادیانی کا ولادت مسیح کے بارہ میں پہلے یہ عقیدہ تھا کہ بلا باپ ہی پیدا ہوئے۔ تعلیم یافتہ طبقہ اور بعض امراء بھی مرزا صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اور کافی جمعیت اس کے گرد جمع ہو گئی۔

(۲) پھر اس نے دعویٰ الہام شروع کر دیا اور کہا کہ صحیح احادیث کو موضوعات سے پرکھنا ہر ایک شخص کا کام نہیں یہ امام وقت کی فراست پر منحصر ہے اس لیے جسے میں سچی کہوں وہ سچی ہے جسے میں جھوٹی کہوں وہ جھوٹی ہے۔ یہ اس لیے کہ امام وقت کو ایک نسبت اور تقرب رسول اللہ سے ہوتا ہے یہ عقیدہ فرقہ شیعہ امامیہ کا بھی ہے۔

اگر ایک قدم اور بڑھایا جائے تو یہ عقیدہ "حلولیہ" کا بھی ہے۔

(۳) جب مریدوں کا حلقہ وسیع ہو گیا تو مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیحیت و مہدیت کا اعلان کر دیا۔ اس وقت گورنمنٹ انگلشیہ چھائی ہوئی تھی اس کو خوش کرنے کے لیے مرزا قادیانی نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ

"جس خونی مہدی کا انتظار مسلمانوں کو ہے وہ تو آنے سے رہا۔ اب جہاد بالسیف ختم ہو گیا بلکہ ممنوع ہے۔"

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"[1]

(۴)پھر مرزا صاحب نے ایک الہام کی بنیاد پر دعوئے نبوت کر دیا۔ وہ حضرات جو محض اشاعت اسلام کے نام پر مرزا صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اُن کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کہا کہ:

"میں نبی تشریعی ہوں۔"

(۵) پھر مزید تشریح یہ کی کہ "میں ظلی اور بروزی نبی ہوں۔"

یعنی میں آں حضرت ﷺ کا بروز یا ظل ہوں۔

(٦) پھر کہا کہ میں مجدد ہوں اور مجدد پہلے بہت گذرے ہیں۔

(۷) پھر لکھا کہ: جب خدا مجھے نبی سے خطاب فرماتا ہے تو

---

[1] اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے   دین کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے   اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۲۔ ج ۱۷، ص ۷۷)

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

میں انکار نعمت کیوں کروں۔ مگر اصطلاحی نبی نہیں ہوں۔ چوں کہ غیب کی خبریں کثرت سے ملتی ہیں اس لیے مجھے نبی کہا گیا اور مجدد بھی اسی طرح کا نبی ہی ہوتا ہے"

پھر کہا کہ ختم کے معنٰی مہر ہیں۔ آں حضرت ﷺ بلاشبہ خاتم النبیین ہیں مگر اس کا مفہوم یہ ہے کہ اب جو بھی آپ کے بعد نبی آئے گا اس کی صداقت پر مہر نبوت محمدی ثبت ہو گی۔

یعنی وہ شریعت محمدی کے تابع ہو گا جیسے انبیائے بنی اسرائیل شریعت موسویہ کے تابع تھے۔یہ سلسلہ عیسیٰ ابنِ مریم پر ختم ہوا۔ میں مثیل مسیح ہوں اور وہی مسیح و مہدی ہوں جس کی آمد کی خبر احادیث میں ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرزا قادیانی اپنے الہام سے کاذب ثابت ہو گیا

مرزا قادیانی کے ایک مرید خاص ڈاکٹر عبدالحکیم ریاست پٹیالہ کے تھے اس نے لکھا کہ یہاں تمام مرید خطبہ میں اٹھتے بیٹھتے آپ کا ہی ذکر خیر کرتے ہیں اور خدا اور رسول کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ قریب تر زمانہ میں یہ فرقہ اتنا غلو کرے گا کہ مشرکین میں شامل ہو جائے گا۔

مرزا قادیانی نے مغلوب الغضب ہو کر ڈاکٹر عبدالحکیم کو متبنہ کیا اور وہ اکڑ گیا تو مرزا قادیانی نے علانیہ ارتداد کا فتویٰ صادر کر دیا۔ پیر مرید میں اب باقاعدہ مجادلہ شروع ہو گیا۔ مرزا قادیانی نے آخر الہام کی آڑ لی اور لکھا کہ:

ہمارا مقدمہ اللہ کے حضور پیش ہو گیا ہے۔

وہی فیصلہ کرے گا اور فیصلہ یہ ہے کہ کاذب، صادق کی زندگی میں مرے گا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم نے بھی اپنا الہام شائع کیا اور مہینے اور دن کا تعین کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

[1] مرزا قادیانی نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھا:

وہ ڈاکٹر (عبدالحکیم) ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ میں ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک مر جاؤں گا۔ اور یہ اس کی سچائی کا نشان ہو گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ (چشمہ معرفت ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی کی کتاب چشمہ معرفت مرزا قادیانی کی موت سے صرف ۱۰ دن پہلے دو ہزار کی تعداد میں ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی تھی اس کے ۱۰ دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی مر گئے۔ اس طرح مرزا قادیانی کی پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحکیم کے بارے میں جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور اس کے برعکس ڈاکٹر عبدالحکیم کا اعلان درست اللہ نے کر دیا کہ مذکورہ تاریخ ۴/اگست ۱۹۰۸ء سے دو ماہ ۱۹ دن پہلے ہی مرزا قادیانی مر گئے۔

ان دنوں مرزا قادیانی لاہور میں گیا ہوا تھا۔ مذکورہ تاریخ سے قبل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی فوت ہو گیا۔ اس طرح مرزا اپنے الہام سے بھی کاذب ثابت ہو گیا۔ لاش قادیان لے جائی گئی اور وہاں قادیان میں دفن کر دی گئی۔ [1]

ڈاکٹر عبدالحکیم آف پٹیالہ گیارہ سال مزید زندہ رہے۔ ۱۹۱۹ء میں فوت ہوئے۔

مرزا قادیانی کا خاص مرید حکیم نور الدین جانشین ہوا۔

چوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و نظریات کی بنا پر علمائے امت کے مدلل کفر کے فتوے صادر ہو چکے تھے۔ اور مرزا صاحب ان علمائے امت کو کافر کہتے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرزا قادیانی کے بیٹے اور خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے علی الاعلان کہا کہ آپ کے والد نبی تھے۔ جب خدا نے انہیں ''نبی'' کہا ہے تو آپ کے والد کا بھی یہ اختیار نہ تھا کہ اس اصطلاحی خطاب کی توجیہ ظلی اور بروزی کرتے اور یہ کہ جو بھی میرے والد کی نبوت کا منکر ہے وہ ایسا ہی کافر شرعی ہے۔ جیسا کہ آں حضرت ﷺ کی رسالت کا منکر۔ مرزا بشیر الدین محمود

[1] مذاہب اسلامیہ مؤلفہ عبداداللہ ص ۲۸۷۔

نے ایک خطبہ میں کہا کہ:

"مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہمیں کافر کہیں اور ہمارا فرض ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہیں" [1]

اب یہ فرقہ اسلامیہ نہیں رہا بلکہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بہائی دین۔ جو بہا اللہ سے منسوب ہے اور خارج از اسلام ہے۔ [2]

جماعت احمدیہ لاہوری اس بات پر متفق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی موعود ہے لیکن کسی رنگ میں نبی نہیں مانتی لیکن یہ جماعت دعویٰ کی حد تک مرزا قادیانی کو نبی تو تسلیم نہیں کرتی مگر عملاً انہیں نبوت کا پروٹوکول دیتی ہے۔ پھر ایک خارج از اسلام شخص کو مجدد مانتی ہے جس کا اپنا دعویٰ نبوت کا تھا جس بنا پر وہ خارج از اسلام ہے۔

آئین پاکستان میں قادیانی جماعت کے ساتھ ساتھ لاہوری جماعت مرزائی بھی خارج از اسلام ہے۔

مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد

(ا) مرزا قادیانی اپنی کتاب آئینہ کمالات میں کہتا ہے:

[1] ایضاً ص ۲۹۰۔

[2] مذاہب اسلامیہ مؤلفہ عبداداللہ ص ۲۹۱۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دعویٰ خدائی

ورایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو

ترجمہ: میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود اللہ (خدا) ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔ [1]

(۲) مرزا لکھتا ہے: میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ [2]

مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ مراق کی بیماری کے دوران کیا۔

قادیانی رسالہ ریویو قادیان بابت اگست ۱۹۲۹ء ص ۱۰ پر ہے کہ: مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب میں موروثی نہ تھا بلکہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات اور غم اور سوءِ ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور اس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر درد کے ذریعہ ہوتا تھا۔ [3]

(ب) قادیان رسالہ ریویو قادیان بابت اپریل ۱۹۲۵ کے ص ۴۵ پر ہے: حضرت اقدس مرزا قادیانی نے فرمایا مجھے مراق کی

---

[1] آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۵۶۴، روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۶۴ از مرزا قادیانی۔

[2] کتاب ابریہ ص ۸۴۔ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۰۴۔ از مرزا قادیانی۔

[3] رسالہ ریویو قادیان بابت اگست ۱۹۲۶ ص ۱۰۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیماری ہے۔

(ج) مرزا صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو "مراق" ہے۔[1]

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

مرزا قادیانی کہتا ہے: میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔[2]

(۲) مرزا قادیانی لکھتا ہے: سچا خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔[3]

مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے عقیدہ سے انکار اور اس کے دعویٰ نبوت کی بنا پر خارج از اسلام گمراہ اور کافر قرار دیا گیا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

(۳) مرزا قادیانی لکھتا ہے: آیت "ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ" میرے متعلق ہے۔ (حقیقت الوحی طبع قدیم ص ۶۷۵)

[1] رسالہ ریویو ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۹ ص ۴۔

[2] حقیقت الوحی ص ۱۰۳، روحانی خزائن نمبر ۲۲ ص ۱۰۶ از مرزا قادیانی۔

[3] کتاب مرزا قادیانی دافع البلا طبع قدیم ص ۱۱۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۴) مرزا لکھتا ہے: آیت "و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق میں ہوں۔ (حقیقت الوحی ص ٦٧٥)

(۵) مرزا لکھتا ہے: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ٦٨)

(٦) مرزا لکھتا ہے: مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے قرآن کریم پر (اربعین نمبر ۴ ص ١٩)

(٧) مرزا قادیانی لکھتا ہے: جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے اعمال نامقبول اور دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہو گا۔ (حقیقت الوحی ص ٦٧٣ مؤلفہ مرزا قادیانی)

ختم نبوت کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۴٠)

عقیدہ ختم نبوت زمانی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود امت میں کئی مدعیانِ نبوت کھڑے ہوئے اور امت میں فتنہ پیدا کر دیا۔

اور جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے خود حضور خاتم النبیین ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی تھی:

انه سیکون فی امتی کذّابون ثلٰثون کلهم یزعم انه نبی، و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس عظیم پیشگوئی کے تحت مسیلمہ کذاب سے لے کر آج تک امت میں دجالی صفت کے جھوٹے نبی آتے رہے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قادیانی نبوت کا فتنہ

دور حاضر کا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ان سب سے زیادہ خطرناک دجال اور کذاب ثابت ہوا۔

ابلیس کے علاوہ انگریز بھی اس کا حامی اور وہ انگریز کا وفادار تھا بلکہ انگریز نے ہی اپنے دور اقتدار میں ہندوستان کے اندر یہ فتنہ اٹھایا۔ انگریر کے سایہ ہی میں اس کی جھوٹی نبوت پروان چڑھی ورنہ کسی اسلامی سلطنت میں دعوىٰ نبوت کرتا تو اُس کو

واجب القتل قرار دے کر جہنم رسید کیا جاتا۔

مرزا قادیانی نے انگریز کی حمایت کی

مرزا قادیانی انگریز گورنمنٹ کی حمایت میں لکھتا ہے:

سخت جاہل اور سخت ناداں وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکریہ نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ ہم نے اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ ہم کسی اسلامی سلطنت میں نہیں پا سکتے۔ (ازالہ اوہام ج۲ ص۱۰۷ از مرزا قادیانی)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ

مرزا قادیانی نے انگریز کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا۔ لکھتا ہے:

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب قتل اور قتال

مرزا قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ

مرزا قادیانی کی ان کفریات کی وجہ سے علمائے اسلام نے

اس کی قطعی تکفیر کر دی اور اس کو نبی یا مجدد مصلح مسیح موعود ماننے والوں کو قطعی کافر قرار دے دیا۔

۱۹۷۴ء کا تاریخی فیصلہ
قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دے دیا

ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں مرزائیوں کے خلاف ۱۹۷۴ء میں تحریکِ ختم نبوت چلائی گئی۔ پاکستان کی قومی اسمبلی میں اس مسئلہ پر مکمل بحث کئی دن جاری رہی۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اپنی مدلل تقریر میں مرزا کی کتابوں سے با حوالہ ۱۰۱ دلیل اس کی عبارات سے پیش کر کے اس کا کفر ثابت کیا اسی طرح مولانا مفتی محمود صاحب نے ایک سو قرآنی آیات اور ایک سو احادیثِ صحیحہ سے ختم نبوت کا مسئلہ سمجھایا۔

بالآخر قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے سابق سربراہ مرزا ناصر آنجہانی کو بھی موقف کی وضاحت کے لیے پیش ہونا پڑا۔ علمائے اسلام نے علمی دلائل سے ان کی تکفیر ثابت کی۔ آخر میں قومی اسمبلی میں مرزائی ٹولہ اور فرقہ کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

چناں چہ آئین ۱۹۷۳ء میں ترمیم کے بعد قانونی دفعات منظور ہوئیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

آئین پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی دفعات

چناں چہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء میں ترمیم کے بعد جو قانونی دفعات منظور ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱): یہ قانون آئین میں دوسری ترمیم کا قانون مجریہ ۱۹۷۴ کہلائے گا۔ یہ قانون فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

(۲): اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل ۱۰۶ کی دفعہ نمبر ۳ میں لفظ فرقے کے بعد قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کے افراد کے الفاظ شامل کیے جائیں گے۔

(۳): آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ میں دفعہ نمبر ۲ کے بعد حسب ذیل نئ دفعہ شامل کی جائے گی۔

(۱) جو شخص محمد مصطفےٰ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر مکمل اور غیر مشروط یقین نہ رکھتا ہو۔ یا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم یا اظہار کی صورت میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ یا اس قسم کے دعویدار کو نبی یا مصلح مانتا وہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آئین یا قانون کے مقاصد کے تحت مسلمان نہیں ہے۔

علاوہ ازیں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ میں حسب ذیل تشریح بھی شامل کر دی گئی ہے کہ:

جو مسلمان حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے (جیسا کہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۹۰ کی دفعہ نمبر ۳ میں صراحت کر دی گئی ہے) کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے، عمل کرے یا پرچار کرے گا اسے اس دفعہ کے تحت سزا دی جا سکے گی۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء)

آئین پاکستان میں مزید ختم نبوت کے تحفظ کی دفعات

(۲): چناں چہ آئین پاکستان میں مزید ترمیمی آرڈیننس ۵ جولائی ۱۹۷۷ء صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم نے جاری کیا۔ اس میں یہ مزید دفعات اور شقیں منظور کر کے نافذ العمل کی گئیں۔

حصہ اول اس آرڈیننس کو قادیانی گروپ لاہوری گروپ احمدیوں، (مخالفت اور سزا) کا آرڈیننس ۱۹۸۴ کہا جائے گا۔ یہ فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

(۲): آرڈیننس کو عدالتوں کے احکامات اور فیصلوں پر فوقیت ہو گی۔ اس آرڈیننس کی دفعات کی بھی عدالت کے حکم یا فیصلے

کے باوجود مؤثر ہوں گی۔

حصہ دوم تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ کے قانون میں ترمیم

(۲) تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ

تعزیرات پاکستان کے ۱۵ ویں باب میں دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد درج ذیل نئی دفعات شامل کی گئی ہیں۔

۲۹۸ (ب) مقدس شخصیتوں اور مقامات کے لیے مخصوص اصلاحات کا غلط استعمال

(۱) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کوئی اور نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ یا ظاہری واضح طریقے کے ذریعے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(الف) حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو امیر المؤمنین، خلیفۃ المومنین خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ کہتا ہے۔ یا اس نام سے مخاطب کرتا ہے۔

(ب) حضرت محمد ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے علاوہ کسی دوسری عورت کو "امّ المومنین" کے نام سے مخاطب کرتا ہے یا کہتا ہے۔

(ج) حضرت محمد ﷺ کے "اہل بیت" کے علاوہ کسی اور

شخص کو اہل بیت کہتا ہے یا مخاطب کرتا ہے یا

(د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیتا ہے یا کہتا ہے۔ اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی۔ اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی متوجب ہو گا۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں) کا کوئی شخص لفظوں کے ذریعے بول کر یا لکھ کر اپنے عقیدے میں اختیار کیے گئے عبادت کی خاطر بلانے کے طریق کار کو اذان کہے گا یا مسلمانوں کی طرح اذان دے گا تو اسے تین سال تک کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی متوجب ہو گا۔

۲۹۸ سی قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا اپنے عقیدے کی تبلیغ و تشہیر کرتا ہو۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں کا کوئی شخص جو اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمان ظاہر کرے گا۔ یا اپنے مذہب کا نام اسلام ظاہر کرے گا، لکھے گا یا بولے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرے گا یا لفظوں کے ذریعے بول کر یا کسی بھی دوسرے نمایاں طریقے سے دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے

کی دعوت دے گا جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانے کا بھی متوجب ہو گا۔

آرڈیننس کے ذریعے مجموعہ ضابطہ فوج داری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ الف میں بھی ترمیم کی گئی ہے جس کے ذریعہ صوبائی حکومت کو کسی ایسے اخبار، کتاب یا دیگر دستاویز کو ضبط کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی میں چھاپی گئی ہو۔

آرڈیننس کے ذریعہ مغربی پاکستان پریس اور پبلیکیشنز آرڈیننس ۱۹۶۳ کی دفعہ ۲۴ میں کی گئی ترمیم کے ذریعے صوبائی حکومت کو اختیار مل جائے گا کہ وہ مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی کرنے والی کسی کتاب یا دستاویز کی طباعت یا اشاعت کے لیے استعمال ہونے والے پریس کو بند کر دے۔ اس اخبار کے ڈیکلریشن کو منسوخ کر دے جو ان دفعات کی خلاف ورزی کرے۔ اور کسی ایسی کتاب یا دستاویز کو ضبط کر لے جس میں ایسا مواد شامل ہو جس کی طباعت یا اشاعت مذکورہ دفعات کی رو سے ممنوع قرار دی گئی

ہو۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۸ اپریل ۱۹۸۲ء)

یہ ہے جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر پاکستان مرحوم کا اسلامی جذبہ سے بھرپور جرأت مندانہ اقدام جس پر ہم ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

(۲) مرزائیت کا فتنہ عصر حاضر کا ایک خطرناک دجالی فتنہ ہے اس معاملہ میں اگر ذرہ بھر کوتاہی برتی گئی تو پھر اس مقدس آرڈیننس کی افادیت خدانخواستہ ختم ہو جائے گی علمائے امت اور زعمائے ملت عزم صدیقی اور عدل فاروقی کے سایہ میں ہی اس قسم کے فتنوں کا استیصال کریں۔

دعاویٰ مرزا قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۸۰ء تک صرف اپنے ملہم من اللہ کا دعویٰ کرتا رہا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ۱۸۹۸ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرضِ ہیضہ سے انتقال کر گیا۔

تعارف

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب البریہ ص ۱۳۴ پر اپنا خاندانی تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ:

- میرا نام غلام احمد ہے، میرے والد کا نام غلام مرتضےٰ اور دادا کا نام عطا محمد ہے اور پڑدادا کا نام گل محمد تھا......
- میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔
- اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترویں برس میں تھا اور ابھی ریش بروت کا آغاز نہ ہوا تھا......
- میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہو گی جب میرے والد کا انتقال ہوا۔[1]

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خاندان کا تعارف

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

میرے والد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین تھے اور سرکار انگریزی کے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر پچاس

---

[1] کتاب البریہ ص ۱۳۴ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔[1]

مرزا قادیانی انگریز گورنمنٹ کا خیر خواہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

میں اوّل درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ کا خیر خواہ بنادیا۔

اوّل والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔[2]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرزا قادیانی کی مذہبی زندگی کا آغاز

مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء میں پہلی تصنیف "براہین احمدیہ" کے نام سے شائع کی۔ جن میں ان کا ادعاء آریوں اور عیسائیوں کے اسلام پر حملوں کا توڑ تھا۔ اس زمانے میں انگریز کی جانب سے ایک سازش کے تحت پنڈت دیانند اور پادری فنڈر، مسلمانوں کو بہت پریشان کر رہے تھے۔ مرزا قادیانی نے اشاعتِ اسلام کے عنوان سے تردید عیسائیت

[1] تحفۂ قیصریہ ص ۱۶۔

[2] عاجزانہ درخواست روحانی خزائن ج ۱۵، ص ۴۱۹۔

شروع کی۔ پنجاب کے مسلمانوں نے مرزا قادیانی سے بہت امیدیں باندھیں اسے "براہین احمدیہ" کتاب کی اشاعت کے لیے بہت چندہ دیا۔ مرزا کا اعلان تھا کہ وہ پچاس حصوں میں کتاب مکمل کرے گا لیکن پانچ حصے لکھ کر سلسلہ ختم کر دیا اور کہا کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک صفر کا فرق ہے اور ظاہر ہے کہ صفر کی کوئی قیمت نہیں۔

۱۸۸۰ء...... ۱۸۸۴ء تک "براہین احمدیہ" کے چاروں حصے شائع ہو گئے۔

۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی کا مذہب

۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی کا اعلان یہ تھا کہ:

میں ان تمام اُمور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوّت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدمؑ صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔[1]

[1] اعلان ۲/ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ح ۲ ص ۲۰۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

۱۸۸۰ء سے ۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی کے عزائم پر پردہ

مرزا قادیانی نے بارہ سال تک ۱۸۸۰ء سے ۱۸۹۱ء تک اپنے عزائم میں پردہ رکھا، ۱۸۹۱ء میں مرزا نے اعلان کیا کہ: ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔

اس اعلان میں کتنی گہرائی چھپی ہوئی ہے، مرزا قادیانی کی آئندہ کی مذہبی قلابازیاں جس نے دیکھی ہیں وہی اسے سمجھ سکتا ہے۔

مرزا قادیانی کی غیر مقلد اہل حدیث گھرانے میں شادی

مؤلف سیرت المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میری شادی سے پہلے حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دلی میں ہو گی چناں چہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا تو چوں کہ اس وقت اُس کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہل حدیث تھے اور اس سے بہت میل جول رکھتے تھے۔ اس لیے اُس نے حضرت مرزا صاحب کے پاس میر صاحب کا نام تجویز کیا۔

شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوت عمر ناپسند کیا مگر

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

آخر رضامند ہو گئے اور پھر حضرت مرزا صاحب مجھے بیاہنے دلّی گئے۔

آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملاواحد تھے، نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھایا تھا۔ یہ ۲ محرم ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۹۴ء بروز پیر کی بات ہے اس وقت میری عمر ۱۸ سال تھی۔[1]

حضرت مرزا صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو ۵ روپے اور ایک مصلّی نذر دیا تھا۔[2]

(۲) مؤلف تاریخ احمدیت رقم طراز ہے۔ شادی کی تاریخ طے پا گئی تو مرزا قادیانی دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے، خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھایا جو ضعیف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے۔[3]

مرزا قادیانی کا غیر مقلد ہونے کا اعلان

مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء کے مذکورہ اعلان میں اپنے آپ کو قرآن و

---

[1] مرزا قادیانی کی ولادت ۱۸۳۹ء ہے اس حساب سے ۱۸۹۴ء میں مرزا قادیانی کی عمر اس وقت ۴۵ سال تھی۔

[2] اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۳ء بحوالہ فرقہ اہل حدیث ۱۲۱۔

[3] تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۵۶ بحوالہ فتویٰ امام ربانی ص ۴۶۔ سیرت المہدی ص ۵۷۔

حدیث تک محدود رکھا۔ اسی طرح تفسیرِ قرآن میں اپنے آپ کو اصول فقہ کی پابندی سے باہر لا کھڑا کیا۔ ایسا کیوں؟

یہ اس لیے کہ ان دنوں تحریک اہلِ حدیث تیزی سے چل رہی تھی۔ مولانا محمد حسین بنالوی اس عنوان سے لوگوں کو نئے نئے جمع کر رہے تھے۔ مرزا قادیانی نے اندازہ لگایا کہ میرے ساتھ زیادہ وہی لوگ آ سکیں گے جو قرآن و حدیث کے اس آزاد عنوان کو اختیار کریں گے۔ چناں چہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ پر اہل حدیث علماء میں سے مولانا محمد حسین بنالوی صاحب وغیرہ، مرزا قادیانی کے پیچ میں آئے اور براہین احمدیہ پر ریویو لکھے اور اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔

- یہ وہ دور تھا کہ مرزا قادیانی اپنے ذہن میں ایک نیا مذہب ترتیب دے رہے تھے اور انہوں نے براہین احمدیہ میں کچھ بنیاد بھی ہموار کرلی تھی اور قرآن و حدیث میں آزاد فکری کے لیے اہل حدیث کی قبا اوڑھ لی تھی۔ اس کتاب میں انہوں نے الہام اور اپنی ولایت کا دعویٰ کر دیا۔ چناں چہ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے پیرو وکا عمل ”اہل حدیث“ کے طریقے پر چلایا۔ اور علیحدہ ”جماعت احمدیہ“ کے نام سے کام شروع کر دیا۔
- مرزا قادیانی کے قریب کے دوست سب آزاد خیال تھے، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نیچری تھے، حکیم نور الدین اہلحدیث تھے۔

مرزا قادیانی کے فقہی مؤقف کا آئینہ

مرزا قادیانی کا فقہی مسلک کیا تھا اگر یہ غیر مقلد نہ ہوتا تو مولانا محمد حسین بٹالوی اس کے گمراہ ہونے کا آغاز ترکِ تقلید سے نہ کرتے۔ مرزا قادیانی کا غیر مقلد ہونا اتنا ہی واضح ہے جتنا اُس کا کُفر اور ارتداد۔ ذیل میں قادیانی کی معتبر کتب سے مرزا قادیانی اور نور الدین بھیروی کے چند اعمال اور فتاویٰ درج کیے جاتے ہیں تا کہ ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ ان اعمال و اقوال والا شخص کون ہو سکتا ہے۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ وہ غیر مقلد تھے؟ اور ان کے اعمال غیر مقلدین "اہل حدیث" جیسے نظر آئیں گے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) مرزا صاحب نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے۔[1]

(۲) مقتدی امام کے پیچھے لازماً سورۃ فاتحہ پڑھیں، یہ فرض ہے۔[2]

(۳) امام کے لیے الحمد للہ سے پہلے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔ رفع یدین کرنا۔

(۴) پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۸۹)

(۵) سوتی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۳۷)

---

[1] فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۹۸۔ حقیقت ناز ص ۸۸

[2] فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۵، ۲۸، ۳۳، ۸۱۔ حقیقت ناز ص ۸۶

(۶)نماز کی حالت میں بعض آیات کا قرآنی جواب دینا۔[1]

(۷)سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرنا۔[1]

(۸)حالت نماز میں چل کر کُنڈی کھول دینے اور گھوڑا باندھ لینے سے نماز میں فرق نہیں آتا۔(حقیقتِ نماز ص ۷۷)

(۹) جس کی سُنّتِ فجر رہ جائیں وہ فرضوں کے بعد پڑھ لے، ہمارا یہی دستور ہے۔(حقیقت نماز ص ۵۷)

(۱۰)مغرب کی اذان کے بعد دو سنت غیر مؤکدہ پڑھ لے۔[2]

(۱۱)جماعتِ ثانیہ بلا حرج جائز ہے۔(فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۱۰۴)

(۱۲)جو تا سمیت نماز جائز ہے۔(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۹)

(۱۳)نماز تراویح جمع وتر گیارہ رکعت ہے۔(حقیقت نماز ص ۱۴۴)

(۱۴)نماز جمعہ کے لیے نہ مقتدیوں کی کوئی تعداد ثابت ہے نہ ہی شہر کی شرط ثابت ہے۔(فتاویٰ احمدیہ ص ۱۵۰)

(۱۵)جمعہ و عصر جمع کیے جاسکتے ہیں۔(حقیقت نماز)

(۱۶) مجلس واحد میں دی گئی تین طلاقیں ایک ہی ہو گی۔[3]

مرزا قادیانی نے اپنے ان مسائل کو اپنی وحی پر مبنی نہیں بتلایا اس

---

1 حقیقت نماز ص ۹۳

2 حقیقت نماز ص ۵۷

3 حقیقت نماز از یعقوب علی تراب مرزائی ایڈیٹر الحکم مطبوعہ ۱۹۰۷

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا پہلے سے ہی یہی مذہب چلا آ رہا تھا۔ اہل حدیث ہونے سے پہلے وہ کہیں مقلد رہا ہو تو یہ اور بات ہے نئی نبوت کی ٹوہ میں وہ غیر مقلد ہو کر رہا۔[1]

مرزا قادیانی کا غیر مقلد ہونا مرزا خود لکھتا ہے:

پس سوچو اور سمجھو کہ جس شخص کے ذمہ اسلام کے ۷۳ فرقوں کے نزاعوں کا فیصلہ کرنا ہے کیا وہ محض مقلد کے طور پر دنیا میں آ سکتا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ قدیم ص ۴۲، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۷)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو غیر مقلدین میں رکھا۔ یہ محض اس لیے کہ اسے براہ راست من گھڑت استدلال کرنے کا قرآن و حدیث سے موقع ملتا ہے۔

مرزا قادیانی کا تحفہ قیصریہ لکھنا ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کو مرزا قادیانی کتاب تحفہ قیصریہ، قادیان میں لکھی جس میں ملکہ وکٹوریہ کے نام خط میں لکھا:

جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالھا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شش سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا۔ مبارک! مبارک!! مبارک!!!...... اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا۔

---

[1] عقیدۃ الامت فی معنٰی ختم نبوت مؤلفہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود مطبوعہ ۱۹۵۲، ناشر دارالمعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جس قدر خوشی اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے۔(تحفہ قیصریہ ص ۲،۱۔ر۔خ۔ج ۱۲ص ۲۵۳)

(۲) میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔

مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیوں کہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پزیر ہو رہے ہیں۔ ہر گز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوئی۔(تحفہ قیصرہ ص ۳۱۔رخ ج ۱۲ص ۲۸۳مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

قارئین کرام آپ نے قیصرہ ہند ملکہ وکٹوریہ کے نام مرزا قادیانی کے خطوط ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کے اقتباسات پڑھے۔ یہ وہ شخص ہے جو مرتد ہو کر انگریز گورنمنٹ کے لیے خطوط لکھ کر اپنی وفاداری کا کس طرح اظہار کر رہا ہے۔

اور دوسری طرف ولایت، مجدّدیت اور نبوت کا مدعی بن کر نعوذ

باللہ اپنے آپ کو فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ظل اور بروز کہتا ہے اور معاذ اللہ مثل محمد ﷺ ثانی ہونے کا دعویدار ہے۔

وہ ایک کافر عورت کی جو کہ اسلام اور مسلمانوں کی علانیہ دشمن ہے کس قدر چاپلوسی اور خوشامد کر رہا ہے۔

مرزا قادیانی کذاب کا ۱۹۰۲ء میں اعلان

(۱) مرزا قادیانی نے اپریل ۱۹۰۲ء میں ایک رسالہ دَافِعُ البَلاء و معیار اَہلِ الاصطفاء بمقام قادیان دَارالامان باہتمام حکیم فضل دین مطبع ضیاء الاسلام میں پانچ ہزار تعداد میں چھپوایا جس میں ص ۲۳۱ میں لکھا کہ: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

خادم اہلسنت عبد الوحید

(۲) مرزا قادیانی کذاب نے ایک اور کتاب بعنوان "ایک غلطی کا ازالہ" لکھی جس کے ص ۳ پر لکھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(۳) مرزا قادیانی کذاب مرتد ہو کر لکھتا ہے:

دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں،

میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحٰقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰ ابنِ مریمؑ ہوں، میں محمد ﷺ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھے دیے اور میری نسبت جزی اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔......الخ[1]

(۴)مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ میں مزید لکھا:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ: میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا ہوں یعنی موسیٰؑ ہوں میں محمد ﷺ ہوں میں احمد مجتبےٰ ہوں۔[2]

فتویٰ تکفیر

مرزا قادیانی کی ان کفریات کی وجہ سے علمائے اسلام نے اس کی قطعی تکفیر کر دی اور اس کو نبی یا مجدد و مصلح مسیح موعود ماننے والوں کو بھی قطعی کافر قرار دیا۔...... انگریزی دور استبداد میں ہندوستان کے تمام علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی اور اس دجالی فتنہ کے انسداد

---

1 حقیقت الوحی ص ۵۲۱، تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

2 تریاق القلوب ص ۶ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴، مؤلفہ مرزا قادیانی

کے لیے جدوجہد کی۔ حضرات اکابر علمائے دیوبند نے عقیدہ ختم نبوت کا پورا پورا تحفظ کیا۔

مرزا قادیانی کے کفریہ دعاویٰ کا سختی سے ابطال کیا اور حیات مسیح کے اثبات میں پنجاب میں مشہور چشتی سلسلہ کے بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ نے مرزا قادیانی کی رد میں ایک جامع علمی کتاب "سیف چشتیائی" تصنیف کی۔ مرزا قادیانی نے اس سلسلہ میں مباحثہ کا چیلنج دیا۔ پیر صاحب نے مرزا قادیانی کا چیلنج قبول کر لیا اور ۴/ اگست ۱۹۰۰ء کو اس کے نام رجسٹری خط ارسال کیا۔ ۲۵/ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مباحثہ کی تاریخ مقرر کر دی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ اور سیکڑوں علماء لاہور پہنچ گئے۔ جن میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین چکوال کے والد مولانا کرم الدین صاحبؒ فاضلِ مظاہر العلوم سہارنپور رئیس بھیں ضلع چکوال اور آپ کے عم زاد بھائی مولانا محمد حسین صاحب فیضی بھی تھے۔ لیکن کذاب مرزا قادیانی اپنے دار الشیطان قادیان کی چار دیواری سے ہی باہر نہ نکلا اور ذلیل وخوار ہو کر رہ گیا۔

۲۵/ اگست کو چیلنج کے مطابق شاہی جامع مسجد لاہور میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی قیادت میں اہل السنت و الجماعت کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔

مولانا محمد حسین فیضی نے ۵/ اگست ۱۹۰۰ء کو مرزا قادیانی کو ایک

رجسٹرڈ مفصل چٹھی ارسال کی جو سراج الاخبار جہلم میں شائع ہوئی لیکن قادیانی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

فیضی صاحب کے خلاف قادیانی ہذیان

حسب ضابطہ ”کُلّ نفسٍ ذائقۃالموت“ علامہ مولانا محمد حسن فیضی صاحب ۱۸/ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرزا قادیانی نے یہ لاف زنی کر دی کہ مولانا محمد حسن فیضی مرحوم، اُس کی بد دعا سے فوت ہوئے ہیں اور فیضی صاحب مرحوم کے متعلق اپنی کتابوں میں سخت توہین آمیز الفاظ لکھے۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنّت حافظ

مرزا قادیانی کے خلاف کیس

مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ رئیس بھیں نے مرزا قادیانی پر جہلم کی عدالت میں ایک مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا دائر کر دیا۔ جس کی پیشی کی تاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جھتے کے ہمراہ جہلم عدالت میں پیش ہوا۔ مگر حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ کا استغاثہ عدالت نے اس بنا پر خارج کر دیا کہ مولانا کرم الدین صاحبؒ کا مولانا فیضی مرحوم سے اتنی قریبی رشتہ داری نہیں ہے کہ اس قسم کا استغاثہ دائر کر سکیں۔

اس پر مرزا قادیانی اور اس کی پارٹی نے خوشی میں شادیانے بجائے۔
اور مرزا قادیانی نے اپنے الہامات شائع کر دیے اور مرزا قادیانی نے ایک کتابچہ بنام مواہب الرحمٰن (عربی) جہلم میں تقسیم کیا، جس میں حضرت مولانا کرم الدین صاحب کا نام لے کر کذاب اور لئیم وغیرہ کے الفاظ لکھے۔

۱۸/اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مرزا قادیانی کو سزا

مولانا کرم الدین صاحبؒ نے مرزا قادیانی کی کتاب مواہب الرحمٰن کے الفاظ کی بنا پر اپنی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی پر ازالہ حیثیت عرفی کا دوسرا مقدمہ جہلم کی عدالت میں پھر دائر کر دیا۔
مرزا قادیانی نے یہ مقدمہ گورداسپور کی عدالت میں منتقل کرا لیا۔
اس مقدمہ میں مرزا قادیانی جہلم اور گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوتا۔ مولانا کرم الدین صاحب نے عدالت میں آمنے سامنے مرزا قادیانی پر اتنی سخت علمی جرح کی کہ اس کے اوسان خطا ہو گئے اور ایک بار عدالت میں ہی اس پر غشی کا دورہ پڑ گیا۔

مرزا قادیانی کو قید و جرمانہ کی سزا

اس مقدمہ میں گورداسپور کی عدالت سے مرزا قادیانی کو اور اس

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے مرید حکیم فضل دین کو سزا سنائی گئی۔ لالہ آتمارام مہتہ بی اے اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اوّل ضلع گورداسپور نے مفصل فیصلہ لکھا اور سنایا۔ جس کا آخری حصہ حسب ذیل ہے:

پس ثابت ہوا کہ ملزم نمبر ا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) مجرم زیر دفعہ ۵۰۰ اور ملزم نمبر ۲ (یعنی حکیم فضل دین) زیر دفعہ ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند ہے۔ اور ان کو ان جرائم کا مجرم تحریر ہذا کی رو سے قرار دیا جاتا ہے اب فیصلہ کرنا سزا کے رہا، مدعا سزا سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ مجرم کو بدلہ اس کے فعل کا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو آئندہ ایسے جرم سے روکنے کا منشاء ہوتا ہے۔

صورت ہذا میں ایک خفیف جرمانہ سے یہ مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ خفیف رقم جرمانہ کی مؤثر اور رکاوٹ پیدا کرنے والی نہ ہو گی۔ اور غالباً ملزم اسے محسوس نہ کرے گا۔ ہر روز اسے بیشمار پیروں سے آتا ہے جو ملزم نمبر ا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے لیے ہر قسم کے ایثار کرنے کو تیار ہیں۔ ان حالات میں تھوڑا سا جرمانہ کرنے سے ایک خاص گروہ کو جو بے گناہوں کا ہے سزا ہو گی۔ دراصل اصلی مجرمان پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ ملزم نمبر ا (مرزا غلام احمد قادیانی) کی عمر اور حیثیت کا خیال کر کے ہم اس کے ساتھ رعایت برتیں گے۔

ملزم نمبر ا (مرزا غلام احمد قادیانی) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے بر خلاف لکھا کرتا ہے۔ اگر اس کے اس میلان طبع کو بر محل نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہو گا۔

۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم کو ہجو قسم تحریرات سے باز رہنے کے لیے فہمائش کی تھی۔

پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا نہ ہجو قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا نظر بر حالات بالا ایک معقول مقدار جرمانہ کی ملزم نمبر ۱ (یعنی مرزا قادیانی) پر ہونی چاہیے۔

اور ملزم نمبر ۲ (یعنی حکیم فضل دین مالک مطبع قادیان) پر اس سے کچھ کم، لہٰذا حکم ہوا کہ ملزم ۱ (مرزا قادیانی) پانچ صد روپے جرمانہ دے اور ملزم نمبر ۲ دو صد روپے، ورنہ اول الذکر (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) چھ ماہ اور آخر الزکر (یعنی حکیم فضل دین) پانچ ماہ قید محض میں رہیں۔ حکم سنایا گیا۔ ۸، اکتوبر ۱۹۰۴ء اس فیصلہ کے خلاف مرزا قادیانی نے سیشن جج امرتسر کی عدالت میں اپیل دائر کی اور انگریزی وکیل مسٹر ہیچی کی پیروی کے ذریعہ اپیل منظور ہوئی۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

---

[1] اس مقدمہ کی تفصیلی رپورٹ کتاب تازیانہ عبرت مؤلفہ مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق۔ جامع مسجد برکت علی ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور میں ملاحظہ کریں۔

دجال مرزا قادیانی کی وجوہ کُفر

مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کافر کیوں ہیں؟ اس کی وجوہات میں یہ اُس کے نظریات ہیں:

(۱) مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت

(۲) حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ ولادت کا انکار

(۳) حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی شان میں ناقابلِ برداشت گستاخیاں

(۴) حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی اور قیامت کے قریب نزولِ عیسیٰؑ کا انکار

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۵) حضرت آدمؑ سے آں حضرت ﷺ تک انبیاء کی اہانت خصوصاً حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی

(۶) حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا انکار

(۷) اسلامی فریضہ جہاد کا انکار

(۸) مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر

ان وجوہ کی تشریح آپ کے علم میں لائی جا چکی ہے۔[1]

---

[1] مزید تفصیل کے لیے آپ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں

(۱) ختم نبوت کامل مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی

(۲) ردّ قادیانیت کے زریں اصول مؤلفہ منظور احمد چنیوٹی

مرزا قادیانی دجال کی موت کا سبب

مرزا قادیانی نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک کھلا خط لکھا اور اشتہار کی صورت میں چھپوا کر بار بار شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا:

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ یستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ الحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب! السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اس پرچہ میں مردود کذاب اور دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے میں نے آپ سے بہت دُکھ اٹھایا ہے اور صبر کرتا رہا۔ مگر چوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ

---

(۳) حق کے متلاشی احمدیوں کو اسلام بلاتا ہے مؤلفہ محمد متین خالد
اس سلسلہ میں دفتر مجلس ختم نبوت تعلق روڈ ملتان سے لٹریچر آپ کو ملے گا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بہت سے افتراء میرے پر کر کے دُنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔

کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔

اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سُنّت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔

جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ محض دُعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ

چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ: اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک، میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور

ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا، مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تو تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں در حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ أمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو

اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھوں میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مرقومہ

مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

خدا نے فیصلہ کر دیا

مرزا قادیانی کی دعا ثناء اللہ امر تسری کے حق میں اللہ نے قبول کر لی۔ چناں چہ اپنی دعا سے ۱۳ ماہ بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے مرزا قادیانی اپنی دعا کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہو گئے اور مولانا ثناء اللہ امر تسری زندہ رہے۔ اور مولانا ثناء اللہ امر تسری دعا کے تقریباً چالیس سال بعد تک زندہ رہے اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

توہین خدا

(۳) مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ خدا نے مجھ پر الہام کیا کہ:

یُتِمُّ اسمک و لا یتم اسمی

تیرا نام کامل ہو گا اور میرا نام ناقص رہے گا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

(۴) انما امرک اذا اردت شیءًان تقول له کُن فیکون[1]

ترجمہ: تیرا امر یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(۵) الارض و السمآء معک کما هو معی۔[2]

ترجمہ: زمین و آسمان تیرے ایسے تابع ہیں جیسے میرے تابع ہیں۔

(٦) قرآن شریف خدا کی کتاب اور منہ کی باتیں ہیں۔[3]

قرآن حکیم اور ختم نبوت

قرآن حکیم میں آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کھلے الفاظ میں خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ اور اس میں سو کے قریب ایسے شواہد قرآن مجید میں موجود ہیں جو حضور ﷺ کے آخری نبی و رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔[4]

قرآن کریم کے آخری حصہ میں روز قیامت کو کچھ اس تفصیل سے

---

1 حقیقت الوحی ص ۱۰۵

2 حقیقت الوحی ص ۸۱

3 حقیقت الوحی ص ۸۴

4 اس کی تفصیل آپ کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی کی کتاب ختم نبوت کامل میں ملے گی جس میں سو آیات سے اور سو احادیث سے مسئلہ ختم نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، یہ مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴ نے شائع کی ہے۔

پیش کیا گیا ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کے بعد اب صرف قیامت ہے۔ حضور ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی آسمانی بعث نہیں ہے۔

قرآن کی پہلی شہادت معنیٰ ختم نبوت

(۱) مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا (سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: اور محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز جانتے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

- آں حضرت ﷺ کی کوئی نرینہ اولاد زندہ نہ رہی۔

جاہل عرب میں خاندانی رشتوں اور قبائلی حمیت سے تحریکیں آگے بڑھتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ آں حضرت ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول تو ہیں اور ظاہر ہے کہ رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اور اس کی بیویاں امت کی روحانی مائیں ہیں۔[1]

[1] قرآن میں ہے: وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ (پ ۲۱۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۶)

پس جس کی روحانی اولاد موجود ہو وہ آپ کی دعوت کو لے کر آگے بڑھے اور اسلام کا پودا ہمیشہ کے لیے لہلہائے گا۔

بلکہ آپ کی روحانی اولاد تو اس قدر ہے کہ کبھی ختم نہ ہو گی۔ کیوں کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور قیامت تک آنے والے انسان آپ کی شمعِ رسالت سے روشنی پائیں گے۔ اور آپ کی روحانی اولاد ہوں گے۔

- آیت میں "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ" کے ساتھ "وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کا لفظ روحانی اولاد کی کثرت کے لیے ہے۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ کا استدراک آپ کے روحانی باپ ہونے کا اعلان اور وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آپ کی کثرت روحانی اولاد کا بیان ہے۔

معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی شہادت

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْٓ اُمَّتِيْ ثلاثون كذّابُون كلهم يزعم انه نبی و انا خاتم النبيين لَا نبی بعدی۔ [1]

ترجمہ: تحقیق میری امت میں تیس (۳۰) بڑے کذّاب ظاہر ہوں گے، ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ [2]

---

[1] ہذا حدیث صحیح جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۴۲۔

[2] بخاری کی روایت کتاب الفتن ج ۲ ص ۱۰۵۴ میں ساتھ لفظ دجالوں کا بھی موجود ہے۔ لفظ دجال کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد الحنفی

(۲) معنیٰ خاتم النبیین پر قرآنی دوسری شہادت

آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت سے مراد آپ ﷺ کا سب سے آخر میں آتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ (پ ۲ سورۃ آلِ عمران آیت ۸۱)

ترجمہ: اور جب عہد لیا اللہ نے سب نبیوں سے کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت سے دوں پھر آئے تمہارے ہاں اس شان کا رسول کہ وہ تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرے تو تم اس رسول پر ضرور ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تم نے اقرار کیا؟ اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا۔ انہوں نے اقرار کیا۔

فرمایا: اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔[1]

تشریح مرزا نے یہ کی ہے کہ: دجال کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے۔ (کرمانی شرح بخاری)

[1] مرزا قادیانی اس عہد کے بارے لکھتا ہے: خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا۔ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی ہو گی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰۔

- سورۃ احزاب میں اس میثاق کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا[1]

اور جب ہم نے سب نبیوں سے عہد لیا اور آپ ﷺ سے بھی اور نوحؑ سے بھی اور ابراہیمؑ سے بھی اور موسیٰؑ اور عیسیٰ ابنِ مریمؑ سے بھی اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا تھا۔

یہ عہد سب نبیوں سے لیا گیا تھا، لیکن پانچ اولوالعزم پیغمبروں کا پھر خصوصیت سے نام بنام ذکر کیا گیا۔ سو اس عہد میں یہ سب شامل تھے۔

رہی یہ بات کہ حضور ﷺ سے اپنے اوپر ایمان لانے کا عہد کس لیے لیا گیا اس کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

اس کی تصدیق خود قرآن کریم نے کر دی ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ

ترجمہ: یہ خاص رسول بھی اس پر ایمان لائے جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا اور تمام مومنین بھی ایمان لائے ہر ایک ان میں سے اللہ پر ایمان لایا۔ اور اس کے

مؤلفہ مرزا قادیانی)

[1] پ ۲۲۔ سورۃ الاحزاب آیت ۷

فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔[1][2]

- آں حضرت ﷺ خود بھی کلمہ شہادت پڑھتے تھے اور اپنے رسول ہونے کی شہادت دیتے تھے۔

یہ آیت بڑی وضاحت سے بتلا رہی ہے کہ آں حضرت ﷺ سب سے آخر میں آنے والے رسول ہیں۔ آپ کے بارے میں تمام رسولوں سے عہد لیا گیا کہ اپنے اپنے وقت میں آپ ﷺ کی آمد کی خبر دے کر آپ کی نصرت کریں۔ ظاہر ہے کہ جس کی خبر سب پیغمبر دیتے آئے وہی افضل النبیین ہو گا۔

آیت عہد میثاق سے یہ بات واضح ہے کہ جو افضل النبیین ہو گا وہی خاتم النبیین ہے۔ جس کی تصریح آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے الفاظ آپ کے نام "محمد" سے کر دی گئی۔

(۳) معنٰی ختم نبوت پر قرآن کی تیسری شہادت

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

عبدالوحید الحنفی حافظ خادم اہلسنت

---

[1] پ ۳۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۸۵

[2] مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اس آیت میں رسول سے مراد آں حضرت ﷺ ہی ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱)

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا[1]

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو رسالت اسی لیے دی کی آپ بشارت نذارت دینے والے ہیں۔

- آں حضرت ﷺ کی بشارت و نذارت سب نوعِ انسان کے لیے ہے۔ جسے اب تک آپ کے نائبین "العلماء ورثة الانبیاء" (علماء، انبیاء کے وارث ہیں) آپ کی طرف سے نیابةً ادا کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کہتا ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔[2]

ترجمہ: آپ کہہ دیں اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب لوگوں کی طرف۔

اور یہ بھی فرمایا:

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا[3]

ترجمہ: بڑی برکت ہے اس کی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندے پر تا کہ ہو سب جہان والوں کو ڈرانے والا۔

- آپ ﷺ سب جہانوں کے لیے بشیر اور نذیر تبھی تو ہو سکتے ہیں کہ

---

[1] پ ۲۲۔ سورۃ سبا رکوع ۳

[2] پ ۹۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸

[3] پ ۱۸۔ سورۃ الفرقان آیت ۱

4231

آپ کی تشریف آوری کے بعد نہ کہیں کوئی نبی ہو اور نہ کبھی اور نبی آئے۔ ابتدائے عالم میں جس طرح دنیا ایک قوم تھی آخر میں بھی دنیا آپ کی وحدتِ رسالت سے ایک قوم بن کر رہے۔[1]

- حدیث شریف ہے: حضور ﷺ نے فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بستٍ۔۔۔و ارسلت الخلق کافۃ و ختم بی النّبِیُّون۔ (صحیح مسلم شریف ج۱ ص۱۹۹)

ترجمہ: مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی...... (ان میں سے ایک یہ کہ) میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا اور نبیوں کے آنے کا سلسلہ مجھ پر ختم ہوا۔

- مزید فرمایا:

بعثت الی کُل احمر و اسود (صحیح مسلم ج۱ ص۱۹۹)

ترجمہ: میں تمام اقوام عالم کی طرف بھیجا گیا ہوں وہ سرخ ہوں یا سیاہ۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

[1] خود مرزا قادیانی نے بھی اپنی چشمہ معرفت میں ص ۱۳۹ پر لکھا ہے: جب دنیا نے اجتماع اور اتحاد کے لیے پلٹا کھایا اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے ملاقات کرنے کے سارے سامان پیدا ہو گئے تب وہ وقت آگیا کہ قومی تفرقہ درمیان سے اٹھا دیا جائے اور ایک کتاب کے ماتحت سب کو کر دیا جائے تب خدا نے سب دنیا کے لیے ایک ہی نبی بھیجا تا کہ وہ سب قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے اور جیسا کہ ابتدا میں ایک قوم تھی آخر میں بھی ایک ہی قوم بنا دے۔ (چشمہ معرفت ص ۱۳۹۔ مؤلفہ مرزا قادیانی)

- یہ بات ماننی کہ آپ ﷺ تمام عالم کے لیے رسول ہیں ضروریات دین میں سے ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کوئی اپنے لیے کسی اور کو رسول بتائے وہ ضروریاتِ دین کا منکر ہو گا۔

آپ ﷺ کی نبوت کا دور قیامت تک وسیع ہے۔ آپ سب کے لیے اللہ کے رسول ہیں اور خدا کے اس قانون کے تحت آپ اس زمین پر خدا کی آواز ہیں۔

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ [1]

ترجمہ: اللہ چُن لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور انسانوں میں۔

محمد رسول ﷺ کی بعثت کل بنی آدم کے لیے ہے

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا [2]

ترجمہ: آپ کہیں اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب لوگوں کی طرف۔

اس آیت کے تحت حافظ ابنِ کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

ھذا من شرفه ﷺ انه خاتم النبیین و انه مبعوث الی الخلق

---

[1] پ۱۷ سورۃ الحج آیت ۷۵

[2] پ۹ سورۃ الاعراف رکوع ۲۰

کافه۔۔۔و الانات فی ھذا کثیرۃ کما ان الاحادیث فی ھٰذا اکثر من ان تحصر و ھو معلوم فی دین الاسلام ضرورۃ انه علیه الصلوٰۃ و السلام رسول الی الناس کلھم۔[1]

معنیٰ ختم نبوت پر قرآن کی چوتھی شہادت

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا[2]

ترجمہ: اور جو کوئی خلاف کرے اس رسول کا بعد اس کے ظاہر ہوئی اس کے لیے ہدایت اور پیروی کرے ان مومنین کے علاوہ کسی اور کی راہ تو ہم اسے لگا دیں گے اسی راہ پر جدھر وہ پھرا اور اسے پہنچائیں گے جہنم میں جو برا ٹھکانہ ہے۔

- یہاں "الرسول" سے مراد آں حضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اور آپ کے تابع ہو کر چلنا فرض بتایا گیا ہے۔
- آپ ﷺ کے بعد اگر پیروی ہے تو وہ "سبیل المؤمنین" کی ہے جو اُس وقت ایمان لائے ہوئے تھے۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

اس آیت نے بتلایا کہ آں حضرت ﷺ کی اتباع کے بعد آئندہ

---

[1] تفسیر ابنِ کثیر ج۴ ص۳۵۳۔

[2] پ۵۔ سورۃ النساء آیت ۱۱۵

مسلمانوں پر اگر کوئی لازم اتباع ہے تو وہ صحابہ کرامؓ کی ہے راہ حق ہے تو وہ "مَا اَنَا علیہ وَ اَصْحَابِیْ" ہے۔

قرآن کریم کا یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے۔

حضور ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت ممکن ہوتی تو یہاں "المؤمنین" کے بجائے اس کی اتباع کا بھی ذکر ہوتا۔ حضور ﷺ کے بعد پورے قرآن مجید میں کسی نبی کے پیدا ہونے کا اشارہ تک نہیں ملتا۔ حضور ﷺ کے بعد اگر کوئی اطاعت ہے تو وہ "سبیل المؤمنین" کی ہے۔[1]

اگر کوئی حضور ﷺ کے بعد سبیل المومنین، صحابہ کرامؓ کی اتباع نہ کرے تو اس آیت کی رو سے وہ جہنمی قرار پائے گا۔ کیوں کہ یہ آیت ہر اس شخص کو جہنم میں پہنچا رہی ہے، جو صحابہؓ کے طریق کے سوا کسی اور راہ چلا۔

حضرت عیسیٰؑ بعد نزول حضور ﷺ کی اتباع کریں گے

خدا کے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ بعد نزول حضور ﷺ کی پیروی کریں گے اور اس امت کے ایک فرد (حضرت مہدی) کے پیچھے نماز پڑھیں

[1] عقیدۃ الامۃ مؤلفہ ڈاکٹر خالد محمود ص ۱۱۶۔

گے تو یہ امت کا شرف اور اعزاز ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی اس میں کوئی توہین نہیں آپ اپنے کسی گروہ کی قیادت کے لیے نہ آئیں گے، اس امت کے ساتھ رہنے کے لیے آئیں گے۔[1]

حدیث "لا نبی بعدی" کے معنیٰ پر آں حضرت ﷺ کی پہلی شہادت

حضرت ابو ہریرہؓ آں حضرت ﷺ سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

كانت بنو اسرائيل توسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی و سيكون خلفاء فيكثرون. قالوا ماتامرنا قال: فوا ببيعة الاول فالاول.[2]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو اس کے بعد بھیج دیتے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خلیفہ اول سے وفا کرو اور

---

[1] عقیدۃ الامۃ ص ۱۱۷ مؤلفہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن۔

[2] صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰۔ صحیح مسلم ج ۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۹۷

خادم اہلسنت عبدالمجید الحنفی

یکے بعد دیگرے ہر ایک سے وفا کرنا۔

- اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس امت میں سے ایسے نبی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لیے آئے تھے۔
- اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے۔
- رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ [1]

ترجمہ: ہم نے توریت نازل فرمائی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ بعد کے انبیاء اس کے مطابق حکم کیا کرتے تھے۔

- یعنی وہ انبیاء شریعت جدیدہ لے کر نہ آتے تھے، بلکہ شریعت توریت ہی کو اپناتے تھے اور اس کے حکم کے مطابق اس کے حکم کی تعمیل کراتے تھے۔
- اس سے ثابت ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل شریعتِ جدیدہ لے کر نہ آتے تھے بلکہ شریعتِ موسومیہ کی اتباع میں تورات ہی کو نافذ کرتے تھے۔ پس ان کے ذکر کے بعد "لا نبی بعدی" اس بات کی دلیل ہے حضور ﷺ کی مراد اس حدیث سے یہی تھی کہ میرے بعد کوئی اُمّتی نبی بھی نہیں آئے گا۔

---

[1] پ ٦۔ سورۃ المائدہ آیت ۴۴

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

- یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ آں حضرت ﷺ نے صرف انقطاعِ نبوت کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ اس چیز کو بھی بیان فرما دیا جو بنی اسرائیل کی اس غیر تشریعی نبوت کے قائم مقام ہو گی "یعنی" خلافت جس سے مراد یہ ہے کہ اب غیر تشریعی انبیاء کے بجائے "خلفاء" ہوں گے۔ آپ کا صرف منصب خلافت کو باقی رکھنا خود اس امر کی دلیل ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی تشریعی نبی بھی نہیں آئے گا۔[1]

معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی دوسری شہادت

- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بنیاناً فاحسنه و اجمله الاموضع بسنةٍ من روايةٍ من زواياه فجعل الناس يطرفون به و يعجبون منه و يقولون هلاً و ضعت هٰذه اللبنةقال فاناالّلبنةو انا خاتم النَّبِيّين۔[2]

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت آراستہ پیراستہ کیا، مگر اس کے گوشوں

[1] عقیدۃ الامۃ فی معنیٰ ختم نبوت ص ۱۳۴۔ مؤلفہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود۔
[2] صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۸

4238

میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ پس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ پس میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا اور میں خاتم النبیین ہوں۔

- حضور ﷺ نے قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہونے کی دلیل یہ فرمائی کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ پس واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کے نزدیک اس کے معنٰی یہ ہیں کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا نہ شریعت جدید والا اور نہ کوئی نیا نبی۔

معنٰی ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی تیسری شہادت

- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

فضلت علی الانبیاء بستٍ اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت الغنائم و جعلت لی الارض مسجداً و طھوراً و ارسلت الی الخلق کافۃً و ختم بی النبیون۔[1]

ترجمہ: مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے، میری مدد مجھے رعب عطا کرکے کی گئی۔ مال غنیمت میری شریعت میں حلال کیا گیا۔ میرے لیے ساری زمین

1 صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹

خادم اہلسنت عبدالوحید

مسجد اور سامان تیمم بنائی گئی۔ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور انبیاء مجھ پر ختم کر دیے گئے۔

- اس حدیث سے بھی آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ نبی کریم ﷺ ان فضائل میں افضل علی الاطلاق ہیں جن میں انبیاء کے تشریعی اور غیر تشریعی ہونے کی کوئی تفریق نہیں۔ پس لازم آیا کہ چھٹی فضیلت بھی ایسی نوع کی ہو یعنی آپ پر ان سب انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا یعنی آپ کی ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ پر شریعتِ جدیدہ والے اور شریعتِ سابقہ کے ماتحت رہنے والے سب نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔[1]

معنیٰ ختم نبوت پر آں حضرت ﷺ کی چوتھی شہادت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا و ما المبشرات قال الرؤیاء الصالحہ۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آں حضرت ﷺ سے سنا، حضور ﷺ نے فرمایا نبوت کا کوئی فرد مبشرات کے سوا

[1] عقیدہ الامت عن معنیٰ ختم نبوت ص ۱۲۶۔ مؤلفہ علامہ خالد محمود۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باقی نہیں رہا۔ آں حضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سچے خواب۔

- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت[1] و لا نبی و لا رسول بعدی و لکن بقیت المبشرات قال رؤیا المسلمین جزٔ من اجزأ النبوت[2]

ترجمہ: نبوت و رسالت دونوں منقطع ہو چکیں۔ اب میرے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ رسول، ہاں مبشرات باقی ہیں۔ اور مبشرات مسلمانوں کے وہ سچے خواب ہیں جو نبوت کے مختلف اجزا میں سے محض ایک جزو ہے۔

- حضور ﷺ نے انقطاع نبوت کے اعلان کے ساتھ صرف سچے خوابوں کا باقی رہنا ذکر فرمایا ہے اور درمیان میں کسی اور منزل کے بقاء کا ذکر نہیں فرمایا۔ آں حضرت ﷺ کے بعد اگر کسی قسم کی غیر تشریعی اور ظلّی یا بروزی نبوت باقی ہوتی تو یہ اس کے بیان کرنے کا موقع تھا۔ مقام ذکر میں عدم ذکر میں یقینی طور پر ذکر عدم کو

---

1 قلت رواہ الترمذی ج ۲ ص ۱۲۹۔

2 فتح الباری شرح بخاری ج ۱۲ ص ۳۳۲۔

مستلزم ہوتا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ آں حضرت ﷺ پر نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کے بعد کسی قسم کی کوئی نبوت خواہ غیر تشریعی ہو خواہ ظلّی اور بروزی قطعاً باقی نہیں رہی۔ یہ محال ہے کہ اب کسی اور کو کسی قسم کی نبوت مل سکے۔ پس کسی امتی نبی کا پیدا ہونا بھی شرعاً ممکن نہیں۔

- آں حضرت ﷺ نے نبوت کے تمام پہلوؤں اور اس کے تمام اجزاء کے کلی انقطاع کی خبر دے دی ہے۔ صرف سچے خوابوں کا باقی رہنا آپ نے ذکر فرمایا ہے جو یقیناً اور قطعاً نبوت نہیں۔ بالخصوص جبکہ سچے خواب بعض اوقات فاسق قسم کے لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں۔[1]

معنیٰ ختم نبوت پر حضور ﷺ کی پانچویں شہادت

- حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّہ سیکون فی امّتی ثلاثون کذّابون کلھم یزعم انہ نبی وَ اَنَا

---

[1] مرزا قادیانی تو یہ بھی لکھتا ہے کہ: راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے، فاسق و فاجر بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸۔ مؤلفہ مرزا قادیانی)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے خود بھی یہ لکھا ہے کہ: بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸)

خاتم النّبیّین لَا نَبِیَّ بعدی۔[1]

ترجمہ: تحقیق میری امت میں تیس بڑے کذّاب ظاہر ہوں گے۔ ہر ایک کا گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

- اس حدیث میں حضور ﷺ نے تصریح فرمائی کہ جھوٹے مدعیان نبوت میری امت میں سے ہوں گے اور امتی اور محمدی ہونے کے مدعی ہوں گے۔ چناں چہ لفظ امتی ظاہر ہے اور ان کے جھوٹا ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ "میں خاتم النبیین ہوں"۔
- اس سے واضح ہوا کہ امتی نبی ہونے کا دعویٰ بھی آیت "خاتم النبیین" کے خلاف ہے۔ اور حضور ﷺ کے بعد کوئی غیر تشریعی نبی بھی پیدا نہ ہو گا۔

(۲) آپ نے آیت خاتم النبیین کے معنٰی یہی بیان فرمائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ پس واضح ہوا کہ حضور ﷺ کے نزدیک خاتم النبیین کا معنٰی یہ ہے کہ کوئی امّتی نبی بھی نہیں بنے گا۔[2]

(۳) اس حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد "لا نبی بعدی" قرآنی ارشاد

[1] ہذا حدیث صحیح جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۱۲۔

[2] عقیدۃ الامۃ فی معنٰی ختم نبوت ص ۱۳۰۔ مؤلفہ ڈاکٹر خالد محمود۔

خاتم النبیین کی تفسیر ہے اس کا خود مرزا قادیانی نے بھی اقرار کیا ہے:

نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استشنا و فسرہ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قولہ لا نبی بعدی۔[1]

(۴) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر جملہ "لا نبی بعدی" کے ساتھ بیان فرمائی پس "لا نبی بعدی" کے معنیٰ بھی متعین ہو گئے اب یہ کہنا صحیح نہیں کہ "لا نبی بعدی" میں صرف اس سلسلہ ختم نبوت کا اختتام ہے جو تشریعی ہو۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا سیاق وسباق تو انہی نبیوں کی آمد پر مہر لگا رہا ہے جو غیر تشریعی ہونے اور امتی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ اور حق و باطل کو ملا کر دجل و الحاد کے مظہر ہوں گے۔ یاد رکھیے مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں۔

لا نبی بعدی میں نفی عام ہے[2]

(۵) بخاری کی روایت میں یہاں کذابوں کے ساتھ دجالوں کا لفظ بھی موجود ہے۔ دجال کی تشریح مرزا غلام احمد قادیانی نے خود ان الفاظ میں بیان کی ہے:

---

[1] حمامۃ البشریٰ ص ۳۴۔ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔
[2] ایام صلح ص ۱۴۶۔ مؤلفہ مرزا قادیانی۔

دجال کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے۔

(٦) آپ ﷺ نے جھوٹے مدعیان کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوں بیان فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں۔

معلوم ہوا کہ ان کے دجال اور کذاب ہونے کی سب سے بڑی دلیل خود ان کا مدعی نبوت ہونا ہے، کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔ یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ ان کا دعویٰ نبوت غلیظ ہو گا۔ بلکہ فرمایا کہ ان کا دعویٰ نبوت میری ختم نبوت سے متصادم ہوتا ہے اس سے ختم نبوت کے معنیٰ اور واضح ہو گئے۔

(٧) مرزا قادیانی نے دجال کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

دجال کے معنیٰ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔[1]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آں حضرت ﷺ نے جن تیس جھوٹے مدعیان نبوت کی خبر دی وہ آں حضرت ﷺ کی رسالت کو مانتے اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی امت قرار دیتے ہوں گے اور اس

---

[1] حقیقت الوحی حاشیہ ص ۲۴ مؤلفہ غلام احمد قادیانی۔

سچ کے ساتھ وہ اپنے غلط دعویٰ نبوت کو ملا کر حق و باطل خلط ملط کر کے حقیقی معنوں میں دجال کا حق ادا کریں گے۔

اگر وہ تیس مدعیان نبوت آں حضرت ﷺ کے مقابل ہو کر دعویٰ نبوت کرنے والے ہوتے اور ان کا ختم نبوت سے تصادم کرنے والا دعویٰ نبوت آں حضرت ﷺ کی ملت کو منسوخ کرنے والا اور نئ شریعت لانے والا دعویٰ ہوتا تو حضور ﷺ انہیں دجالوں کے لفظ سے ہرگزنہ فرماتے۔

کیوں کہ مرزا قادیانی کی اپنی تصریح کے مطابق ضروری ہے کہ دجال کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر باطل کو سچ کے ساتھ ملادے۔

عقیدہ ختم نبوت سے مسلمانوں کی مراد

علامہ خالد محمود اپنی کتاب "عقیدۃ الامت فی معنیٰ ختم نبوت" میں لکھتے ہیں:

> اکابر علماء الاسلام نے اس حدیث (کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا) یہی معنیٰ بتلائے ہیں کہ اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ یہ نہیں کہ پہلی سب رسالتیں ختم ہو گئیں ہیں۔ ہاں اب رسالتوں میں سے کسی کا حکم جاری اور نافذ نہیں، مفہوم ختم نبوت تقاضا کرتا ہے کہ پہلے پیغمبروں میں سے بھی کوئی آ نکلے تو وہ اب آپ ﷺ کی شریعت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے ماتحت ہو کر رہے کیوں کہ یہ دور محمدی ہے۔

حضور ﷺ کی شانِ خاتمیت کے دو پہلو ہیں:

اوّل یہ کہ کسی قسم کا کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو۔

دوم یہ کہ پہلوں میں سے کوئی آجائے تو وہ آپ کے احکام کا تابع ہو کر رہے۔

جیسے حدیث معراج میں ہے کہ شب معراج بیت المقدس میں تمام پہلے پیغمبروں نے حضور ﷺ کے ماتحت آپ کی اقامت میں نماز ادا کی اور آپ امام الانبیاء والمرسلین ہیں۔[1]

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

ختم نبوت سے مراد

پس ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ خود نبوت ختم ہو گئی ہے۔ ایسا ہر گز نہیں۔ آں حضرت ﷺ کی نبوت ہمیشہ کے لیے باقی اور جاری ہے۔ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب نبوت کا ملنا ختم ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کے بعد اب کسی کو نبوت نہیں ملے گی پہلے سے کسی کو ملی ہو تو اس کی زندگی کا باقی رہنا حضور ﷺ کی نبوت سے متصادم نہیں بشرطیکہ یہ پہلی نبوت نافذ نہ رہے نہ اس کے احکام باقی سمجھے جائیں۔

1 عقیدۃ الامت ص ۲۲

رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت وخاتمیت

پھر آپ کی رسالت آپ کے دینوی حیات تک محدود نہیں ابد الآباد تک ہے۔

اب اس کرہ زمین پر حضور ﷺ کے بعد خدا کا کوئی ایسا فرستادہ نہ آئے گا جس پر ایمان لانا مومن ہونے کے لیے ضروری ہو آپ کی خاتمیت میں آئندہ ہر دور کی جامعیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی محمدی تعلیمات کے ساتھ اسلام کے سب تقاضے اور مسلمانوں کی جملہ ضرورتوں کو تکمیل بخشیں گے۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

قادیانیت کا موجودہ بحران اور مرزا قادیانی کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی جب پیدا ہوئے تو پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی پھر جب یہ سترہ اٹھارہ سال کے ہوئے تو ۱۸۵۷ء میں انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔

انگریزی دور حکومت میں مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء کے بعد تدریجاً دعویٰ نبوت کی ابتداء کرتے ہوئے اپنی جماعت کا نام جماعت احمدیہ رکھا اور ۱۹۰۱ء میں حکومتِ انگریز سے درخواست کی کہ ان کی مردم شماری

---

[1] عقیدۃ الامت فی معنیٰ ختم نبوت ص ۲۳ مؤلفہ از علامہ خالد محمود۔

ایک الگ جماعت کی حیثیت سے کی جائے۔

ہندوستان میں قادیانی تحریک کی ابتداء

ہندوستان پورے طور پر انگریزی حکومت کے قبضہ میں تھا وہاں قادیانی تحریک محض ایک دینی الحاد نہیں برطانوی سامراج کے آگے ایک کامل انقیاد بھی تھا۔

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو کہا:

میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرزا قادیانی نے کُھل کر انگریزوں کی حمایت کی

مرزا قادیانی یہ بھی لکھتا ہے کہ:

(۱) میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔[2]

(۲) میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بلکہ بہت سی

---

[1] ضرورۃ الامام ص ۲۳ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

[2] تریاق القلوب مؤلفہ مرزا قادیانی ص ۱۵۔

کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا۔[1]

مرزا قادیانی کی سلطنت انگریز کی اطاعت

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔[2]

خادم اہلسنّت عبدالوحید

مرزا قادیانی کا اقرار کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودہ ہیں

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

بالفعل ضروری اشغاثہ یہ ہے کہ مجھے تواتر سے اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلافِ واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔......

---

[1] تبلیغ رسالت ج ۷، ص ۱۰ مؤلفہ مرزا قادیانی۔

[2] تریاق القلوب ص ۲۷۔ روحانی خزائن ج ۱۵، ص ۱۵۵۔

گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جان فشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ اور میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر سیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ ہو جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے، صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزّز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان

خادم اہلسنت عبد الوحید حنفی

نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔(مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۱ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کی موت کے وقت قادیانیوں کی تعداد

(۱) ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں جب مرزا قادیانی آنجہانی ہوئے اس وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد انیس ہزار(۱۹۰۰۰) تھی۔

(۲) ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں یہ تعداد تیس ہزار ہوگئی۔

(۳) ۱۹۳۰ء کی مردم شماری میں ان کی تعداد ۵۲ ہزار بتائی گئی ہے۔

(۴) ۱۵/ اگست ۱۹۳۵ء کے الفضل قادیان کے پرچہ میں یہی ۵۶ ہزار درج ہے۔

(۵) ۱۹۵۴ء میں جسٹس منیر اپنی انکوائری میں ان کی تعداد دو لاکھ بتاتے ہیں۔

(۶) جبکہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں پاکستان میں ان کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔

مرزائی اپنی تعداد بڑھا چڑھا کر ظاہر کرتے ہیں۔(روزنامہ الفضل ربوہ ۳/ اگست ۲۰۰۵ سے یکم اگست ۲۰۰۶ء روزنامہ الفضل ربوہ میں دی گئی رپوٹ کے مطابق مرزائیوں کی تعداد سولہ کروڑ اڑسٹھ لاکھ

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

اڑتیس ہزار پانچ سو سڑسٹھ (۱۶،۶۸،۳۸،۵۶۷) ظاہر کی گئی ہے۔)
یہ سب غلو سے کام لے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔[1]

بحث رفع ونزول حضرت عیسیٰؑ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (سورۃ آلِ عمران آیت ۵۵)

ترجمہ: جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰؑ! بے شک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں۔

- یہ آیت بھی حضرت عیسیٰؑ کی حیات و رفع جسمانی کی صریح دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰؑ سے چار وعدے فرمائے ہیں۔

(۱) میں تجھے وفات دوں گا یعنی یہودی تجھے قتل نہیں کر سکیں گے۔

---

[1] بحوالہ احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے ص ۸۲، مؤلفہ محمد متین خالد، مطبوعہ علم و عرفان پبلشرز ۳۴ اردو بازار لاہور۔

امام اہلسنت حافظ عبدالواحد حنفی

(۲) اس وقت میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔

(۳) کفار یعنی یہود سے تجھے پاک کر دوں گا۔

(۴) تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔[1]

حضرت عیسیٰؑ سے چار وعدے

جب یہود حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا چکے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ: چار وعدے کیے گئے۔

(۱) اس میں مُتَوَفِّیکَ کے معنیٰ مفسرین اور علماء کی تصریحات کے تحت یہ کیے گئے۔ (۱) اکثر علماء نے توفی کا معنیٰ پورا پورا لینے یعنی جسم مع الروح اٹھانے کے کیے ہیں۔ (۲) تجھے مقررہ وقت پر وفات دوں گا۔ اور اب تجھے اٹھاؤں گا۔ (تفسیر ابنِ عباسؓ)

بعض علماء نے توفی سے موت کے معنیٰ مراد لیتے ہیں۔ یعنی تجھے موت دوں گا۔ یہ معنیٰ بھی ہمارے استدلال کے خلاف نہیں کیوں کہ متوفی کا ممیت سے ترجمہ کرنے والے علماء اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔

یعنی ممیت عند القضاء اجلک و رافعک الان (تجھے تیرے مقررہ وقت پر وفات دوں گا اور اب تجھے اٹھاؤں گا)۔

---

[1] ردّ قادیانیت کے زریں اصول ص ۲۹۷۔ مؤلفہ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

وجہ یہ ہے کہ واو کے مطلق جمع کے لیے آتا ہے اس میں ترتیب ملحوظ نہیں ہوتی، یہاں بھی واؤ کے ذریعہ عطف کیا گیا ہے لہٰذا ترتیب کا ہونا ضروری نہیں۔

جواب ۱ تمام "علماء نحو" اس بات پر متفق ہیں کہ واؤ ترتیب کے لیے نہیں بلکہ مطلق جمع کے لیے آتا ہے۔ بخلاف ثم و فاء کے بایں ہمہ واؤ سے ترتیب ثابت کرنے پر زور دینا جہالت ہے۔

جواب ۲ قرآن کریم میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں واو کو محض جمع کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک آیت میں ہے:

وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ۔ [سورۃ آلِ عمران آیت ۴۳]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور دوسری آیت میں ہے:

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى [پ ۳۰ سورۃ النّٰزِعات آیت ۲۵]

ظاہر ہے کہ سجدہ بعد میں اور رکوع پہلے ہوتا ہے۔ حالاں کہ اوّل الذکر آیت میں سجدہ کا پہلے ذکر ہے اور اسی طرح آخرت بعد میں ہے، دنیا پہلے ہے لیکن دوسری آیت میں آخرت کا لفظ دنیا پر مقدم رکھا ہے۔

جواب ۳ کئی ایک مفسرین نے یہاں (متوفیک و رافعک) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تجھے تیرے مقررہ وقت پر وفات دوں گا اور اب تجھے اٹھاؤں گا۔

ترتیب الفاظ کی توجیہ

آیت بالا میں لفظی ترتیب نہ ہونے کا اصل اور تحقیقی جواب یہ ہے:

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں عیسائی اور یہودی دونوں افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔ اگر ایک جانب عیسائیوں نے انہیں درجہ معبود تک پہنچا دیا، تو دوسری طرف یہودیوں نے ان کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہ کر کے ان کی سخت توہین اور تذلیل کا ارتکاب کیا۔ قرآنِ کریم اس آیت میں ان دونوں کے عقیدوں کی تردید کر دینا چاہتا ہے۔

سب سے پہلے متوفیک اس لیے لایا گیا ہے تاکہ عیسائی غور کر سکیں کہ جس پر موت آسکے وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد معاً بعد "و رافعک الی" لاکر یہ بتادیا کہ یہودیوں کا ان کی شان میں گستاخی کرنا سراسر ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی رسالت و نبوت کی بنا پر انہیں اپنے پاس بلایا۔

یہ ان کی مقبولیت عند اللہ کی کھلی دلیل ہے، لہٰذا عیسائیوں کو ان کے خدا ہونے اور یہودیوں کو ان کے کمتر ہونے کا عقیدہ ترک کر دینا چاہیے اور افراط و تفریط چھوڑ کر اعتدال کا راستہ اپنانا چاہیے۔ اور چوں کہ شرک خداوندی گستاخی رسول سے بڑا جرم تھا اس لیے تردید کرتے وقت بھی اس کا لحاظ کیا گیا۔ اور متوفیک کو پہلے ذکر کیا

گیا ہے۔[1]

دوسری وجہ یہود کی سازش قتل کو ناکام کرنا اور ان کے پروگرام سے حفاظت اہم تھی اس لیے بھی اس کا ذکر پہلے کیا گیا یعنی تسلی دی گئی۔

تحقیق لفظ "توفی"

اس لفظ "توفی" کا مادہ "وفا" ہے۔ جب یہ مادہ باب تفعل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنٰی "پورا پورا لینے" کے ہوں گے۔

- جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هو الذی یتوفاکم باللیل۔

اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں۔[2]

- اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللہ یتوفی الانفس حین موتها و اتی لم تمت فی منامها

اللہ ہی قبض روح کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت۔

- یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ "توفیٰ" کے معنٰی صرف موت کے معنٰی ہوتے تو نوم (نیند) پر توفی کا اطلاق کرنا درست نہ

---

[1] ردّ قادیانیت کے زریں اصول ص ۳۰۰۔

[2] ترجمہ شیخ الہند

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

ہوتا۔ حالاں کہ آیت میں دونوں پر "توفی" کا لفظ بولا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کی قرآنی دلیل

ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا قَتَلُوْہ یَقِیْنًا بل رفعه الله الیه۔ (النساء آیت ۱۵۷)

ترجمہ: اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔[1]

یہ آیت بھی اثباتِ رفع حضرت عیسیٰؑ کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت کی حاصل ہے۔ یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کا قتل واقع نہیں ہوا تھا۔ یہ ان کا ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ اس وجہ سے قرآن کریم نے یہودیوں کی خباثتوں کو گناتے ہوئے **و قتلهم المسیح** کے الفاظ نہیں کہے بلکہ **و قولهم انا قتلنا المسیح** کے الفاظ فرمائے گئے۔ یہ نکتہ اثباتِ رفع کی ایک الگ دلیل قرار دی جا سکتی ہے۔ اور اس کے تناظر میں **بل رفعه الله الیه** کے معنیٰ بالکل متعین ہو جاتے ہیں کہ یہ رفع جسمانی ہے اس میں قطعاً کسی تاویل کی

---

[1] مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین نے بھی آیت کا ترجمہ یہی کیا ہے کہ:
بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ (فصل الخطاب ص ۳۱۴ بر حاشیہ)

گنجائش نہیں۔[1]

مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں میں کسی بھی مفسر یا محدث یا امام لغت نے یہاں رفع روحانی مراد نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰؑ قتل نہیں ہوئے اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: و ما قتلوہ و ما صلبوہ۔ عیسیٰؑ کے علاوہ جن انبیاء کو قتل کیا گیا اُن کے بارے میں قرآن میں صاف ارشاد ہے: ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔

ظاہر ہے ان انبیاء کو بھی صلیب کے ذریعے قتل کیا گیا ہو گا لیکن ان انبیاء کے بارے میں "رفع" کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔

یہاں حضرت عیسیٰؑ کے مسئلہ میں جب کہ قتل واقع نہیں محض یہودیوں نے قتل کا قول کیا ہے پھر ان کے قول کی تردید میں فرمایا:

وَمَاقَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط [پ۶ سورۃ النساء آیت ۱۵۷]

اس کے بعد فرمایا:

وَمَاقَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط [سورۃ النساء آیت ۱۵۷،۱۵۸]

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں روحانی رفع مراد نہیں ہو سکتا۔ یہاں رفع مع جسد عنصری مراد ہے۔ ہماری ذکر کردہ آیت "وما قتلوہ" یقیناً "بل رفعه الله" میں قتل کی نفی کے بعد رفع کا اثبات کیا جارہا ہے۔ گویا کہ صراحتاً جسد وروح کے انفصال کی نفی کی جارہی ہے۔ اس لیے یہاں جسد

---

[1] رد قادیانیت کے زریں اصول ص ۳۰۶۔ مؤلفہ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

مع الروح مرجع قرار دیا جا سکتا ہے۔ کسی ایک کو لینا دوسرے کو چھوڑنا درست نہ ہو گا۔

جواب دوم مندرجہ بالا آیت میں موت واقع ہونے کے بعد جبکہ جسد اور روح میں انفصال ہو گیا تو لا محالہ دوسری ضمیمہ کا مرجع یا صرف روح، دونوں نہیں مل سکتے۔ بخلاف متنازعہ فیہ آیت کے کہ اس میں قتل اور صلیب (یعنی موت) کی نفی کے بعد رفع کے ساتھ بطور ضمیمہ آ رہی ہے تو لا محالہ یہاں رفع جسد مع الروح کا ہو گا نہ کہ فقط روح کا۔ لہٰذا اس آیت پر قیاس، قیاس مع الفارق کے قبیل سے ہے جو درست نہیں۔

ایک تاویل کا جواب مرزائی یہ کہتے ہیں کہ رفع میں ضمیمہ کے مرجع کا فرق صنعتِ استخدام کے قبیل سے ہے...... اس کا جواب یہ ہے کہ صنعتِ استخدام اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ عیسیٰ ابنِ مریمؑ کے دو معنیٰ ہوں، جس کا کوئی قائل نہیں ہے اور اس کے باوصف سے اسے استخدام کی صنعت قرار دینا جہالت پر بین دلیل ہے۔[1]

رفع عنصری، ایک اہم نکتہ

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس کلام میں بل ابطالیہ ہوتا ہے

---

[1] **صنعت استخدام کی تعریف** ایک لفظ کے دو معنیٰ ہوں اور لفظ بول کر اس کا ایک معنیٰ مراد لیا جائے اور جب اس لفظ کی طرف ضمیمہ لوٹے تو دوسرے معنیٰ مراد ہوں یا دو ضمیریں ہوں ایک لوٹا کر ایک معنیٰ اور دوسری لوٹا کر دوسرا معنیٰ مراد لیا جائے۔ (از تلخیص المفتاح ص ۷۱)

اس میں بَلْ کے ماقبل اور مابعد کے مضمون کے مابین منافات ہوتی ہے۔
ورنہ بل ابطالیہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

بنابریں آیت مبحوث عنہا میں اگر رفع روحانی مراد لیا جائے تو ماقبل سے منافات نہ رہے گی۔ منافات اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب رفع سے رفع عنصری مراد لیا جائے۔ کیوں کہ رفع درجات اور قتل میں کوئی منافات نہیں ہے۔ اور رفع حیات اور قتل میں منافات ظاہر ہے لہٰذا بل ابطالیہ مراد لینا ہی متعین ہے اور یہ ہمارے مستدل کے لیے مؤید ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے زندہ اٹھائے جانے پر ایک اور قرآنی دلیل

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔[1]

ترجمہ: اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰؑ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ۔[2]

- آیت مذکورہ میں بِہٖ اور موتِہٖ دونوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں جس قدر اہل کتاب موجود ہوں گے، تمام حضرت عیسیٰؑ پر ان کی موت سے قبل

---

[1] سورۃ النساء آیت ۱۵۹

[2] ترجمہ شیخ الہند

ایمان لائیں گے۔ یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اب تک فوت نہیں ہوئے۔ اور قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تمام مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہی معنیٰ بیان کیا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ کی مشہور حدیث "لیوشکن ان ینزل فیکم ......" کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

ان شئتم فاقرووا ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ۔

- حضرت ابو ہریرہ صحابی رسول ﷺ نے حدیث رسول ﷺ بیان کرنے کے بعد یہ آیت بطورِ استشہاد پیش کی ہے۔ اور چوں کہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں ہے اس لیے یہ تفسیر بھی براہ راست مرفوع حدیث کا حکم رکھتی ہے۔[1]
- اکابرین سلف نے بھی نزول حضرت عیسیٰؑ پر آیتِ مذکورہ کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ چناں چہ

علامہ شعرانیؒ کی "رفع آسمانی" حیات عیسیٰؑ پر دلیل

فرماتے ہیں:

فان قیل فما الدلیل علیٰ نزول عیسیٰ علیہ السلام من القرآن:
فالجواب الدلیل علی نزولہ قولہ تعالیٰ: وان من اھل

[1] رد قادیانیت کے زریں اصول ص ۳۱۵۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ،
ترجمہ: کہ اگر کوئی قرآن سے نزول عیسیٰؑ کی دلیل مانگے تو یہی آیت ان کے نزول کی دلیل ہے کہ اہل کتاب ان کی وفات سے پہلے ان پر بالضرور ایمان لائیں گے۔

علامہ علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء کمال قال اللہ تعالیٰ: و انہ ای عیسیٰ العلم للساعة ای علامة القیامة و قال اللہ تعالیٰ: و ان من اھل کتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزولہ عند قیام الساعة فیصیر الملل ملة واحدة۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نزول بقول اللہ تعالیٰ: کہ وہ یعنی عیسیٰؑ قیامت کی نشانی ہیں۔ نیز یہ کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد ان کی موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے۔ پس ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی۔[1]

حضرت عیسیٰؑ کے نزول آسمانی پر چوتھی دلیل

- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِھَا۔

[1] شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اور بے شک وہ قیامت کی نشانی ہے پس اس میں شک مت کرو۔

- یہ آیت بھی حضرت عیسیٰؑ کے قیامت کے قریب نازل ہونے کی صریح دلیل ہے۔ تمام مفسرین نے اِنَّهٗ کا مرجع حضرت عیسیٰؑ کو قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ علامات قیامت میں سے حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا ہے۔
- حضرت شاہ عبد القادر صاحب نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔[1]
- اسی طرح حضرت علامہ علی قاری حنفی نے بھی شرح فقہ اکبر میں نزول عیسیٰؑ کے اثبات کے لیے آیت بالا کو مستدل بنایا ہے۔
- مرزا قادیانی نے بھی قبل موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰؑ کو ہی قرار دیا ہے۔[2]

نزول حضرت عیسیٰؑ پر قرآن سے پانچویں دلیل

- قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ پر انعام خداوندی گناتے ہوئے فرمایا:

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا (سورۃ آلِ عمران آیت ۴۶)

---

[1] مرزا قادیانی نے جو مجددین امت کی فہرست اپنی کتب میں لکھی ہے اس میں تیرھویں صدی کے مجددین میں حضرت شاہ عبد القادر صاحب کا نام بھی لکھا ہے۔

[2] مرزا قادیانی نے بھی نزول عیسیٰؑ میں اس کی تائید میں لکھا ہے۔ ضمیمہ نزول المسیح روحانی خزائن ج ۹۲ ص ۱۳۰۔

ترجمہ: اور باتیں کرے گا لوگوں سے ماں کی گود میں اور جب پوری عمر کا ہوگا۔

استدلال اس آیت میں دو باتیں کہی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰؑ بحالت طفولیت جھولے میں باتیں کریں گے۔ جس کی تفصیل سورہ مریم کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔ دوسری بات کہ عالم کہولت یعنی ادھیڑ عمر میں تکلم فرمائیں گے۔ اب جب ہم حضرت عیسیٰؑ کی حیات مقدسہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بات تو ان کے حق میں پوری ہو چکی ہے۔ بالاتفاق واقعہ صلیب، قتل یا رفع بحالت جوانی پیش آیا۔ کہولت کی عمر شروع نہیں ہوئی تھی۔ جب دوبارہ آسمان سے تشریف لائیں گے تو بحالت کہولت ان کا تکلم محقق ہوگا۔ اور قرآن مجید کی آیت کا مصداق پورا ہوگا۔

نزول حضرت عیسیٰؑ

رفع ونزول حضرت عیسیٰؑ کا ثبوت احادیث مبارکہ سے

حدیث ۱: عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ:

ینزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام الی الارض فیتزوج و یولد له و یمکث خمساً و اربعین سنة ثم بموت فیدفن معی فی قبری۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰، نزول عیسیٰؑ فصل ثالث)

ترجمہ: آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

عیسیٰ ابنِ مریمؑ زمین پر نازل ہوں گے پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہو گی، ۴۵ سال زندہ رہیں گے۔ پھر انتقال ہو گا اور میرے ساتھ میری قبر کے متصل دفن ہوں گے۔

حدیث ۲: نزول حضرت عیسیٰؑ: حضرت نواس ارشاد نبوی ﷺ نقل کرتے ہیں:

(۲) عن النواس بن السمعان اذبعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھزودتین و اضعًا کفیه علیٰ اجنحه ملکین......الخ فیطلبه حتی یدرکه بابِ لُدفیقتله۔[1]

ترجمہ: اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے۔ وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے......الخ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے "بابِ لُد" کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۱، ج ۲۔ ترمذی ج ۲ ص ۴۷ باب ۷۹ ۴ نزولِ عیسیٰؑ

[2] مرزا قادیانی نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہے اور اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۲۲۰ اور روحانی خزائن

(۳) نزول حضرت عیسیٰؑ پر تیسری حدیث

حضرت جابر روایت کرتے ہیں:

عن جابر قال: فینزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فیقول امیرھم: تعال: صل لنافیقول: لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء تکرمه اللّٰه هذه الامة۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے تو ان (مسلمانوں) کا امیر ان سے کہے گا کہ تشریف لایئے اور ہمیں نماز پڑھایئے تو حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ نہیں۔ بلکہ تم میں سے بعض دوسرے پر امیر و امام ہیں۔ اس امت کے من جانب اللہ اکرام کی وجہ سے۔

استدلال اس حدیث سے دو باتیں خاص طور پر معلوم ہوئیں۔

اوّلاً یہ کہ قیامت کے قریب تشریف لانے والے عیسیٰ ابنِ مریمؑ وہی اسرائیلی نبی ہیں جو پہلے مبعوث ہو چکے ہیں نہ کہ اس امت کا کوئی اور شخص ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو عیسیٰ کہنا نری حماقت اور کذب ہے اور عقل سے بعید ہے۔

دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت عیسیٰؑ اور اس وقت مسلمانوں کا جو امیر (مہدی) ہو گا دو الگ الگ شخصیتیں ہیں! یہ ایک ہی

ج۳ص۲۰۹ پر درج کیا ہے۔

ذات کے دو نام نہیں ہیں۔[1]

نزول حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں چوتھی حدیث

(۴) عن ابی ھریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: واللہ ینزلن ابنِ مریم علیہ السلام حکماً عادلاً فلیکسرن الصلیب و لیقتلن الخنزیر.....الخ (صحیح مسلم شریف ج۱ص۸۷)

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ کی قسم عیسیٰ ابنِ مریمؑ حاکم و عادل کے طور پر نازل ہوں گے، پس وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔

- اس حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر نزول عیسیٰؑ کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے اور قسم والا کلام تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔

لہٰذا حدیث بالا اپنے اصولوں پر پوری طرح صادق ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے متعلق پانچویں حدیث

(۵) عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لیس بینی و بین

---

[1] یہاں یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ ابنِ ماجہ شریف کی حدیث لا مھدی الا عیسیٰؑ تو اس کے خلاف ہے کیوں کہ ابنِ ماجہ والی یہ حدیث سند کے اعتبار سے ساقط الاعتبار ہے۔...... اور خود مرزا قادیانی نے خود بھی دونوں شخصیتوں کو الگ الگ مرتد ہونے سے پہلے تسلیم کیا ہوا ہے۔ تحفہ گولڑویہ میں تحریر کیا ہے کہ: مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۸۱، روحانی خزائن ج۱۷ص۱۶۷)

عیسیٰ علیہ السلام وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ.....الخ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ اور وہ نازل ہونے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو انہیں پہچان لینا۔ (اس کے بعد آپ نے چند علامتیں ذکر فرمائیں)[2]

وضاحت: حدیث کے الفاظ انہ نازل بتا رہے ہیں کہ انہ میں ضمیرہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف راجع ہے۔ اور وہی قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ ضمیر مرزا قادیانی کی طرف راجع کی جائے۔ اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے خود آنا ہے ان کے کسی ظل و بروز نے نہیں اترنا۔[3]

حضرت عیسیٰؑ کی عدم موت اور نزول پر چھٹی حدیث

عن الحسن، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للیھود، ان عیسیٰ لم یمت وانہ، راجع الیکم قبل یوم القیامۃ[4]

---

[1] ابوداؤد شریف ص ۲۵۴ ج ۲

[2] جن میں سے کوئی علامت مرزا قادیانی دجال کذاب پر فٹ نہیں آئی۔

[3] ردّ قادیانیت کے زریں اصول ص ۳۲۶ مؤلفہ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

[4] تفسیر در منثور ج ۲ ص ۳۶

ترجمہ: حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ عیسیٰؑ کو موت نہیں آئی ہے وہ قیامت سے قبل تمہاری جانب لوٹیں گے......

یہ حدیث حضرت عیسیٰؑ کی عدمِ موت اور قیامت کے قریب ان کی مراجعت پر قطعی دلیل ہے۔

اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ حضرت حسن بصری سے یہ جو روایت ہے اس میں درمیان کے کسی صحابی کا واسطہ نہیں ہے لہٰذا یہ مرسل ہے اور قابلِ استدلال نہیں۔

اس اشکال کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ مراسل حضرت حسن بصری محدثین کے نزدیک حجت ہیں اور مرفوع متصل کے درجے میں ہیں۔ کیوں کہ وہ عام طور پر اپنے استاذ حضرت علی المرتضیٰؓ سے منقول احادیث بیان کرتے ہیں۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث درست نہ ہو تو پورے ذخیرہ حدیث میں سے ایک حدیث اس مضمون کے مخالف دکھا دیں جس میں لکھا ہوا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ کو موت آچکی ہے خواہ وہ حدیث مذکور کی طرح مرسل ہی ہو۔ پورے ذخیرہ احادیث میں عیسیٰؑ کی موت کے ذکر پر کوئی حدیث نہیں ہے۔

خادمِ اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قول فیصل

مذکورہ بالا احادیث سے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بڑی صراحت سے یہ چند الفاظ۔ ینزل، یموت، یدفن، یاتی وغیرہ وغیرہ یہ تمام مضارع کے صیغے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی اور عدم موت پر صریح دلیل ہیں۔ اگر یہ درست نہ ہوں تو ہم روئے زمین کے تمام حیاتِ عیسیٰؑ اور نزولِ عیسیٰؑ کے منکروں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ اور معانی کے برعکس ان کی نفی اور ضد کسی ایک حدیث صحیح سے ثابت کر دکھائیں۔ ان شاء اللہ قیامت تک بھی وہ اس کو ثابت نہ کر سکیں گے اگر کوئی ثابت کرے تو فی لفظ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں بھی کذاب ثابت ہو گئے

- مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ:

یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔[2]

استدلال مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ چودھویں صدی آخری صدی

---

[1] ردّ قادیانیت کے زریں اصول ص ۳۲۶ مؤلفہ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

[2] حقیقت الوحی ص ۱۹۳، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۱ مؤلفہ مرزا قادیانی

ہے اور چوں کہ آخری صدی کا مجدد مسیح موعود ہوں گے اس لیے وہ مجدد بھی ہے اور مسیح موعود بھی۔

لیکن چودھویں صدی آخری صدی ثابت نہ ہوئی بلکہ اب پندرھویں صدی بھی شروع ہو کر چھتیس سال گزر چکے ہیں۔

اس پندرھویں صدی کا مجدد تو نیا ہو گا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ جھوٹا ہو گیا۔ حقیقت میں نہ وہ مجدد تھے نہ مسیح موعود یہ سب ان کے دعوے جھوٹے ثابت ہو گئے۔

اس سے بھی مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں کاذب ثابت ہو گئے۔

☆☆☆☆

خادمِ اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

باب 5

سرسید کے عقائد و نظریات

سرسید احمد خان نیچری بانی علی گڑھ یونیورسٹی

سرسید احمد خان علی گڑھ یونیورسٹی کے بانی تھے۔ سرسید نے قرآن کی تفسیر لکھی، جس میں بعض نظریات سراسر جدید لکھے۔ جس سے علمائے وقت نے اس کو "نیچری" کہا۔ سرسید کے نظریات پر تفسیر حقانی میں مولانا عبد الحق دہلوی نے جو کہ بڑے پایہ کے عالم تھے، گرفت کی۔ سرسید احمد خان بعض عقائد میں معتزلہ کے ہم نوا تھے۔

(ا) سرسید نے بعض ایسے مسائل کو اپنی بحث کا موضوع بنایا جس پر علمائے اسلام نے گرفت کر کے اپنا فریضہ ادا کیا۔ ان میں سے معرکۃ الآرا مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام اور آپ کی آمد ثانی کا ہے۔ سرسید کا عقیدہ یہ تھا کہ:

حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور آپ کی ولادت بھی بلا باپ نہ تھی اور یہ کہ آمد ثانی کا عقیدہ مسلمانوں نے مسیحی پادریوں سے لیا ہے۔[1]

سرسید نیچری نے انجیل، حسب روایت مقدس متی، کی بھی تفسیر

---

[1] مذاہب اسلامیہ مؤلفہ خواجہ عباداللہ اختر ص ۲۷۴

لکھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ طبقہ جو علمائے حق سے دور تھا اور دینی علوم سے نابلد تھا اس نے تسلیم کر کے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور یہ کہ آپ کی ولادت اعجازی نہ تھی اور یہ کہ آمد ثانی کا عقیدہ غیر اسلامی ہے، اپنا ایمان ضائع کر دیا۔

(۲) سر سید نیچری نے تمام احادیث جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں، اُن پر سخت جرح کی۔ ان احایث کے اختلاف اور متن کے تضاد کو بنیاد بنا کر لکھا ہے کہ:

مسیح و مہدی کے بارے میں تمام احادیث مسیحی خوش عقیدت نے یا سیاسی اغراض نے وضع کیں اور ضرورتاً ان کو اتنی شہرت دی کہ مسلمانوں میں ایک عقیدہ کی صورت اختیار کر گئی۔[1]

(۱) اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ میں حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیے تھے اور قربِ قیامت میں دوبارہ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اور اس عقیدہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں جن کا ذکر مرزا قادیانی کے نظریات کے ردّ میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اسی طرح تصور امام مہدی بھی شیعہ سے جدا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قیامت سے پہلے ایک شخصیت پیدا ہو گی جو کہ مسلمانوں کی

---

[1] بحوالہ مذاہب اسلامیہ موئلفہ خواجہ عباد اللہ ص ۲۷۲ ناشر تخلیقات علی پلازہ ۳ مزنگ روڈ لاہور مطبوعہ ۲۰۰۶ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قیادت کرے گی اور وہ مہدی اہل السنت و الجماعت ہوں گے۔ اُن کو اُس وقت کے مسلمان حرم شریف میں نشانیوں سے پہچان کر اپنا امیر بنائیں گے اُن کا نام محمد ہو گا اور لقب مہدی ہو گا۔

وہ دجال سے جنگ کرنے کے لیے شام میں دمشق کی جامع مسجد میں نماز کی امامت کے لیے قیام فرما ہوں گے کہ اچانک آسمان سے حضرت عیسیٰؑ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے۔ اور مسلمانوں کے امیر کے پیچھے نماز پڑھیں گے، پھر جہاد کرتے ہوئے دجال کا مقابلہ کریں گے اور دجال کو لُد کے مقام پر قتل کر کے پوری دنیا میں شریعتِ محمدیہ کا نفاذ کریں گے۔ اس عقیدہ پر قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ شاہد ہیں اور اس مسئلہ پر چودہ صدیوں سے علمائے حق اہل السنت والجماعت کا اجماع ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) لیکن شیعہ مذاہب میں امام مہدی ابن امام حسن عسکری کا اب تک انتظار ہے جو خلیفہ معتصم باللہ عباسی کے عہد میں سامرہ (سر من رایٰ) کی غار میں روپوش ہو گئے۔ اس عقیدہ کا فائدہ دعوہ دارانِ خلافت نے ہر ایک زمانہ میں خاطر خواہ اُٹھایا۔ اکثر مارے گئے اور جو مارے گئے انہیں متبعین تسلیم نہیں کرتے کہ فوت ہوئے۔ ابھی تک زندہ روپوش ہیں۔ کسی مناسب وقت پر ان کا ظہور ہو گا۔

(۳) تیسرا مسئلہ جو سر سید کا موضوع بحث رہا وہ جبرئیلؑ امین کی

حقیقت تھی۔ سر سید کے نظریہ میں "جبرئیل" یا "وحی" انبیاء کی قوت نبوت ہے۔ اس کے نظریہ میں یہ عبرانی لفظ ہے، مرکب ہے "جبر" اور "ایل" سے۔ عربی میں لفظ "جبر" بھی قوت کے معنی میں عبرانی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ "ایل" اور "اللہ" ایک ہی لفظ ہے۔ جبرئیل کے معنی "قدرت اللہ"۔ سر سید کے نزدیک جبرئیل ملائکہ میں داخل نہیں۔ سر سید احمد خان کے نظریہ میں جبرئیل کو ایک قوت انسانی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سر سید کے نظریہ میں "روح" کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی حقیقتِ مجردہ ہے۔ جب یہ کسی صورت میں نمودار ہو گا یا اس کا تمثل ہو گا تو انسانی صورت ہی ہو گی۔ جبرئیل کو فرشتوں سے الگ ایک شخصیت تصور کرتے تھے۔

(۴) سر سید احمد خان نے معجزاتِ نبوی کی بھی تاویلیں من مانی تفسیر میں کیں۔ سر سید گمراہ کن نظریات کی وجہ سے اُمت سے کٹ گئے۔ اس کے نظریات کفریہ ہیں جن سے اہل سنت بیزار ہیں۔

(۵) سر سید کے نظریات کی تردید میں قرآن و احادیثِ صحیحہ کے دلائل سے علمائے اسلام نے جواب دیے۔ اور سر سید کے خود ساختہ دلائل کا مدلل قرآن و سنت، حدیث اور اجماع امت کے مسلمہ دلائل سے جواب دیا۔

☆☆☆☆

باب 6

منکرینِ حیات النبی ﷺ کے عقائد و نظریات

عصر حاضر کے فتنوں میں ایک فتنہ ۱۹۵۸ء میں سید عنایت اللہ شاہ بخاری جو کہ پاکستان میں پنجاب کے ضلع گجرات سے تعلق رکھتے تھے نے کھڑا کیا اور اپنے متعلقین میں اس عقیدہ کا پرچار شروع کیا کہ:

"وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں یہ تعلق روح حیات حاصل نہیں ہے۔ اور روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام نہیں سنتے۔"

عنایت اللہ شاہ بخاری نے یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ "رسول خدا ﷺ کا جسم تو محفوظ ہے لیکن روح کا اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے"

اس عقیدہ کے اظہار سے ان کے عقیدت مندوں میں اختلاف ہو گیا۔ چناں چہ بڑے بڑے علماء نے اس عقیدہ کی وجہ سے اُن سے تعلق توڑ دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

اس قضیہ کے حل کے لیے دار العلوم دیوبند ہندوستان سے پاکستان آئے اور علماء کا اجلاس بلایا جس میں انہوں نے علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی تحریر کیا اور اُس میں لکھا:

"وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام سُنتے ہیں۔"

محمد طیب

۱۸ محرم ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۶۲ء

مہتمم دارالعلوم دیوبند

اس عقیدہ پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے دستخط کیے اور ان کے علاوہ اجلاس میں موجود علماء نے دستخط کیے اور جن میں یہ علماء بھی شامل تھے:

(۱) مولانا غلام اللہ خان مہتمم جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

(۲) مولانا قاضی مظہر حسین مہتمم جامعہ اظہار الاسلام چکوال

(۳) مولانا عبداللطیف جہلمی مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۴) مولانا محمد علی جالندھری مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

(۵) مولانا قاضی نور محمد مہتمم جامعہ قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ

قاری محمد طیب صاحب کی یہ متفق علیہ تحریر ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۶۲ء میں بھی منقول ہے۔ اس اعتقادی مصالحت نامہ کے بعد بڑی خوشیاں منائی گئیں۔

مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا غلام اللہ خان آپس میں بغلگیر ہوئے۔ اور اسی خوشی میں جلسہ ہوا۔ لیکن اس فتنہ کے جو بانی تھے عنایت اللہ شاہ بخاری انہوں نے نہ تو اس اجلاس میں شرکت کی اور نہ وفات تک اس مشترکہ عقیدہ کو تسلیم کیا۔

عنایت اللہ شاہ بخاری کا عقیدہ

عنایت شاہ بخاری کا عقیدہ کیا ہے؟ وہ انہوں نے اپنی تنظیم جمیعت اشاعت التوحید و السنت کے ایک اجلاس منعقدہ ۲ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ ملتان میں بیان کرتے ہوئے کہا:

جمیعت اشاعت التوحید و السنت کے تمام علماء و مشائخ کا کتاب و سنت، ارشادات سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک تو یہ ہے کہ:

سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں لیکن جو

لوگ قبر شریف کے پاس یعنی عند قبر النبی ﷺ صرف صلوٰۃ و سلام کے سماع کے قائل ہیں۔

ہم ان کو کافر نہیں کہتے بلکہ ہم ان کو اہل سنت و جماعت سے خارج بھی نہیں قرار دیتے۔ جو شخص ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر سمجھے ہماری جماعت اشاعت التوحید و السنت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح جو لوگ سماع اموات عند القبور کے قائل ہیں ان کا بھی ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

عنایت اللہ شاہ بخاری کے اس عقیدہ پر اُن کی تائید کرنے والے یہ علماء تھے جنہوں نے اس عقیدہ کی تائید میں ان کی تحریر پر دستخط کیے۔

(۱) عنایت اللہ شاہ بخاری امیر جمیعت اشاعت التوحید و السنۃ

(۲) مولوی عبدالرزاق ابن مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں

(۳) مولوی احسان الحق ابن مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی

(۴) مولوی محمد حسین نیلوی مدرس ضیاء العلوم سرگودھا

(۵) مولوی احمد سعید ککڑ ہٹوی۔ ملتان

(۶) مولوی محمد حسین ہزاروی

(۷) مولوی خلیل احمد خطیب واں بھچراں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۸) قاضی شمس الدین گوجرانوالہ

(۹) مولوی ضیاء القادری گجرات

(۱۰) مولوی سجاد بخاری ایڈیٹر ماہنامہ تعلیم القرآن

(۱۱) مولوی ضیاء اللہ شاہ ابن مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری [1]

مماتی فرقہ

عنایت اللہ شاہ بخاری نے انکار حیات النبی ﷺ کے عقیدہ پر اپنے فرقہ و جماعت کو پختہ کیا۔ اس عقیدہ میں مزید شدت اختیار کرتے ہوئے وفات سے پہلے انہوں نے اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے قائلین حیات و سماع انبیاء پر صریح فتویٰ کفر جاری کر دیا۔ چناں چہ انہوں نے جمعیت اشاعت التوحید کے مرکزی ترجمان رسالہ "نغمہ توحید" کے مئی ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں "رجوع الی الحق" کے عنوان سے اپنے مطبوعہ انٹرویو میں یہ دعویٰ کیا کہ:

عدم سماع موتی کا عقیدہ قرآن کی نصِ قطعی سے ثابت ہے لہٰذا سماع موتیٰ کا عقیدہ رکھنے والا قرآن کی نصِ قطعی کا منکر و مخالف ہے اور قرآن کی نصِ قطعی کا منکر کافر ہوتا ہے اس لیے سماع موتیٰ کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

[1] بحوالہ کشف خارجیت ص ۱۸۰۔ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین۔

قائلین کافر ہیں۔ اگرچہ مذکورہ انٹرویو میں انبیاء انبیاء کرامؑ کا ذکر نہیں کیا لیکن اُن کے نزدیک قرآن پاک کی آیات عدم سماع پر عام ہیں۔ ان میں انبیاء کرامؑ کی حیات و سماع کے لیے کوئی استثنائی صورت موجود نہیں اس سے ظاہر ہے کہ آیات قرآنیہ اگر عدم سماع موتیٰ پر نصِ قطعی اور عام ہیں تو پھر سماع موتیٰ کا ہر قائل کافر ہے۔ خواہ وہ سماع انبیاء کا قائل ہو یا غیر انبیاء کا......

لیکن اس مسئلہ کا انتہائی دلچسپ پہلو یہ ہے کہ عنایت اللہ شاہ بخاری کو ان آیاتِ قرآنیہ کے نصِ قطعی ہونے کا علم تقریباً ۹۰ سال کی عمر کو پہنچ کر ہوا۔ یہ کس قدر عجیب نص قطعی ہے کہ اُن کو اپنی ۹۰ سال کی عمر تک اس کے نص قطعی ہونے کا بھی علم نہیں ہوا۔

عنایت اللہ شاہ بخاری کا یہ عقیدہ اور نظریہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیثِ صحیحہ کے سراسر خلاف ہے۔ اور غلو پر مبنی ہے۔

اُن کی جماعت کا غالی گروہ احمد سعید ککڑ ہٹوی وغیرہ کا یہی نظریہ تھا لیکن اُن کے عقیدت مندوں سے بھی اکثریت اس مؤقف میں ان کی مؤید نہی ہے۔ جیسا کہ مولانا محمد حسین نیلوی، مولانا عصمت اللہ صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب ابنِ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ سمیت کوئی بھی قائلین حیات الانبیاء و سماع عند القبر اور سماع موتیٰ کے قائلین کو کافر قرار نہیں دیتا۔ گویا اِن کو اپنے فرقہ کے بانی کی تحقیق پر بھی اعتماد

نہیں اگرچہ وہ اپنی نظریاتی نسبت اسی بانی کی طرف کرتے ہیں۔

اس مکتب فکر نے منکرین حدیث کی طرح ڈائریکٹ قرآن فہمی کا راستہ اختیار کیا اور اپنے فہم کو قرآن قرار دے کر پوری امت کا تمسخر اڑایا۔ مثلاً جن اکابر نے احادیث متواترہ صحیحہ سے استدلال کیا تو انہیں بھی قرآن کے برعکس اور ضعیف قرار دے کر ان سے دستبرداری اختیار کرلی۔

آپ نے فقہاء احناف اور ائمہ اہل سنت امام بیہقی، امام سیوطی، حافظ ابنِ حجر اور علامہ زرقانی وغیرہ کے اقوال وفتویٰ پیش کیے تو انہیں مخالف قرآن قرار دے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ یہ سب ترک تقلید کا نتیجہ ہے۔ اب اہل سنت سے جدا اس مکتب فکر نے الگ ایک فرقہ کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اور ایک فتنہ کی صورت میں اپنا نظریہ پھیلا رہے ہیں۔ اللہ اس فتنہ سے اہل سنت والجماعت کو محفوظ رکھیں۔ آمین۔

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باب 7

ابو الاعلیٰ مودودی کے نظریات

ابو الاعلیٰ مودودی (المولود ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء المتوفی ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء) نے ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء میں "جماعت اسلامی" کے نام سے لاہور میں ۷۵ آدمیوں کے ساتھ مل کر ایک جماعت بنائی اور اس کا ایک "دستور" بھی بنایا جس میں جماعت کے عقیدہ میں یہ شق رکھی کہ:

"رسولِ خدا ﷺ کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔

کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔

کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔"[1]

حافظ عبد الوحید الحنفی

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاضلِ دار العلوم دیوبند شاگرد رشید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (سابق شیخ الحدیث دیوبند) نے مودودی صاحب کے اس عقیدہ پر ایک تنقیدی نظر کتاب میں لکھا:

دستور کی اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ رسول خدا

[1] دستور جماعتِ اسلامی ص ۱۴ دفعہ ۳

کے سوا کوئی بھی معیار حق اور تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔
اور یہاں رسولِ خدا سے مراد چوں کہ حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے اور عبارت کے عموم سے صحابہ کرامؓ بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہونے کی بھی نفی سمجھی جاتی ہے۔ جو مسلک اہل السنت و الجماعت کے خلاف ہے۔ اس لیے اکابر اہل سنت نے دستور کی اس دفعہ کو خطرناک قرار دیا۔

معیار حق کا مطلب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صحابہ کرامؓ کے معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہونے پر تفصیلی بحث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی تصنیف "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" میں ملاحظہ کی جائے۔
اہل السنت و الجماعت کا مؤقف یہ ہے کہ: معیار حق لغت میں ترازو پیمانہ اور کسوٹی کو کہتے ہیں۔ جس سے کسی چیز کا وزن اور اس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم کیا جاتا ہے۔
صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا ایمان و عمل اور اخلاص و تقویٰ چوں کہ کتاب و سنت کے

معیار پر تلا ہوا ہے اور پرکھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تربیت اور فیضانِ صحبت سے ان کے نفوس و قلوب پاک ہو چکے ہیں۔

اور حق تعالیٰ نے اپنی مقدس وحی کے ذریعہ ان کے ایمان کامل اور تقویٰ و طہارت کو قبول فرما کر اپنی رضا مندی کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اس لیے ان کا ایمان و عمل بھی ہمارے لیے ایک ترازو اور کسوٹی بن گیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو سامنے رکھ کر اپنے عقیدہ و عمل کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق ہے تو خدا کے ہاں مقبولیت کی امید ہے۔ اور اگر ان کے مطابق نہیں تو اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ وہ ایک ایسا خالص سونا ہیں جس کے کھرا ہونے کی خدا و رسول ﷺ نے شہادت دی ہے اور ہمارے لیے لازمی ہے کہ ہم ان کو سامنے رکھ کر اپنا کھوٹ دور کریں اور ان کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں۔

قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ کے ایمان کو دوسروں کے لیے کسوٹی ہونے کی تصریح موجود ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

صحابہؓ کے معیار حق ہونے پر قرآنی آیات

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ [البقرہ آیت ۱۳۷]

یعنی: اگر دوسرے لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ صحابہ کرامؓ کے مطابق اگر دوسروں کا ایمان ہو گا تو قابل قبول ہو گا ورنہ نہیں۔

حق و باطل اور ایمان و کفر کے لیے کسوٹی ہونے کا مطلب اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ جو اس آیت میں فرمایا گیا ہے۔ ......الخ[1]

صحابہؓ کے معیار حق ہونے اور امت کے مختلف الخیال فرقوں کے لیے حق و باطل کی کسوٹی ہونے کے یہ معنیٰ نکل آئے کہ جو فرقہ اس کسوٹی پر پورا اترے گا۔ وہ حق پر ہو گا اور جو ان سے منحرف ہو کر خلاف چلے گا وہی باطل پر ہو گا اور ظاہر ہے کہ التزام اطاعت کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ان پر جرح و تنقید کے بجائے تصویب کی جائے۔ اور ان پر گرفتیں کرنے کے

---

[1] مودودی صاحب کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر ص ۳۶۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بجائے ان کی توثیق کی جائے۔ ان سے بدظنی کے بجائے حسن ظن رکھا جائے۔

صحابہ کرام سب عادل ہیں اور ان پر جرح و تنقید جائز نہیں

اہل السنت والجماعت کا اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ اصحاب رسول ﷺ سب عادل ہیں ان پر جرح و تنقید جائز نہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

و الاعتقاد اهل السنة تزكية جميع الصحابة و اثناء عليهم كما اثنى الله سبحانهٗ و تعالیٰ و رسولهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[1]

ترجمہ: اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ کو پاک سمجھا جائے اور ثنا کی جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کی ثناء کی ہے۔

اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں اور ان پر جرح و تنقید جائز نہیں۔

بلکہ قرآن مجید میں مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے کا اور ان کی پیروی کرنے پر اللہ کی رضامندی کا اعلان فرمایا گیا ہے۔

[1] احیاء العلوم ص ۱۰۲۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

صحابہ کرام کی اتباع کا حکم

(۲)ارشادِ ربانی ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [سورۃ توبہ ۱۰۰]

”اور مہاجرین اور انصار میں سے (اسلام میں آگے) بڑھ جانے والے اوّل رہنے والے اور جنہوں نے اچھی باتوں میں ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لیے باغ تیار کیے ہیں جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ انہیں (باغوں) میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے“۔

محمد بن کعب قرضی فرماتے ہیں: اللہ نے حضور ﷺ کے جمیع اصحاب کے لیے جنت اور اپنی رضا واجب کر دی ہے۔ اور تابعین پر ایسی شرط عائد کی ہے جو اُن پر نہیں لگائی۔ میں نے پوچھا اِن پر کون سی شرط لگائی ہے تو انہوں نے جواب دیا: ان پر یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ انتہائی عمدگی اور احسان کے ساتھ ان کی اتباع اور پیروی کریں۔ اعمالِ حسنہ

میں ان کی اقتدا کی جائے گی۔[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے مومنین سے راضی ہونے اور جنت عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔

(۱) **مہاجرین:** جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے (مکہ سے مدینہ) ترک وطن کیا۔ جن میں چاروں خلفائے راشدین: حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین، حضرت علیؓ المرتضیٰ اور تمام مہاجرین صحابہ کرام جن میں حضرت ابو موسٰی اشعریؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہ سب شامل ہیں کیوں کہ ان سب کو ہجرت کی سعادت نصیب ہوئی۔

(۲) **انصار:** (مہاجرینؓ) کی نصرت کرنے والے مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرامؓ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین صحابہؓ کی دین میں نصرت فرمائی۔

(۳) **تبعین** وہ مومنین جو مہاجرین و انصارؓ میں شامل نہیں اور بعد میں آں حضرت ﷺ کے دستِ مبارک پر ایمان لانے والے ہیں۔ مہاجرین اور انصار صحابہؓ کی مخلصانہ طور پر پیروی کرنے والے ہیں۔ اور

---

[1] تفسیر در منثور ج۳ ص۲۱۷ سورۃ التوبہ زیر آیت ۱۰۰

ان صحابہؓ کے بعد قیامت تک کے مومنین اس آیت کے مصداق بنتے ہیں جو مہاجرین اور انصار صحابہؓ کی خلوص و نیکی سے اتباع کرنے والے ہیں۔ اب سب سے اللہ راضی ہے اور وہ بھی اللہ سے راضی ہیں۔

صحابہؓ مہاجرین وانصار معیار حق ہیں

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تمام اصحاب رسول ﷺ میں سے افضلیت ان صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے جو مہاجرین و انصارؓ میں سے ہیں۔ یہ ان صحابہؓ کے لیے معیار ہیں جو مہاجرین و انصارؓ میں شامل نہیں۔ اور پھر مجموعی حیثیت تمام جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد کے ان تمام مومنین کے لیے معیار حق ہیں جن کو صحابی ہونے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔[1]

تفسیر مظہری میں مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ایک قول لکھا ہے:

آیت وَ السَّابِقُوْنَ میں حرف من کو اس آیت میں تبعیض کے لیے نہ لیا جائے بلکہ بیان کے معنیٰ میں ہو تو مفہوم اس جملے کا یہ ہو گا کہ تمام صحابہ کرامؓ بہ نسبت باقی امت کے سابقین اوّلین ہیں۔ اور مُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَار اس کا بیان ہے۔[2]

---

[1] سنی مؤقف مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین ص ۳۳۔

[2] تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۴۴۹۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) قرآن میں سبیل المومنین، صحابہ کی اتباع کا حکم

ارشاد ربانی:

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ‌ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ۝ [پ ۵ النسآء: آیت ۱۱۵ رکوع ۱۷]

ترجمہ: اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر چلنے دیں گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

عہد رسالت میں ”المؤمنین“ سے مراد صحابہ کرام ہیں

ظاہر ہے نزول قرآن کے وقت المومنین سے مراد اہل ایمان صحابہؓ ہیں جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے۔ جن کی مخالفت سے عذاب جہنم کا سزاوار بنتا ہے۔ مجموعی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے بعد جماعت رسول (یعنی صحابہ کرامؓ) کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قطعی وحی میں وہ شرعی مقام عطا فرمایا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کسی اور کو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نصیب نہیں ہوا کہ ان کی اتباع باعثِ رضائے الٰہی اور ان کی مخالفت موجب غضب خداوندی ہے۔[1]

مودودی نظریہ قرآن کے خلاف ہے

اب اس کے بر عکس مودودی صاحب کا عقیدہ قرآنی احکامات کے خلاف ہے کہ: رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔[2]

یہ نظریہ سراسر قرآن و حدیث کی تعلیمات کے بر عکس ہے اس لیے اس نظریہ کو گمراہ کن قرار دیا گیا ہے۔

مودودی نظریہ رکھنے والوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا رسول خدا ﷺ کا حکم: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ یعنی جو میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے آپ کے لیے معیار حق اور تنقید سے بالاتر نہیں ہے؟

اگر وہ حضور ﷺ کا حکم معیار حق ہے تو حضور کے اس حکم کی پیروی آپ کس طرح کریں گے؟

---

[1] سنی موقف مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین ص ۲۹۔

[2] دستور جماعتِ اسلامی دفعہ ۳

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

4293

(۲) حضور کا فرمان: "عَلَيۡكُمۡ بِسُنَّتِيۡ وَ سُنَّةِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيۡنَ الۡمَهۡدِيِّيۡنَ" "رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور ہر گز اس سے جدا نہ ہو۔" (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَصۡحَابِی كَالنُّجُوۡمِ بِاَيِّهِمِ اقۡتَدَيۡتُمۡ اهۡتَدَيۡتُمۡ"

میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

آں حضرت ﷺ کے ان ارشادات سے بھی صراحتاً ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ بھی امت کے لیے حق و باطل پرکھنے کی کسوٹی ہیں۔ اگر صرف نبی کریم ﷺ کو ہی مطاع اور معیار حق قرار دیا جائے تو مذکورہ قرآنی آیات و احادیث رسول کا مطلب کیونکر صحیح ہو گا؟

تعجب ہے اس موضوع پر بحث کرتے وقت مودودی صاحبان ان آیات و احادیث کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اس طرح مودودی نظریہ گمراہ کن ہے۔ آگے چل کر پھر مودودی صاحب نے اپنے عقیدہ کے مطابق صحابہ کرامؓ پر جابجا تنقید کر کے اپنا

الگ نظریاتی فرقہ بنا دیا۔ جس کے نظریات شیعہ عقائد کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اس لیے جو مودودی صاحب کے متعقد ہیں وہ فیصلہ کر لیں کہ وہ آخرت میں اہل السنت والجماعت کے ساتھ اپنا شمار کرنا چاہتے ہیں تو سُنّی عقیدہ کے مطابق صحابہ کرامؓ کو معیار حق سمجھیں۔

اور مودودی صاحب نے جو صحابہ کرامؓ اور انبیاء کرامؑ پر تنقید کی ہے اُس سے برأت کرتے ہوئے مودودی نظریہ سے جدائی کا اعلان کر دیں۔

مودودی صاحب کے ہم عصر اہل حق کی ناراضگی کے اسباب

راقم الحروف عبدالوحید حنفی نے مودودی صاحب کو دیکھا ہے، سُنا ہے اور ان کی کتابوں کو پڑھا ہے اور ان سے خط وکتابت بھی کی ہے اور براہ راست تبادلہ خیالات بھی کیا ہے۔ ایک مرتبہ مودودی صاحب کی ملاقات کے لیے ان کی قیام گاہ پر جانے کا بھی اتفاق ہوا اور اُن کے ساتھ گفتگو کا بھی موقع ملا لیکن چوں کہ وہ بیمار تھے اس لیے تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔

البتہ آپ کی تقریر براہ راست موچی دروازہ لاہور کے ایک جلسہ عام میں سُننے کا موقع ملا اور خط وکتابت کا سلسلہ تو تقریباً ۷ سال

تک جاری رہا۔

راقم الحروف کی کوشش یہ تھی کہ اہل السنت والجماعت علمائے حق نے آپ کی جن عبارتوں پر گرفت کرکے جن جن عبارتوں اور عقیدوں سے رجوع کی ترغیب دی ہے۔ مودودی صاحب وہ عبارتیں اور عقیدے اپنی کتابوں سے حذف کر دیں اور ان عقیدوں سے رجوع کر لیں تو امت کے اندر اتفاق اور اتحاد میں ایک بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی۔

چناں چہ راقم الحروف نے مسلک اہل سنت کے عقائد و نظریات ایک مکتوب کی صورت میں تحریر کرکے مودودی صاحب کو ارسال کیے اور آپ سے دریافت کیا کہ جو نظریہ راقم الحروف نے تحریر کیا ہے صحیح ہے؟ اس کے جواب میں مودودی صاحب نے اپنے دستخطوں کے ساتھ جو جواب ارسال کیا وہ یہ تھا:

عبدالوحید الحنفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اسلامی پاکستان — فون ۵۲۵۰۷

۱۵اے ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور — حوالہ ۳۴۶

تاریخ 28-01-1971

محترمی ومکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ نے اپنا جو مسلک اور نظریہ بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم بھی اہل السنت والجماعت مسلک پر ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت کی وجہ سے کافر ہو چکا ہے۔ وہ اور اس کے پیروکار مرتد، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور غلام احمد پرویز ایک سخت گمراہ آدمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سُنت اور آپ کی احادیث کا انکار کرتا ہے اور انہیں ایک پرانی تاریخ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا اس لیے ان دونوں کی تفسیر ناقابل التفات ہے۔

خاکسار

ابوالاعلیٰ[1]

[1] اس خط کے ملنے پر راقم الحروف عبدالوحید حنفی نے ایک اور مفصل خط مودودی صاحب کو تحریر کیا۔ جس کے جواب میں مودودی صاحب کے معاونین ملک غلام علی صاحب اور محمد سلطان صاحب کا جواب آیا جو اُن کے مذہب کی عکاسی کرتا تھا جس کا پھر تفصیلی جواب راقم الحروف نے مودودی صاحب کو تحریر کر کے اپنا اور سُنّی مؤقف پیش کیا۔

جواب از دفتر مولیٰنا مودودی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اسلامی پاکستان — فون ۲۵۰۷

۱۵اے ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور — حوالہ ٦٦٨

تاریخ 1-3-71

محترمی و مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ کتاب عادلانہ دفاع تو ہماری نظر سے گزر چکی ہے۔ اس میں سوائے الزام تراشی اور بدکلامی کے اور کچھ نہیں ہے۔ کوئی ذوق سلیم رکھنے والا شریف انسان اس کتاب کو پڑھ کر اس کے مصنف کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہیں رکھ سکتا۔

"مودودی مذہب" کتاب کا نام بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ بھی "عادلانہ دفاع" ہی کی قسم ہو گی۔ یہ کتاب میں نے نہیں دیکھی، آپ چاہیں تو اسے میرے نام بھیج دیں۔

خاکسار

غلام علی

معان خصوصی مولیٰنا سید ابو الاعلیٰ مودودی[1]

---

[1] چناں چہ ملک غلام علی صاحب اور مولانا مودودی صاحب کو کتاب "مودودی مذہب" مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رجسٹری ارسال کر دی گئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جواب از دفتر مولینٰا مودودی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اسلامی پاکستان　　　　فون ۵۲۵۰۷

۱۵اے ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور　　　　حوالہ ۸۱۹

تاریخ 16-3-71

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ مولانا محترم آج کل بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے انہیں مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے اس لیے ان کے حسب ارشاد میں جواب عرض کر رہا ہوں۔

"البلاغ" والے اہلسنت کے واحد اور اکلوتے ترجمان نہیں ہیں انہیں آخر اس بات کا ٹھیکہ کس نے دیا ہے کہ جس کو چاہیں اہلسنت کے دائرے میں داخل کریں اور جسے چاہیں خارج کریں۔ بریلوی جو اپنے آپ کو سوادِ اعظم اور اصلی اہلسنت والجماعت قرار دیتے ہیں "پہلے البلاغ" والے ان سے اہلسنت کا نمائندہ ہونے کا سرٹیفیکیٹ حاصل کر لیں اور پھر دوسروں کے متعلق بات کریں تو بہتر ہے۔ توہین صحابہ جتنا بڑا جرم ہے اتنا بڑا یہ جرم بھی ہے کہ جس نے توہین صحابہ کا ارتکاب نہ کیا ہو، اسے خواہ مخواہ توہین صحابہ کا مرتکب ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ ترجمان کی بحث ابھی نامکمل

عبدالوحید الحنفی

ہے۔ آئندہ بہت سے مزید اہلسنت کے اقوال آئیں گے۔ کیا یہ سب صحابہ کرام کی منزلت و مرتبت سے ناواقف تھے اور اب آپ اور محمد تقی عثمانی صاحب پہلی مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرنے والے کہیں سے آگئے ہیں۔

خاکسار

محمد سلطان

معاون شعبہ رسائل و مسائل[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

[1] اس خط کے جواب میں راقم الحروف عبد الوحید حنفی نے جو خط مولانا مودودی کو لکھا وہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خط بنام مولٰینا ابوالاعلیٰ مودودی (نقل)

ازطرف عبدالوحید الحنفی مورخہ 19-3-1971

محترم مولٰینا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب

سلام مسنون! آپ کا مکتوب حوالہ نمبر ۳۴۶ مورخہ 28-1-71 ملا تھا۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ:

"آپ نے اپنا جو مسلک اور نظریہ بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم بھی اہل سنت والجماعت کے مسلک پر ہیں۔"

مولٰینا! مجھے یہ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ مسلک اہل السنت والجماعت کو حق جانتے اور مانتے ہیں۔ مسلک اہل سنت و الجماعت کی بنیاد قرآن پاک کی اس تفسیر اور تعبیر پر ہے جو سنتِ محمدیہ اور جماعت صحابہؓ سے ثابت ہے اس لیے میرا یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ جو شخص سنتِ محمدیہ ﷺ میں سے کسی سنت پر تنقیدی نظر ڈالے یا جماعتِ صحابہؓ پر تنقیدی تبصرہ کرے جس سے سنتِ محمدیہ ﷺ کی گواہ جماعتِ صحابہؓ کی خامیاں ظاہر ہوتی ہوں۔ وہ اہل السنت و الجماعت نہیں ہو سکتا۔ میرے اس عقیدے اور نظریئے کی آپ نے تائید کی تھی۔ اس لیے میں نے دوبارہ لکھا تھا کہ آپ کی کتابوں میں آپ کے قلم سے چند ایسی عبارتیں تحریر ہو گئی ہیں جن سے صحابہ کرامؓ کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ

صحیح العقیدہ اہل السنت والجماعت ہیں اور شیعہ مذہب کو غلط سمجھتے ہیں تو آپ کو ایسی تمام عبارتیں اپنی کتابوں سے نکال دینی چاہییں جن سے شیعہ فائدہ اٹھا کر صحابہؓ کی توہین کر رہے ہیں۔ اور مسلک اہل السنت والجماعت کی بنیادوں کو گرا رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں احقر نے ماہنامہ ”البلاغ“ کے مقالہ میں جو مولانا تقی عثمانی صاحب نے لکھا اور ”عادلانہ دفاع“ کتاب میں جو سیّد نور الحسن شاہ صاحب نے لکھی ہے اور ”مودودی مذہب“ نامی کتاب میں جو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال نے لکھی ہے ان کتابوں کا نام آپ کے سامنے بطور دلیل پیش کیا کہ ان کتابوں میں آپ کی جو عبارتیں مسلک اہل السنت والجماعت کی بنیادوں کو کمزور کرنے والی اور انبیاء کرام اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام کی توہین پر مبنی ہیں وہ یک جا کر دی گئی ہیں۔ اب اگر آپ ان سب عبارتوں سے رجوع کرلیں اور اپنی کتابوں سے ان کو خارج کر دیں تو ہمارے لیے کیا ہی خوشی کا مقام ہو۔ میرے ان خطوط کے جواب میں آپ کے معاون خصوصی ملک غلام علی صاحب کا ایک مکتوب حوالہ نمبر ٦٦٨ 71-3-1 ملا جس میں بجائے ان عبارتوں سے رجوع کرنے کے جن کے متعلق میں نے لکھا اور جن کتابوں میں آپ کی وہ تحریریں جو صحابہ کرامؓ کی توہین پر مبنی ہیں جمع کر دی گئی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

ہیں۔ اور آپ کی آسانی کے لیے میں نے اُن کتابوں کے نام بھی لکھے تھے۔ اُن کتابوں کے متعلق ملک صاحب نے لکھا۔ ’’کتاب عادلانہ دفاع‘‘ تو ہماری نظر سے گزر چکی ہے اس میں سوائے الزام تراشی اور بدکلامی کے اور کچھ نہیں۔

مولیٰنا کیا ’’عادلانہ دفاع‘‘ میں جو آپ کی عبارتیں شاہ صاحب نے لکھی ہیں وہ آپ کی نہیں؟ پھر الزام تراشی اور بدکلامی کا کیا مطلب؟ جب وہ تمام حوالے سوفی صد درست ہیں پھر آپ کو ان عبارتوں سے رجوع کرنے میں کیا مشکل ہے؟ کیا وہ سب عبارتیں حرفِ آخر ہیں؟ جو کسی صورت میں بھی آپ کتابوں سے خارج نہیں کر سکتے؟

یہ سوالات جواب طلب ہیں۔ امید ہے کہ آپ جواب سے محروم نہیں کریں گے؟ مولیٰنا! ایک خط میں احقر نے ’’البلاغ‘‘ میں مولانا تقی عثمانی صاحب کے مقالہ کا وہ اثر جو اس مقالہ نے میرے دل و دماغ پر کیا تھا اس کا اظہار میں نے کیا تھا اور چند سوال آپ سے کیے کہ اگر آپ شیعہ مسلک کو قوّت پہنچانا چاہتے ہیں پھر تو یہ بحث درست ہے۔ بشرطیکہ آپ شیعہ ہونے کا اعلان فرمادیں۔ کیوں کہ کوئی سنی مسلمان اس بحث میں حضرت امیر معاویہؓ کو تنقید کا نشانہ بنتے برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ دو سُنّی مسلمان حضرت معاویہؓ کے

اجتہادی فیصلوں میں الجھ کر ایک دوسرے فریق مذہب شیعہ کو قوّت پہنچائیں۔ کیوں کہ شیعہ لوگ صحابہؓ پر خصوصاً حضرت امیر معاویہؓ پر تبرا بازی کرتے ہیں اور حضرت معاویہؓ کی شخصیت کو مجروح کرتے ہیں۔ اور ما انا علیہ و اصحابی کی کسوٹی کو کمزور کرتے ہیں۔

کیا آپ خوش ہیں کہ شیعہ حضرات، حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی توہین کرتے وقت بحث اور تنقید کرتے وقت وہ عبارتیں پیش کریں جو آپ کی کتابوں میں موجود ہیں؟ جو صحابہؓ کی شان کے خلاف تحریر ہیں۔ مولٰینا! ایک شیعہ مجھے ملا اس نے مجھ سے کہا کہ مولٰینا مودودی نے خلافت و ملوکیت کتاب لکھ کر ہم پر بہت احسان کیا ہے اور پھر اس نے وہ عبارتیں جو حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عثمانؓ کے خلاف پائی جاتی ہیں وہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو سُنی عالم نے لکھا ہے......... مولٰینا میں اس وقت کیا جواب دیتا! حضرت عثمانؓ خلیفہ راشد کی اور حضرت امیر معاویہؓ کی عزت بچاتا یا مولٰینا مودودی کی تائید کرتا؟ چناں چہ میں نے اُس سے کہا کہ اگر یہ عبارتیں واقعی مولٰینا مودودی کی ہیں اور انہوں نے لکھی ہیں تو پھر میں مولٰینا مودودی کو سُنی مسلمانوں کا ترجمان نہیں سمجھتا۔ بعد میں "خلافت و ملوکیت" کا بغور مطالعہ کیا اور اس میں وہ عبارات

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بھی پڑھیں جن کی نشاندہی "البلاغ" عادلانہ دفاع اور "مودودی مذہب" کتابوں میں کرائی گئی ہے۔ اور اس کے بعد آپ کو خط لکھا۔ جس کے جواب میں میری امید یہ تھی کہ آپ کہیں گے کہ ہم سُنی ہی ہیں اور ان عبارتوں کو کتابوں سے نکال دیں گے جن کی بنا پر شیعہ صحابہؓ پر تنقید کرتے ہیں۔ لیکن جوابی خط میں حوالہ نمبر ۸۱۹ کے تحت آپ کے معاون شعبہ رسائل و مسائل محمد سلطان صاحب نے لکھا کہ:

"البلاغ" والے اہل السنت کے واحد اور اکلوتے ترجمان نہیں انہیں آخر اس بات کا ٹھیکہ کس نے دیا ہے کہ جس کو چاہیں اہل سنت میں داخل کریں اور جسے چاہیں خارج کریں"

مولٰینا! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے معاون محمد سلطان صاحب نے کس نظریے کے تحت یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کیوں کہ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [1]

(ترجمہ: جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ کی مخالفت کرے گا اور المومنین کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ پر

[1] سورۃ النساء آیت ۱۱۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

چلے گا۔ جس طرف وہ پھرا ہم اس کو اُسی طرف پھیر دیں گے اور پھر اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے)

اس آیت میں سنت محمدیہ ﷺ اور جماعت صحابہؓ کے خلاف راستہ چلنے والوں کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔

اس لیے مسلک اہل السنت والجماعت کا نام اس آیت کی روشنی میں اور ما انا علیہ و اصحابی حدیث کے تحت رکھا گیا ہے۔

یعنی اہل السنت و الجماعت قرآن و سنت کی اُس تفسیر اور تعبیر کو صحیح اور معیارِ حق مانتے ہیں جو جماعت صحابہؓ کے فرمودات کے مطابق ہو کیوں کہ قرآن کی صحیح تفسیر سنتِ رسول اللہ میں ہے اور سنّت رسول اللہ کے گواہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ قاعدہ ہے کہ گواہ صحیح ہے تو مقدمہ صحیح ہے۔ گواہ غلط اور کاذب ثابت ہو جائے تو مقدمہ خارج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سنتِ رسول اللہ کے گواہ اور قرآن و حدیث کے اوّلین گواہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر صحابہؓ پر اعتبار ہے اور وہ صادق ہیں تو ان کی روایات قابلِ قبول ہوں گی۔ اگر صحابہؓ پر اعتبار نہیں اور وہ صادق نہیں تو اُن سے منقول روایات کس طرح قابل قبول ہوں گی؟

اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص صحابہ کرامؓ پر تنقید کرے یا صحابہؓ کی توہین کرے یا صحابہؓ کی پالیسی کو غلط ثابت کرنے کی کوشش

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرے وہ اہل السنت والجماعت مسلمانوں میں سے نہیں ہو سکتا۔

کیوں کہ اہل السنت و الجماعت کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسول اللہ کے نقشِ قدم پر چلنے والے مسلمان۔ جس طرح قرآن کی کسی آیت کا منکر مسلمان نہیں رہ سکتا اسی طرح قرآنِ کریم کی آیات کے کاتب اور گواہ صحابہؓ پر تنقید کرنے والا اہل السنت و الجماعت نہیں رہ سکتا ہے اور نہ کہلا سکتا ہے۔

مولٰینا! آپ کے معاون سلطان صاحب نے مکتوب نمبر ۸۱۹ میں لکھا ہے کہ توہین صحابہؓ جتنا بڑا جرم ہے "اتنا بڑا یہ جرم بھی ہے کہ جس نے توہین صحابہؓ کا ارتکاب نہ کیا ہو، اسے خواہ مخواہ توہین صحابہؓ کا مرتکب ثابت کرنے کی کوشش کی جائے"

مولٰینا! آپ کو آپ کی چند کتابوں میں سے مذکورہ عبارات سے بطور نمونہ چند عبارات پیش کرتا ہوں جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ آپ نے شیعہ فرقہ کی وکالت کی ہے اور سُنی مسلمانوں کے جزبات کو مجروح کیا ہے۔

(۱) مولٰینا! آپ نے تفہیمات ج ا ص ۲۹۳ پر لکھا ہے:

ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہؓ پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں

کر جاتے تھے۔ ابنِ عمر نے سُنا کہ ابوہریرہ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے فرمانے لگے ابوہریرہ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے ایک موقعہ پر انسؓ اور ابو سعید خدری کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول اللہ کو کیا جانیں وہ تو اس زمانہ میں بچے تھے۔ حضرت حسن بن علیؓ سے ایک مرتبہ شاہد و مشہود کے معنی پوچھے گئے انہوں نے اس کی تفسیر بیان کی۔ عرض کیا گیا کہ ابنِ عمر اور ابنِ زبیر تو ایسا ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ایک موقعہ پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن صامت نے ایک ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگایا۔ حالاں کہ وہ بدری صحابہؓ میں سے ہیں۔"

خادمِ اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مودودی صاحب! آپ نے یہاں چُن چُن کر جو روایات جمع کر دی ہیں ان کو ہم اگر آپ کی طرح یا آپ کی تقلید میں صحیح مان کر ان کا پرچار اور اشاعت کرنا شروع کر دیں تو کیا ہم صحابہ کرامؓ کی سوسائٹی کا یہ نقشہ بیان کر کے کسی غیر سُنی کو صحابہ کرامؓ کا معتقد بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ روایتیں صحیح مان لی جائیں تو ان روایتوں میں تو یہ ہے کہ:

- ابنِ عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو نعوذ باللہ جھوٹا کہا اب اگر ابوہریرہؓ کو جھوٹا مان لیا جائے تو جو احادیث حضرت ابوہریرہؓ

سے منقول ہیں کیا ان کو سچا مانا جا سکتا ہے۔ جب کہ ابنِ عمر نے ابو ہریرہ کو جھوٹا کہا ہو۔ (نعوذ باللہ) اس لیے یہ روایت غلط ہے۔

- (۲) اسی طرح آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ ابو سعیدؓ اور انسؓ حدیث کو کیا جانیں۔ اب جو احادیث حضرت انسؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہیں ان کو کون صحیح مانے گا جب کہ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین کا یہ فرمان ہے کہ حضرت ابو سعیدؓ اور انسؓ حدیث کو کیا جانیں۔
- (۳) اسی طرح آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حسن بن علی سے .... عرض کیا گیا کہ ابن عمر اور ابن زبیر تو ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔

اب اگر یہ روایت بھی صحیح مان لی جائے تو جو روایات ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ سے منقول ہیں ان کو کون سچا جانے گا جب کہ حضرت حسنؓ کا فرمان ہو کہ ابنِ عمرؓ اور ابنِ زبیرؓ جھوٹے ہیں۔

- (۴) اسی طرح آپ نے یہ روایت بھی صحیح مان کر خدا جانے کس مسلک کو قوت پہنچانے کے لیے تحریر کی ہے کہ:

"حضرت علیؓ نے ایک موقعہ پر مغیرہ بن شعبہؓ کو جھوٹا قرار دیا۔"

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اب اگر یہ روایت درست ہے تو پھر مغیرہ بن شعبہؓ سے جو روایات منقول ہیں ان کو کون سچا مانے گا اگر حضرت علیؓ کا یہ فرمان صحیح ہو کہ مغیرہ بن شعبہؓ جھوٹے ہیں۔(نعوذ باللہ!)

- (۵) اسی طرح آپ نے یہ روایت بھی جمع کی ہے کہ عبادہ بن الصامت نے......... مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگایا (نعوذ باللہ) پھر آگے آپ نے یہ بھی لکھا کہ وہ بدری صحابہؓ میں سے ہیں۔

مودودی صاحب! آپ کے اسلامی ذوق نے ان روایات کو کیسے صحیح مان لیا؟ اور اہل سنت کے ترجمان کہلا کر کس طرح آپ کے قلم نے لکھنا گوارا کر لیا۔ دین کی اسلام کی مزاج شناسی صحابہؓ کے تذکرہ میں کہاں کھو گئی؟

مولٰینا! یہ ایک مثال آپ کی توہین آمیز عبارات سے پیش کی ہے۔ اسی طرح آپ نے طرح طرح کی ایسی عبارتیں اور روایتیں جو سراسر صحابہ کرامؓ کی توہین اور مسلک اہلِ سنت والجماعت کی بنیاد ما انا علیہ و اصحابی کی کسوٹی کو کمزور کرتی ہیں، تحریر کی ہیں۔ آپ نے اپنی کتابوں میں اور بھی ایسی بہت سی عبارتیں لکھیں ہیں۔ یہ تو صرف ایک مثال میں نے پیش کر دی ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ ایسی عبارتوں سے اہل سنت کے مخالفین کیا کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور اہل سنت والجماعت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان جھوٹی روایات کی بنیاد پر دشمنِ صحابہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تلہ گنگ ضلع اٹک میں بھی شیعہ ذاکر مولوی اسمٰعیل نے تقریر کرتے ہوئے آپ کی کتابوں کی عبارتیں پڑھ کر مسلک اہل سنت والجماعت کو غلط ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ہم شیعہ ہی نہیں کہتے بلکہ سُنّی عالم مودودی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ کو آپ کی ایک عبارت سے اس طرف متوجہ کیا ہے۔ امید ہے کہ آپ اب یہ مسئلہ اور ہمارا مؤقف سمجھ گئے ہوں گے۔

مولٰینا! اس لیے ہم بار بار عرض کر رہے ہیں کہ ایسی تمام عبارتیں جن کی نشاندہی "البلاغ" میں مولانا تقی عثمانی صاحب نے کی ہے۔ اور "عادلانہ دفاع" مولانا نور الحسن شاہ صاحب نے اور "مودودی مذہب" میں مولانا قاضی مظہر حسین صاحب آف چکوال نے اور "رسالہ برأۃ عثمان" میں مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب نے نشاندہی کی ہے۔ ان عبارات پر بحث در بحث کے بجائے ایسی تمام عبارتوں کو اور روایتوں کے حوالوں کو جو تاریخ سے آپ نے نقل کیے ہیں جو کہ مخالفین اہل سنت کی گھڑی ہوئی روایات ہیں۔ اور آپ نے نقل در نقل اپنی کتابوں میں درج کر دی ہیں۔ ایسی تمام عبارات کو اگر آپ اہل سنت والجماعت ہیں تو خارج از کتب کرنے کا اعلان کر

دیں! اگر آپ اہل سنت نہیں ہیں پھر صاف اعلان کیجیے کہ وہ سُنی نہیں بلکہ ایک جدید نظریہ اور جماعت کے بانی ہیں تا کہ اہل سنت جان لیں کہ آپ اُن کے ترجمان نہیں ہیں۔

امید ہے کہ آپ میری گزارشات کا جواب ضرور دیں گے اور جواب سے مطمئن کریں گے۔

اس سلسلہ میں آپ کی چند عبارات اور پیشِ خدمت ہیں:

(۶) مودودی صاحب! آپ نے خلافت وملوکیت میں لکھا ہے۔

"مال غنیمت کی تقسیم کے معاملے میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔" (خلافت وملوکیت)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

مولینا! آپ نے اس عبارت میں کون سی حضرت معاویہؓ کی شان بیان کی ہے؟ کیا اس میں حضرت معاویہؓ کی توہین نہیں پائی جاتی؟ ایک صحابی وہ بھی کاتب وحی۔ جس کے ایک ایک عمل کو آپ قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی ظاہر کر رہے ہیں۔ کیا اب ہم حضرت معاویہؓ کو سنت کے سچے گواہ اور قرآن کے سچے کاتب اور آں حضرت ﷺ کے سچے صحابی منوا سکتے ہیں۔ اور ما انا علیہ و اصحابی کی کسوٹی کے مطابق امت کو چلنے کی دعوت دے سکتے ہیں اور قرآن حکیم کے حکم غیر سبیل المؤمنین کی یہی تصویر امت کو

دکھائیں گے جس سے ایک صحابی کی شان مجروح ہو۔اب بھی آپ یہ کہتے ہیں کہ مجھ پر توہین صحابہؓ کا الزام غلط ہے؟

(۷) مودودی صاحب! آپ نے خلافت و ملوکیت ہی میں یہ بھی لکھا ہے کہ

"زیاد بن سُمیّہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے ہے جس میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لیے شریعت کے ایک مُسلّم قاعدے کی خلاف ورزی کی"

مولٰینا! کیا آپ نے اس عبارت کو لکھ کر ایک صحابی کی شان امت کے دل میں بٹھائی ہے یا صحابی کا مقام امت کی نظروں میں گھٹانے کا مواد مخالفین کے لیے جمع کیا ہے جھوٹی تاریخی روایات کا سہارا لے کر؟

پھر جب ہم حُبِّ صحابہؓ میں آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور صحابہؓ کی حمایت کرتے ہیں تو آپ کے معاون یہ کہتے ہیں کہ "اب آپ اور تقی عثمانی صاحب پہلی مرتبہ صحابہؓ کی تعظیم کرنے والے کہیں سے آگئے ہیں"۔ کیا صحابہؓ کی تعظیم جرم ہے؟ اور صحابہؓ کا دفاع کرنے والے مجرم ہیں؟

(۸) مودودی صاحب! آپ نے خلافت و ملوکیت صفحہ نمبر ۱۷۴ پر لکھا ہے کہ

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے اُن کے گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سبّ و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے .... حضور ﷺ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سُنتے تھے۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۷۴)

مولٰینا! مذکورہ عبارت میں صحابیٔ رسول حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق آپ نے کہا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کو (نعوذ باللہ) گالیاں نکالتے تھے اور گالیاں نکالنے کا اپنے گورنروں کو حکم دیتے تھے۔ کیا اس عبارت میں حضرت امیر معاویہؓ کی شان بیان کی گئی ہے؟ یا آپ کی مخالفت کی گئی ہے؟ اور توہین کی گئی ہے؟۔ اب آپ ہی بتائیں کہ آپ نے کس نظریے کے تحت یہ الفاظ حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق لکھے ہیں؟

محترما! کیا "البلاغ" اور مولٰینا تقی عثمانی صاحب و مولٰینا قاضی مظہر حسین صاحب کا یہی قصور ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ان الفاظ کو کتابوں سے خارج کرو۔ کیوں کہ یہ سب امیر معاویہؓ پر تاریخی جھوٹے الزامات ہیں جن کو اہل سنت بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں شیعہ حضرات بیان کر رہے ہیں۔ اور یہ من گھرٹ روایات ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مولیٰنا! کیا آپ شیعہ ہیں؟ کہ چن چن کر صحابہؓ کے خلاف مواد مہیّا کر رہے ہیں۔ اگر شیعہ نہیں تو پھر ایسی عبارتیں جن سے صحابہ کرامؓ کی شان میں بے ادبی ہوتی ہو آپ کتابوں سے خارج کیوں نہیں کرتے؟ الٹا صحابہ کرامؓ کی صفائی بیان کرنے والوں سے آپ اور آپ کے پیروکار، مولانا تقی عثمانی صاحب اور "مودودی مذہب" اور عادلانہ دفاع کے مصنفین سے ناراض ہیں کہ وہ صحابہؓ کا دفاع کیوں کرتے ہیں کیا آپ سنی مسلک کا دفاع کرنے والوں کو اچھا نہیں جانتے اور آپ کے معاون رسائل و مسائل لکھتے ہیں کہ: ترجمان کی بحث ابھی نامکمل ہے۔ آئندہ بہت سے مزید ائمہ اہل سنت کے اقوال آئیں گے۔ کیا یہ سب صحابہ کرامؓ کی منزلت و مرتبت سے ناواقف تھے"۔

مولیٰنا! کیا آپ کے رفقاء یہ ثابت کریں گے کہ مسلک اہل سنت و الجماعت کے فلاں فلاں بزرگ نے بھی ایسا ایسا لکھا ہے.........

مولیٰنا! وہ بزرگ وفات پا گئے ہیں اگر وہ آج زندہ ہوتے تو ہم اُن سے بھی یہ عرض کرتے کہ یہ عبارتیں کتابوں سے نکال دو...... یہ کذاب راویوں کی من گھرٹ روایتیں ہیں۔ بعد میں آنے والے ان عبارتوں میں آپ کی تقلید کا دعویٰ کریں گے اور اہل سنت کے مؤقف کو کمزور کریں گے۔

مولٰینا! آپ تو ابھی زندہ ہیں[1] اس لیے ہم آپ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ ایسی توہین آمیز عبارتیں اپنی کتابوں سے نکال دیں...... کل کوئی اور مؤرخ یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نے تو مولٰینا مودودی کی تقلید میں یہ لکھا ہے۔

توہین انبیاء پر تنقیدی عبارات

(۱) مودودی صاحب! آپ نے تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۲۷ طبع اوّل اکتوبر ۱۹۶۶ء میں حضرت داؤدؑ کے متعلق لکھا ہے کہ:

”جو فعل ان سے صادر ہوا تھا اس کے اندر خواہش نفس کا کچھ دخل تھا اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا۔ اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرماں روا کو زیب نہ دیتا تھا۔“

محترما! یہ آپ کے قلم سے لکھی ہوئی عبارت میں نے نقل کی ہے کیا اس میں توہینِ نبیؑ پائی جاتی ہے یا شانِ نبیؑ بیان کی گئی ہے؟ آپ ہی بتائیں؟ اب ایسی عبارت کو کتاب سے خارج کرنے میں کیا نقصان ہے؟ کہ آپ خارج نہیں کرتے۔

(۲) مولٰینا! آپ نے رسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۱ب طبع دوم جون ۱۹۵۴ء میں لکھا ہے کہ

[1] افسوس کہ مولانا مودودی نے کوئی توجہ نہ دی اور وہ بھی وفات پا گئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

”نبی ہونے سے پہلے تو موسیٰؑ سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔“

مولیٰنا! یہ عبارت لکھ کر آپ نے حضرت موسیٰؑ کی شان بیان کی ہے یا توہین کی ہے؟ آپ ہی سوچیں حالاں کہ قطبی کا قتل گناہ بھی نہ تھا کیوں کہ ہر قتل گناہ نہیں ہوتا پھر نبی کے ہاتھ کا قتل؟

حضرت موسیٰؑ نے مظلوم کو چھڑانے کے لیے ایک کافر ظالم کو صرف مکّہ مارا تھا۔ اب اس واقعہ کو ایک بہت بڑا گناہ کہہ کر بیان کرنا نبی کی شان بیان کرنا ہے یا نبی کی توہین کرنا ہے پھر یہ عبارت خارج از تفسیر کرنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

امید ہے کہ آپ میری گذارشات پر توجہ کریں گے اور جواب سے محروم نہیں کریں گے اور جواب سے مطمئن کریں گے۔

فقط والسلام

عبدالوحید حنفی چکوال

۲۱ محرم ۱۳۹۱ھ ۱۹ مارچ ۱۹۷۱ء

بوقت ۸ بجے شب قبل از نمازِ عشاء[1]

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی حفظہ

[1] یہ خط رجسٹری مولانا مودودی کے نام ارسال کیا گیا تھا۔ جواب میں اُن کے دفتر سے جو جواب آیا وہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) جواب از دفتر جماعت اسلامی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اسلامی پاکستان	فون ۵۲۵۰۷

۱۵ اے ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور	حوالہ ۹۴۱

تاریخ 28-3-1971

محترمی ومکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ مولانا محترم کی صحت آج کل بہت خراب ہے۔ ڈاکٹروں نے انہیں مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس لیے انہوں نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ آپ کے خط کی رسید بھیج دوں۔ چناں چہ یہ خط بطور رسید لکھا جارہا ہے۔ خاکسار

محمد سلطان

معاون شعبہ رسائل ومسائل

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

(۲) خط من جانب: ابوالاعلیٰ مودودی[1]

بنام عبدالوحید حنفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابوالاعلیٰ مودودی فون ۵۲۰۷

۱۵اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور (پاکستان) حوالہ نمبر ۲۳۰۹

مورخہ 8-9-1971

محترمی ومکرمی۔ السلام علیکم

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ اہل السنت والجماعت مسلمانوں کی اکثریت اور سواد اعظم کا مسلک ہے۔ جو کتاب وسنت پر مبنی ہے اور جس پر صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مجتہدین و محدثین اور عامۃ المسلمین تسلسل کے ساتھ عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہی امر اس مسلک کی حقانیت پر واضح دلیل ہے۔

خاکسار

ابوالاعلیٰ[2]

---

[1] مولانا مودودی کو بار بار جواب کے لیے عریضہ لکھتا رہا لیکن کوئی جواب مذکورہ بالا خط کا ان کے قلم سے نہ دیا گیا۔ آخر میں ایک دوسرے عریضہ کے جواب میں مولانا مودودی نے اپنے قلم سے جو جواب دیا وہ یہ تھا۔

[2] اس جوابی مکتوب سے مسلک اہل السنت والجماعت کی حقانیت کو تو مودودی صاحب نے تسلیم کر لیا۔ لیکن افسوس کہ وہ توہین آمیز عبارات سے رجوع نہ کرسکے اور اس سے قبل ہی دنیا سے انتقال کر گئے۔ چوں کہ ان کی مذکورہ عبارات سنّی مسلک کے خلاف ہیں۔ اس لیے مودودی صاحب سنّی

خط بنام مولیٰنا تقی عثمانی صاحب

محترم المقام جناب تقی عثمانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے کہ آپ خوش اور تندرست ہوں گے۔ آپ کا مقالہ البلاغ میں پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ آپ نے خلافت وملوکیت میں حضرت امیر معاویہؓ پر لگائے گئے الزامات کی صفائی میں جو مضمون لکھ کر خدمت سر انجام دی ہے اہل سنت و الجماعت آپ کا بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔

۲۔ آپ نے اہل سنت و الجماعت کی ترجمانی کر کے ہمیں خوشی کا موقع بخشا ہے۔ اسی طرح اگر آپ ”خلافت و ملوکیت“ میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین پر لگائے گئے الزامات پر بھی ایک مقالہ قلم بند کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔

۳۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ اب صرف اسلام کے نام پر مسلمانوں کو اکٹھا نہیں کیا جا سکتا بلکہ اہل السنت والجماعت کی طاقت کو منتظم کرنے کے لیے ضرورت ہے کہ اہل سنت کی حقانیت پر مقالے لکھے جائیں اور اس عنوان کو زندہ کیا جائے۔ امید ہے کہ یہ تجویز آپ پسند کریں گے۔ فقط والسلام

عبدالوحید حنفی چکوال

مسلک کے ترجمان نہیں ہو سکتے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جوابی مکتوب گرامی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
بنام عبدالوحید حنفی

۷۸۶

مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گرامی نامہ موصول ہوا۔ مضمون کی پسندیدگی کا شکریہ۔ حضرت عثمانؓ سے متعلق حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہم نے اپنی کتاب "براءتِ عثمان" میں تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔

احقر کے نزدیک وہ کافی ہے۔ مجھے اور ضروری کام درپیش ہیں۔ اس لیے میرے لیے اس موضوع پر مزید لکھنا مشکل ہے۔ اسلام کے مختلف گوشوں سے متعلق آپ نے مضامین شائع کرنے کی جو تجویز پیش کی ہے، ان شاء اللہ اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ والسلام

محمد تقی عثمانی

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

مودودی صاحب کا مذہب کیا ہے؟

پہلے مودودی صاحب غیر مقلد بنے

(۱) لکھتے ہیں: تقلید میرے نزدیک صاحب علم کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید بدتر چیز ہے۔[1]

مودودی صاحب نے نیا مذہب جو خود سمجھا بنایا

(۲) لکھتے ہیں: میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن و سنت سے ہی سمجھنے کی کوشش کی ہے۔[2]

مودودی صاحب نہ حنفی ہیں نہ اہل حدیث

(۳) لکھتے ہیں: میں نہ مسلک اہل حدیث کو صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت و شافعیت کا پابند ہوں۔ (رسائل و مسائل ص ۱۴۹ طبع دوم)

مودودی صاحب علماء میں شامل نہیں

(۴) مودودی صاحب لکھتے ہیں: مجھے گروہ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں۔ میں ایک بیچ کی راہ کا آدمی ہوں۔ اپنی بصیرت کی بنا پر نہ تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو۔[3]

---

1 رسائل و مسائل ج ۱ ص ۴۴ طبع دوم
2 روئیداد جماعت اسلامی ج ۳ ص ۱۰۲ طبع سوم مطبوعہ مارچ ۱۹۶۳ء
3 ترجمان القرآن ربیع الاوّل ۱۳۵۵ھ مطابق مئی ۱۹۳۶

مودودی صاحب کا دعویٰ کہ وہ بے داغ ہیں

مودودی صاحب کہتے ہیں:

میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں کہ میں نے ایک لفظ بھی خلاف حق نہیں کہا۔(رسائل ومسائل ج ا ص ۳، ۲ طبع دوم)

مودودی صاحب کا اپنی عفت کا دعویٰ

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

میرے رب کی مجھ پر عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا۔[1]

یہ تقریر جماعت اسلامی نے ٹریکٹ کی صورت میں بھی شائع کرکے پھیلائی۔اس میں انہوں نے اپنی پاک دامنی کا دعویٰ کیا۔

لیکن اس کے برعکس حضور ﷺ کے بارے میں اُن کا نظریہ کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

آں حضرت ﷺ کو حکم الٰہی

مودودی صاحب تفسیر بالرائے کرتے ہیں:

"اس ذات سے درخواست کرو کہ مالک اس ۲۳ سال کے زمانہ

---

[1] تقریر اجتماع جماعت اسلامی لاہور ۲۵/اکتوبر ۱۹۶۳ء۔ روزنامہ مشرق لاہور مطبوعہ ۲۶/اکتوبر ۱۹۶۳

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

خدمت میں اپنے فرائض ادا کرنے میں جو خامیاں اور کوتاہیاں مجھ سے سرزد ہو گئیں ہوں انہیں معاف فرمادیں۔"[1]

مودودی صاحب کا تنقیدی نشتر اور حضور ﷺ

مودودی صاحب نے غیر مقلد بن کر چوں کہ مودودی مذہب بنایا تھا اس لیے انہوں نے سب مذاہب سے الگ ہو کر غور و فکر سے جو مذہب بنایا اس میں آپ کا تنقیدی نشتر ہر ایک پر چلا۔ اور آں حضرت ﷺ جو اشرف المخلوقات ہیں، کے بارے میں مودودی صاحب نے سورۃ النصر کی تفسیر میں اپنی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" میں پہلے سورۃ اذا جاء نصر اللہ و الفتح...... کا ترجمہ لکھا:

"جب اللہ کی مدد آگئی اور فتح نصیب ہو چکی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد و ثنا اور اس سے درگزر کی درخواست کرو۔ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے"۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۵۶)

پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آیت میں نبی ﷺ سے اس موقع پر خطاب کیا گیا ہے۔ جب کہ ۲۳ سال مسلسل جدوجہد سے عرب میں اللہ کے دین کی تکمیل

[1] قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۵۷ طبع ۴۳

ہو چکی تھی۔ اسلام اپنی پوری تفصیلی صورت میں ایک اعتقادی و فکری، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور معاشی اور سیاسی نظام کی حیثیت سے عملاً قائم ہو گیا تھا اور عرب کے مختلف گوشوں سے وفد پر وفد آکر اس نظام کے دائرے میں داخل ہونے لگے تھے۔

اس طرح جب وہ کام تکمیل کو پہنچ گیا۔ جس پر محمد ﷺ کو مامور کیا گیا تھا تو آپ سے ارشاد ہوتا ہے کہ:

اس کارنامے کو اپنا کارنامہ سمجھ کر کہیں فخر نہ کرنے لگنا۔ نقص سے پاک بے عیب ذات اور کامل ذات صرف تمہارے رب کی ہے، لہٰذا اس کارِ عظیم کی انجام دہی پر اس کی تسبیح اور حمد و ثناء کرو اور اس ذات سے درخواست کرو کہ اس ۲۳ سال کے زمانہ خدمت میں اپنے فرائض کے ادا کرنے میں جو خامیاں اور کوتاہیاں مجھ سے سرزد ہو گئیں ہوں انہیں معاف فرمادیں"۔

مودودی صاحب نے اپنے بارے میں جو لکھا تھا آپ وہ پڑھ چکے ہیں اس کے بعد آں حضرت ﷺ کے بارے میں جو لکھا یہ تفسیر بالرائے اپنی طرف سے جو کی کہ:

"۲۳ سالہ زمانہ خدمت میں اپنے فرائض ادا کرنے میں جو کوتاہیاں اور خامیاں سرزد ہو گئی ہوں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس پر استغفار کرنے کا حکم دے رہے ہیں"۔(العیاذ باللہ!)

مودودی صاحب نے یہ ناپاک زہریلا تنقیدی نشتر اس ذاتِ قدسی صفات پر چلایا ہے جو امام کائنات ہیں اور سرور کون و مکاں ہیں، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین ہیں اور مقام محمود پر سرفراز اور قیامت میں خصوصی طور پر شفاعتِ کبریٰ کا استحقاق رکھتے ہیں اور یہ تحریر اس مودودی کے ناپاک قلم نے لکھی ہے جو کہ بقول ان کے نہ تو کسی کے مقلد تھے، اور نہ علماء کے گروہ میں شامل تھے۔ نہ وہ اہل حدیث اور حنفیت، شافعیت کے پابند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا ذہن تکبر کا شکار ہوا اور ان کا قلم لغزش کھا گیا اور وہ آقائے نامدار ﷺ پر آخر میں تنقید کا نشتر چلا گئے (نعوذ باللہ، استغفر اللہ!)

پھر علماء کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود ان الفاظ کے رجوع سے محروم ہو کر انتقال کر گئے۔ غور کریں یہ سب اس عقیدہ کا نتیجہ ہے جو کہ مودودی صاحب نے اپنی جماعت کے دستور میں اختیار کیا کہ رسولِ خدا ﷺ کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے۔...... کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔

حالاں کہ یہ اُن کا عقیدہ اور نظریہ قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ میں دی گئی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔

مودودی صاحب کے چند اعتراضات کا جواب

(ا) مؤرخ مودودی بھی سبائیوں کے راستہ پر چل پڑے

ہمارے دور میں مؤرخ مودودی نے بھی سبائی پارٹی کے اس اعتراض کو پھر دوہرایا اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی اتباع کے بجائے بلوائیوں اور سبائیوں کے راستہ پر چل پڑے۔ وہ اپنی کتاب خلافت و ملوکیت میں لکھتے ہیں:

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان (بنی اُمیہ) کے ساتھ دوسری رعایات کیں، جو عام طور پر لوگوں پر ہدف اعتراض بن کر رہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے افریقہ کے مالِ غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مروان کو بخش دیا۔"[1]

اصل حقیقت

فلسفۂ تاریخ کے امام، امام المؤرخین علامہ ابنِ خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہما نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ بھیجا۔

[1] خلافت وملوکیت ص ۱۰۶، ترجمان القرآن، جون ۱۹۶۵، ص: ۳۴

ناشتراہ مروان بن الحکم بخمس مأتہ الف دینار

و بعض الناسی یقولون المطاہ و لا یصح

جسے مروان نے پانچ لاکھ دینار پر خرید لیا اور یہ رقم بیت المال میں جمع کرادی اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو بخش دیا تھا یہ صحیح نہیں۔[1]

مؤرخ مودودی نے یہ جسارت ابن سعد، ابن اثیر (رحمہم اللہ) کو آڑ بنا کر کی ہے۔ ابن اثیر تو مأخذ نہیں ہے۔ وہ تو خود ناقلین میں سے ہے۔

اور ابن سعد کی روایت میں اول تو ۵ لاکھ دینار کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔ مطلق خمس کا ذکر ہے۔ پھر یہ روایت واقدی کی ہے اور واقدی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

واقدی کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ کذّاب تھا۔ امام داؤدؒ فرماتے ہیں کہ وہ جعلی حدیثیں بناتا ہے۔ بہر حال مودودی صاحب کے اتنے بڑے بہتان کی بنیاد واقدی کی روایت ہے جو کہ کذاب ہے۔

افریقہ کے خمس کا واقعہ

علامہ ابن خلدون (المولود ۷۳۲ھ المتوفی ۸۰۸) لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین عثمانؓ کے مخالفوں نے ایک یہ الزام بھی قائم کیا تھا

[1] تاریخ ابن خلدون ج ۲، ص ۱۲۹، مؤلفہ ابن خلدون، عادلانہ دفاع، ص ۳۹ مؤلفہ نور الحسن شاہ

کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دے دیا ہے۔
اور صحیح یہ ہے کہ مروان نے اس کو پانچ لاکھ کی قیمت دے کر خرید لیا تھا اور امیر المؤمنین عثمانؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کرادی تھی۔[1]

(۲) مؤرخ مودودی کو اندیشہ تھا کہ شاید دنیا ابنِ سعد کی اس راویت کے متعلق مطلع ہو جائے کہ اس کا راوی محمد بن عمرو واقدی ہے تو کون اس کا اعتبار کرے گا لہٰذا آپ لکھتے ہیں:

"اس کی تائید ابن جریر طبری کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ افریقہ میں عبداللہ بن سعد بن سرح نے وہاں کے بطریق سے تین سو قنطار خالص سونے پر مصالحت کی تھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ رقم الحکم یعنی مروان بن حکم کے باپ کے خاندان کو عطا کر دینے کا حکم دیا۔"[2]

مگر اتفاق کی بات یا مقدر کی شومی کہ طبری کی اس روایت کا راوی بھی واقدی ہے۔ مودودی صاحب جسے طبری کا بیان فرما رہے ہیں۔
وہ طبری کا بیان نہیں بلکہ واقدی کا بیان ہے۔
واقدی نام آجانے کے بعد روایت کو دیکھنے اور اس پر غور کرنے کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

---

[1] تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، رسول اور خلفائے رسول ﷺ، ص:۳۴۲
[2] ترجمان القرآن، اکتوبر ۱۹۶۵ء، ص ۵۰، بحوالہ طبری، ج ۳، ص ۳۱۴

ضرورت تو باقی نہیں رہتی تاہم روایت کا آخری جملہ ملاحظہ ہو:

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے استاذ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خاندانِ حکم کو وہ سونا دینے کا حکم دیا تھا؟

قُلْتُ اولِمَرْوَان؟قَالَ لَا اَدْرِیْ!

یا مروان کو دینے کا؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

غور فرمایئے! اس لا ادری (میں نہیں جانتا) کے بعد اس روایت کی کیا قیمت باقی رہ جاتی ہے؟ جب راوی کو یہ علم ہی نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کس کے متعلق حکم دیا تھا تو وہ کس بنیاد پر کہہ رہا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سونا آلِ الحکم کو دینے کا حکم فرمایا۔

سبائیوں کی تائید میں مودودی صاحب کی دیانت کا اندازہ کریں کہ انہوں نے وہ روایت تو نقل کر دی جس سے حضرت امام مظلوم رضی اللہ عنہ کی امانت و دیانت مجروح ہوتی ہے، لیکن روایت کا وہ آخری جملہ نقل ہی نہیں کیا، جس سے یہ پوری روایت ہی مجروح ہو کر رہ جاتی ہے؟

(۲) حقیقتِ حال

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مفسد سبائیوں کے اس الزام کی حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماعِ عظیم میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر خود حمد و ثناء کے بعد بیان فرمائی:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہتے ہیں کہ میں اپنے اہل خاندان سے محبت کرتا ہوں اور ان کو عطیات دیتا ہوں۔

فاما حبی فانه لم یملی معهم علی جور، بل احمل الحقوق علیهم واما اعطاؤهم فانی ما اعطیهم من مالی ولا استحل اموال المسلمین لتفسی ولا لاحدمن الناس. [1]

لیکن ان کے ساتھ میری محبت نے مجھے ظلم وجور پر مائل نہیں کیا۔ بلکہ میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں اور میرا اپنے اقارب کو عطیات دینا! سو جو کچھ میں نے اُن کو دیا، اپنے ہی مال سے دیا۔ مسلمانوں کا مال نہ میں اپنے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ ہی کسی اور کے لیے۔"

دیکھئے! امام عالی مقام نے خود وضاحت کر دی ہے اور سبائیوں کے الزام کا جواب دے دیا ہے اور مودودی صاحب کے اعتراض کا جواب بھی آگیا ہے۔ لیکن وہ حضرت عثمانؓ کے وضاحتی بیان کو نظر انداز کر گئے۔

مؤرخ مودودی نے اپنے اس بہتان و افتراء کے لیے کنزالعمال اور طبقات ابن سعد کا سہارا لیا ہے۔ مگر قارئین کرام یہ معلوم کرکے یقیناً حیران ہوں گے کہ ابن سعد کی بھی یہ روایت مشہور بدنام اور شہرہ آفاق دروغ گو محمد بن عمر واقدی کی ہے۔ جس کو محدثین نے کذاب راویوں

[1] طبری، ج:۳، ص:۳۸۵

میں شمار کیا ہے۔

(۱) واقدی کے بارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واقدی کی تمام تصانیف جھوٹ کا انبار کتب سیرت کی اکثر بیہود روایتوں کی سرچشمہ انہیں کی تصانیف ہیں۔[1]

(۲) امام الحافظ محدث شمس الدین ذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

ھو کذاب یقلب الاحادیث

واقدی کذاب ہے۔ احادیث میں الٹ پھیر کرتا ہے۔

(۳) ابن مدینی کہتے ہیں: واقدی حدیث وضع کرتا ہے۔ اس نے تیس ہزار حدیثیں روایت کی ہیں غریب (مجروح) ہیں۔

(۴) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واستقر الاجماع وھن الواقدی.

(واقدی کے ضعف پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔)[2]

(۵) امام نسائی کہتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے چار شخص مشہور ہیں:

مدینہ میں ابراہیم بن ابی یحییٰ

---

[1] سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ: علامہ شبلی نعمانی، جلد: ششم، ص: ۳۳۰

[2] میزان الاعتدال، مطبوعہ مصر، ج: ۳، ترجمہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی

بغداد میں واقدی

خراسان میں مقاتل

شام میں محمد بن سعید

(۶) ابن مدینی فرماتے ہیں ان کے پاس ۲۰ ہزار حدیثیں ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔

(۷) امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔ واقدی حدیث بناتا ہے۔

(۸) امام شافعی سے منقول ہے کہ مدینہ میں سات آدمی سند میں وضع کیا کرتے تھے واقدی بھی انہی میں تھا۔[1]

(۹) علامہ علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) کذابین کی وضع کردہ روایات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

و من ذالک الاحادیث فی ذم معاویہ و ذم عمرو بن العاص و ذم بنی امیہ و مدح المنصور و اسفاح و کذا ذم یزید والولیدو مروان بن الحکم[2]

اور انہی موضوعات میں سے ہیں وہ احادیث جو حضرت معاویہ حضرت عمرو بن العاص بنو اُمیہ کی مذمت اور منصور اور سفاح (بنو عباس) کی مدح میں ہیں۔ اور اسی طرح یزید، ولید، اور مروان

---

[1] سیر الصحابۃ، ج ۱، جز ۱ المہاجرین، ص ۱۴

[2] لموضوعات الکبیر، مطبوعہ حیدر آباد، دکن، ص: ۱۶۱

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

بن الحکم کی مذمت میں جو احادیث ہیں سب موضوع ہیں۔[1]

مودودی صاحب کے اعتراضات کی حقیقت

مودودی صاحب حضرت عثمانؓ کی اتباع کے بجائے ان پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے درپے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں، جو عام طور لوگوں میں ہدفِ اعتراض بن کر رہیں۔

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معزول کر کے انہوں نے کوفے کی گورنری پر اپنے ماں جائے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر فرمایا۔

(۲) اور اس کے بعد یہ منصب اپنے ایک عزیز سعید بن عاصؓ کو دیا۔

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری کو بصرے کی گورنری سے معزولی کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبد اللہ بن عامر کو ان کی جگہ مقرر کیا۔

---

[1] موضوعاتِ کبیر، مؤلفہ: علامہ علی قاری حنفی

خادم اہلسنت عبد الوحید

(۴) حضرت عمرو بن عاصؓ کو مصر کی گورنری سے ہٹا کر اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر کیا۔

(۵) حضرت معاویہؓ، سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی گورنری میں دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا۔

(٦) پھر اپنے چچازاد بھائی مردان بن الحکم کو انہوں نے سیکرٹری بنا لیا۔ جس کی وجہ سے سلطنت کے پورے در و بست پر اس کا اثر و نفوذ قائم ہو گیا۔ اس طرح عملاً ایک ہی خاندان کے ہاتھ میں سارے اختیارات جمع ہو گئے۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۷)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مودودی صاحب نے پوری تاریخ کی چھان بین کے بعد چھ اعتراضات تحریر کیے ہیں۔

یہ وہ الزامات ہیں جو حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی زندگی میں ابھی وجود میں نہیں آئے تھے۔ بلکہ وہ سبائی جن کا وجود ہی اس لیے عمل میں آیا تھا کہ جھوٹے الزامات وضع کر کے امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر لگایا کریں ان کی زبان سے بھی یہ الزامات نہیں سنے گئے۔

ان الزامات کو وجود ملا ہے مامون عباسی شیعہ معتزلی کے زمانے میں ان کے قاضی محمد بن عمرو اقدی کی زبان سے چناں چہ ان الزامات کا تذکرہ واقدی کی روایتوں میں آپ کو ملے گا۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ پر ان کی زندگی میں الزام لگانے والے صرف سبائی تھے۔ سبائیوں نے ساڑے گیارہ سالہ بھرپور تگ و دو کے بعد جن الزامات پر مشتمل ایک طویل فہرست تیار کی۔ اس کے بارے میں مودودی صاحب فرماتے ہیں:

"جنہوں نے حضرت عثمان کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست مرتب کی جو زیادہ تر بالکل بے بنیاد یا ایسے کمزور الزامات پر مشتمل تھی جن کے معقول جوابات دیے جاسکتے تھے اور بعد میں دیے بھی گئے" (خلافت وملوکیت ص ۱۱۷)

(۲) مودودی صاحب نے سبائی فتنے کے بارے میں لکھا ہے:

اس تحریک کے علم بردار مصر، کوفہ اور بصرے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے باہم خط و کتابت کر کے خفیہ طریقے سے یہ طے کیا کہ اچانک مدینہ پہنچ کر حضرت عثمانؓ پر دباؤ ڈالیں..... پھر باہمی قرارداد کے مطابق یہ لوگ جن کی تعداد دو ہزار سے زائد نہ تھی، مصر، کوفہ اور بصرہ سے بیک وقت مدینہ پہنچے یہ کسی علاقے کے نمائندہ نہ تھے۔ بلکہ ساز باز سے انہوں نے اپنی ایک پارٹی بنائی تھی"۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۱۷)

گویا مودودی صاحب کو یہ اعتراف ہے کہ ان سازشیوں کا اُمت میں کوئی حامی موجود نہیں تھا۔ یہ سازشی تو مذکورہ بالا فہرست لے کر

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

رجب ۳۵ھ میں پہلی بار جب مدینہ آئے تو اس کا جواب حضرت علیؓ المرتضٰی نے دے دیا۔

حضرت علیؓ نے سبائیوں کا جواب دیا

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

انه ناظرهم فی عثمان

حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی حمایت میں ان مصری سبائیوں سے مباحثہ بھی فرمایا۔

اُن سے دریافت کیا کہ انہیں حضرت عثمانؓ پر کیا اعتراض ہیں؟

انہوں نے کہا: .... اور آپ (عثمانؓ) نے نوجوان (امویوں) کو حاکم مقرر کیا ہے۔

و انه اعطی بنی امیه اکثر الناس

اور آپ نے بنو امیہ کو لوگوں سے زیادہ عطا کیا ہے۔

فاجاب عَلِیٌّ

پس حضرت علیؓ نے ایک ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

رہا آپ کا نوجوانوں کو حاکم بنانا،

فلم یول الا رجلا سویا عدلا

سو آپ نے مرد کامل، عادل کے سوا کسی کو حاکم نہیں بنایا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے عتابؓ بن اُسید[1] (اموی) کو مکہ کا حاکم بنایا تھا، حالاں کہ ان کی عمر بیس سال کی تھی۔

رہا ان کا اپنی قوم بنی اُمیہ کو ترجیح دینا،

فقد كان رسول الله ﷺ يؤثر قريشا على الناس

سو حضور ﷺ بھی قریش کو لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔[2]

حضرت علی المرتضیٰ کی طرف سے جواب

مودودی صاحب فرماتے ہیں:

"جب یہ مدینہ کے باہر پہنچے تو حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو انہوں نے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی مگر تینوں بزرگوں نے ان کو جھڑک دیا اور حضرت علیؓ نے ان کے ایک ایک الزام کا جواب دے کر حضرت عثمانؓ کی پوزیشن صاف کی۔"[3]

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

معلوم ہوا کہ صحابہ یا تابعین کو حضرت عثمانؓ سے کوئی اختلاف یا اعتراض ہوا ہی نہیں! امیر المومنین حضرت عثمانؓ کا معمول یہ تھا کہ اہم امور میں صحابہؓ سے مشاورت فرماتے تھے۔ رجب ۳۵ھ کی آمد پر

---

[1] عتاب بن اُسید (اموی) طلقاء میں سے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ حضور ﷺ نے انہیں مکہ کا گورنر بنا دیا۔ حضور ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ نے بھی اور فاروق اعظمؓ نے بھی حضرت عتاب بن اُسید کی وفات تک مکہ کا گورنر رکھا۔

[2] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۷۱

[3] ابو الاعلیٰ مودودی، خلافت وملوکیت ص ۱۱۷

حضرت علیؓ المرتضیٰ اور صحابہؓ نے ان کو مطمئن کر کے واپس کر دیا تھا۔

دو ماہ بعد شوال ۳۵ھ میں دوبارہ آمد پر امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے خلاف ان کی زبان پر کوئی شکایت نہیں، کوئی الزام، کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیوں کہ جو الزامات انہوں نے جوڑ توڑ کر کے ترتیب دیے تھے، وہ تو حضرت علیؓ ہی نے صاف کر دیے تھے۔ مزید وہ الزام کہاں سے لاتے؟۔ لہٰذا اس خروج میں انہوں نے بڑا ہی معصومانہ انداز اپنایا ہے۔ وہ کہنے لگے: ہم حج کے ارادے سے سفر کر رہے ہیں۔ مدینہ کا راستہ اس لیے اختیار کیا کہ ہم ایک عامل کی تبدیلی چاہتے ہیں۔

الزام لگانے والے پورے عالم اسلام میں صرف یہی سبائی لوگ تھے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ الزام نہیں لگائے، جن کا مودودی صاحب ذکر کر رہے ہیں۔

خادم السنّۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

کیونکہ زمینی حقائق میں ان الزامات کی کہیں گنجائش نہیں تھی۔ اس لیے انہوں نے ایسے الزامات تجویز کیے جو چل سکتے تھے لیکن وہ بھی جھوٹے ثابت ہوئے۔

لیکن واقدی صاحب مؤرخ کا زمانہ دو صدی بعد کا ہے۔ اس وقت زمینی حقائق کس کو یاد تھے۔ موقع کا کوئی عینی شاہد زندہ نہ تھا۔ اس لیے مؤرخ ابو مخنف اور واقدی نے اپنے حسب منشا کہانیاں اختراع کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیں۔ لیکن زمینی حقائق ابو مخنف، واقدی اور

مودودی کے حقائق کو مسترد کرتے ہیں۔

مودودی الزام

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

"پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کے رہیں۔

الجواب: زمینی حقائق یہ ہیں کہ جب حضرت عثمان خلیفہ بنے حضرت کے قبیلہ بنوامیہ کے تین فرد اقتدار میں تھے۔

(۱) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ (۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ (۳) حضرت سعید بن عاصؓ

ان میں سے دو حضرت امیر معاویہؓ اور ولیدؓ بن عقبہ، حضور ﷺ کے مقرر کیے ہوئے تھے۔ صدیقیؓ اور فاروقیؓ دور میں بھی یہ ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔

تیسرے سعید بن عاصؓ کو فاروق اعظمؓ نے دمشق سے بڑے اہتمام سے بلایا۔ بڑا اکرام کیا اور جنگ کے ایک محاذ پر سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ وہاں سے حضرت عثمانؓ نے ان کا کوفے تبادلہ کر دیا اور یہ تبادلہ اہل کوفہ کی ٹھیک مرضی کے مطابق تھا۔ اور کوفہ والوں کا وفد مدینہ سے خود ان کو ساتھ لے کر کوفہ گیا۔

انہیں لوگوں نے جب چار سال بعد کہا کہ سعیدؓ نہیں چاہیے بلکہ ابو موسیٰ اشعریؓ چاہیے۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ''ہم نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو تمہارا امیر بنا دیا''۔

مودودی صاحب کو یہ تو یاد ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی کو بصرے کا امیر بنا دیا لیکن یہ ان کی نگاہ میں نہیں کہ اپنے بھتیجے سعیدؓ بن عاص کو معزول کر کے ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا امیر بنا دیا۔

عاملین کے عزل و نصب کا معاملہ فاروق اعظمؓ کے دور میں امیر المومنین کی صوابدید پر ہوتا تھا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان کے دور میں مقامی لوگوں کی صوابدید پر ہوتا تھا۔ یعنی جس کو چاہیں گے اس کو امیر بنا دیا جائے گا۔ چناں چہ فاروق اعظمؓ نے اپنی صوابدید پر جب

(۱) خالدؓ بن ولید کو معزول کیا۔

(۲) مثنیٰ بن حارثہؓ کو معزول کیا۔

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معزول۔

ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ سے معزول کیا۔

کیوں معزول کیا؟ امیر المومنین کی صوابدید ہے۔ کیوں کہ وہ خلیفہ الرسول ہیں۔ تو کیا ان کی صوابدید پر بھی اعتماد نہ کیا جائے؟ یہی وجہ ہے

خادم اہل السنۃ حافظ عبد الوحید الحنفی

کہ فاروق اعظمؓ کی صوابدید پر کسی کو اعتراض نہیں۔ عزل نصب میں حضرت عثمانؓ کا امتیاز یہ تھا کہ وہ امیر مقرر کرتے وقت اس بات کا پورا خیال رکھتے تھے کہ وہ لوگ کسے چاہتے ہیں۔

اگر کسی جگہ کے لوگ یہ مطالبہ کریں کہ ہمیں فلاں امیر منظور نہیں تو اس کو وہاں سے ہٹا لیتے۔ جس کو وہ چاہتے اس کو امیر مقرر کر دیتے۔

(۲) چناں چہ حضرت عبد اللہ بن ابی سرح افریقہ کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے امیر تھے اور یہ بہت بڑا عہدہ تھا۔ لیکن جب اتنی بڑی بڑی فتوحات کے انعام میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے وعدہ کے مطابق مال غنیمت کے خمس کا خمس (پانچواں حصہ) اپنے لیے وصول کیا تو لوگوں کو اس پر اعتراض ہوا اور ان کا وفد امیر المومنین کے پاس پہنچا۔ امیر المومنین نے کہا: یہ خمس کا پانچواں حصہ افریقہ کے فتح کے انعام میں اسے میں نے دیا تھا لیکن اگر آپ لوگ راضی نہیں تو واپس لے کر آپ میں تقسیم کر دیا جائے گا، لوگ خوش ہو گئے۔ پھر کہا ہمارا امیر بھی کوئی اور مقرر کر دیں؟۔ امیر المومنین نے کہا ٹھیک ہے۔

لہٰذا عبد اللہ بن سرحؓ کو خط لکھا کہ خمس کا پانچواں حصہ انعام والا چوں کہ یہ لوگ خوش نہیں اس لیے وہ مستحقین میں تقسیم کر دیں اور کوئی ایسا شخص جو آپ کو بھی پسند ہو اور لوگوں کو بھی پسند ہو، اسے چارج دے کر تم مصر واپس آ جاؤ۔ عبد اللہ بن سرحؓ مصر میں فاروق اعظمؓ کی طرف سے

پہلے الصعید پر عامل تھے۔ لہٰذا اسی عہدے پر واپس لوٹ آئے۔

(۳) حضرت عمروؓ بن عاص کا قصہ

مصر میں حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن عاص فاتح مصر (گورنر) امیر تھے۔

عبد اللہ بن سبا نے اپنے کارندوں سے کہا کہ عمروؓ بن عاص کے ہوتے ہوئے ہماری دال نہیں گلے گی یعنی سازش نہیں چلے گی۔ عرب کی اس مضبوط چٹان کو توڑنا ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی تدبیر کی جائے کہ عبد اللہ بن سرح کو امیر بنوایا جائے اور عمرو بن عاصؓ سے گلو خلاصی کرائی جائے۔ اہل مصر کی خواہش پر حضرت عثمانؓ نے یہ تقرر کر دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الواحد حنفی

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص کوفے کے امیر تھے

فاروقی دورِ خلافت میں اشرار کوفہ ایک طویل شکایت نامہ لے کر فاروق اعظمؓ کے دربار میں پہنچ گئے تھے اس وقت حضرت سعد کسریٰ کے خلاف جنگ قادسیہ میں کمان کر رہے تھے، فاروق اعظمؓ نے ان کی شریرانہ حرکت پر تنبیہ بھی فرمائی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ تمہاری درخواست قبول کی جاتی ہے۔

انکوائری کے لیے حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت سعدؓ کو بلایا تھا۔

انکوائری میں تمام الزامات جھوٹ ثابت ہوئے تھے۔

امیر المومنین نے فرمایا: میرا پہلے سے آپ کے بارے میں یہی گمان تھا۔ انکوائری اس لیے کی تاکہ شریران کوفہ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری درخواست کو قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا۔

اس کے باوجود فاروق اعظمؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو اہل کوفہ کے شر سے بچانے کے لیے کوفہ کی امارت سے معزول فرمایا اور ان کی جگہ عمارؓ بن یاسر کو امیر مقرر فرمایا۔ پھر یہ وصیت فرمائی کہ میرا جانشین حضرت سعدؓ کو عامل بنائے کیوں کہ میں نے کسی ناراضگی کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی بصرے والوں کی طرف سے معزولی کا مطالبہ ہوا تھا جس میں ان کی شان عالی میں بصرے والوں نے نہایت گھٹیا پن کا مظاہرہ کیا اور یہاں تک بکواس کی گئی کہ کسی دودھ پیتے قریشی بچے کو دودھ چھڑوا کر ہمارا امیر بنادو وہی ان کا نعم البدل ثابت ہو گا۔

کیا اس کے بعد بھی امیر المومنین حضرت موسیٰ اشعریؓ کو بصرے کا امیر باقی رکھتے؟ یہ بھی کسی ناراضگی کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا۔ پھر اپنے بھتیجے سعید بن عاصؓ کو کوفہ کے لوگوں کی خواہش پر معزول کر کے اہل کوفہ کی خواہش پر ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا امیر بنادیا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

پے در پے بڑے بڑے عہدے عطا کیے جانے میں مودودی صاحب نے انہیں مذکورہ چار افراد کا ذکر کیا ہے۔ جس کی حقیقت حال یہ ہے جو عرض کر دی گئی ہے۔ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے قبیلہ اور رشتہ داروں کو پے در پے بڑے بڑے عہدے عطا کیے۔ وہ رشتہ دار کون ہیں؟

وہ صرف حضرت علیؓ المرتضیٰ کی سگی پھوپھی کے نواسے جو حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامرؓ صحابی رسول ہیں۔ اس ایک کے سوا تاریخ کسی دوسرے کا نام نہیں بتاتی جو امیر المومنین کا رشتہ دار ہو۔ اور امیر المومنین نے اسے عہدہ دیا ہو۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

مودودی صاحب واقدی کے چکر میں آ گئے

طبقات ابن سعد میں واقدی کذاب کی روایت ہے:

قال اخبرنا بن عمر قال حدثنی محمد بن عبداللہ عن الزھری قال لما ولی عثمان اثنتی عشر سنۃ امیر یعمل ست سنین لا یتقم الناس علیہ شیاء و انہ لاحب الی قریش بن عمر بن الخطاب لان عمر کان شدیدا علیھم فلما ولی عثمان لان لھم و وصلھم ثم توانی فی امرھم و استعمل اقربائہ و اھل بیتہ فی الست الاواخر و کتب لمروان بخمس مصر و اعطی اقرباء المال و تاول فی ذلک الصلۃ التی امر اللہ بھا

و اتخذ الاموال و استسف من بیت المال وقال ان ابابکر و عمر ترکا من ذلک ماھو لھمه وانی اخذته فسمته فی اقربائی فانکر الناس علیه ذلک[1]

ترجمہ: واقدی زہری کے حوالے سے روایت کرتے کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو وہ بارہ سال حکمران رہے۔ پہلے چھ سال ان کا عمل ایسا رہا کہ لوگوں کا ان پر کوئی اعتراض نہ تھا اور وہ قریش کو عمرؓ بن خطاب کی نسبت زیادہ محبوب تھے اس لیے کہ حضرت عمرؓ بہت سخت تھے۔

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو وہ ان کے لیے بہت نرم تھے۔ اور ان سے صلہ رحمی کرتے تھے پھر ان کے معاملے میں لاپرواہی ہونے لگی۔ اور آخری چھ سالوں میں اپنے رشتہ داروں اور افراد خانہ کو عہدے دیے اور مردان کو مصر کا خمس دیا اور اپنے رشتہ داروں کو مال دیا اور اس بارے میں تاویل یہ کی کہ یہ وہ صلہ رحمی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور مال بنائے اور بیت المال سے قرضے لیے اور کہا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ اپنا وہ حق جو بیت المال میں تھا چھوڑ دیتے تھے اور میں وہ حق وصول کر کے اپنے رشتہ داروں میں

[1] طبقات بن سعد ج ۳ ص ۴۷۔ دار المکتب العلمیہ بیروت)

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

تقسیم کر دیتا ہوں اس بات کو لوگوں نے ان کا فعل بد قرار دیا۔[1]

اسی روایت سے مودودی صاحب اور دوسرے مؤرخین چکر میں آ گئے اور وہ اس کو صحیح سمجھ بیٹھے۔

حالاں کہ واقدی کی یہ روایت سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے۔ کیوں کہ خلافت ذوالنورینؓ کے آخری چھ سالوں میں کسی طرح کی کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی، صرف خلافت کے آخری چھ سات ماہ کے دوران سوائے سبائی اوباشوں کے عالم اسلام کا ایک فرد بھی شکایت کرنے والا نہیں تھا۔

مودودی صاحب نے واقدی ہی کی روایت کے الفاظ تبدیل کر کے مزید جھوٹ ملائے۔ مثلاً

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

واقدی نے لکھا:

انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو عہدے دیے۔

مودودی صاحب لکھ دیا:

انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے۔

مودودی صاحب نے اس میں دو لاحقے لگا کر اس کو بنا دیا:

پے در پے اور بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔

---

[1] طبقات ابن سعد

حقیقت: یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے اپنے بارہ سالہ دور خلافت میں اپنے کسی رشتہ دار کو سوائے عبداللہ بن عامر کے کوئی چھوٹا بڑا عہدہ دیا ہی نہیں۔

عاملین حضرت عثمانؓ بن عفان

#	جگہ	نام	#	جگہ	نام
۱	مکہ	عبداللہ بن حضرلی	۱۴	اردن	ابوالاعور بن سفیان سلمہ
۲	جند	عبداللہ بن ابی ربیعہ	۱۵	حمص	عبدالرحمن بن خالد
۳	مصر	عبداللہ بن ابی سرح	۱۶	فلسطین	علقمہ بن حکیم کنعانی
۴	تنسرین	جریر بن عبداللہ	۱۷	سواد عراق	جابر بن عمر مزنی
۵	سمندر	عبداللہ بن قیس فرازی	۱۸	سواد عراق	بسماک انصاری
۶	ماہ	مالک بن حبیب	۱۹	آذر بائیجان	اشعث بن قیس
۷	صغاء	یعلیٰ بن امیہ	۲۰	ھمدان	نیر
۸	اصفہان	سائب بن اقرع	۲۱	دی	سعید بن قیس
۹	امورِ حرب	قعقاع بن عمرو	۲۲	بیت المال	عقبہ بن عامر
۱۰	طائف	قاسم بن ربیعہ شققی	۲۳	حلوان	عتیبہ بن نہاس
۱۱	بصرہ	عبداللہ بن عامر	۲۴	صاسبدان	حنیس
۱۲	کوفہ	ابوموسیٰ اشعری	۲۵	محکمہ قضاء	ابودرداء
۱۳	شام	معاویہ بن ابی سفیان	۲۶	محکمہ قضاء	زید بن ثابت

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت کے وقت عاملین کی کل تعداد

چھبیس (۲۶) ہے۔ (ابن جریر طبری ج۲ ص ۶۹۳)

ان چھبیس عاملین میں امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار صرف تین ہیں۔ (۱) عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح (۲) عبداللہؓ بن عامر (۳) حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ۔

ان ۲۶ عاملین میں صرف دو عامل بنو امیہ خاندان سے ہیں۔ اور ان دو میں سے حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے مقرر نہیں کیا بلکہ وہ نبی ﷺ کے زمانے سے مسلسل چلے آرہے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن ابی سرح امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی ہیں۔ دونوں نے کسی ایک خاتون کا دودھ پیا ہے۔ خاندانی رشتہ نہیں ہے۔

(۲) عبداللہ بن عامر ماموں زاد بھائی ہیں۔

(۳) حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ چچازاد بھائی ہیں۔ ان دونوں سے ایسے ہی قریبی رشتہ حضرت علیؓ کا بھی ہے۔

خلفائے ثلاثہؓ کا معمول یہ رہا ہے کہ جن عاملین کو نبی ﷺ نے مقرر فرمایا انہیں ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ نے کسی ایک کو بھی برطرف نہیں کیا۔ سوا اس کے کہ کسی درخواست پر کسی کی برطرفی یا تبادلہ عمل میں آیا ہو۔

حضور ﷺ کے مبارک دور میں بنی امیہ میں سے آپ ﷺ کے حسبِ ذیل عامل ہیں:

(۱) عثمانؓ بن عفانؓ
(۲) معاویہ بن سفیانؓ
(۳) یزید بن ابی سفیانؓ
(۴) ابوسفیانؓ بن حرب
(۵) عتابؓ بن اُسید
(۶) ولیدؓ بن عقبہ
(۷) خالدؓ بن سعید بن العاص
(۸) عمروؓ بن سعید بن عاص
(۹) ابانؓ بن سعید بن عاص
(۱۰) سعیدؓ بن سعید بن العاص

اتنے عامل آپ ﷺ نے کسی اور خاندان سے نہیں لیے۔

مذکورہ دس عاملین میں سے حضرت سعیدؓ بن سعید بن العاص طائف میں شہید ہو گئے۔ باقی نو عامل حضرت ابو بکرؓ صدیق خلیفہ اول کو ملے۔ خلیفہ اول نے ان نو میں سے کسی کو برطرف نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے اعتراض کیا۔

۱۳ ہجری جنگ اجنادین میں (۱) خالدؓ بن سعید (۲) عمروؓ بن سعید (۳) ابانؓ بن سعید بن العاص کے بیٹے تینوں بھائی شہید ہو گئے۔ اور حضرت عتابؓ بن اُسید وفات پا گئے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان اکابر کی شوریٰ میں شامل ہو گئے۔ لہٰذا اموی عاملین سے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فاروق کو چار عامل ملے۔

(۱) ولیدؓ بن عقبہ
(۲) ابوسفیانؓ بن حرب

(۳)یزیدؓبن ابوسفیان (۴)معاویہؓبن ابی سفیان

اور پانچویں کا انہوں نے خود اضافہ کیا، یعنی بنو اُمیہ کے مایہ ناز سپوت حضرت سعیدؓبن عاص۔

سعیدؓ کے والد العاص بن سعید بن العاص بدر میں قریش کے لشکر میں تھے اور مارے گئے تھے۔

اس وقت ان کے بیٹے سعید کی عمر چند ماہ تھی۔ اپنے چچا ابان کی گود میں پلے۔ ابان نے حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ سعیدؓ کی عمر اس وقت پانچ سال تھی۔

نبی ﷺ کی وفات کے وقت اُن کی عمر نو سال تھی۔ قریش کے یہ مایہ ناز سپوت رومیوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھے۔ حضرت فاروقؓ نے شام سے بلایا اور پوچھا: شادی کی ہے؟ سعیدؓ نے کہا: نہیں۔ حضرت عمرؓ فاروق نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کرائیں اور پھر طبرستان میں امیر جہاد بنا کر بھیجا۔

حضرت ابوسفیانؓ بن حرب اپنے سارے کنبے کو لے کر رومیوں کے خلاف میدان جنگ میں اترے ہوئے تھے۔ ۳۱ھ میں حضرت ابوسفیانؓ وفات پا گئے۔

(۲) یزیدؓ بن ابی سفیانؓ بھی ۱۷ھ میں وفات پا گئے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ ذوالنورین خلیفہ سوم کو خلافت فاروقی سے بنو امیہ کے چار

عامل ملے۔ یعنی:

(۱)معاویہؓ بن ابی سفیان (۲)سعیدؓ بن العاص

(۳)ولیدؓ بن عقبہ (۴)ابو سفیانؓ بن حرب

۳۱ھ میں ابوسفیانؓ بن حرب وفات پا گئے۔ ان میں سے ولیدؓ بن عقبہ ۳۴ھ میں اشرار کوفہ کی شرارت کے باعث معزول کیے گئے۔

لہٰذا اوپر سے وراثت میں آنے والے اموی عاملین سے حضرت عثمانؓ کے پاس صرف ایک عامل حضرت امیر معاویہؓ باقی رہے۔

اور ایک عامل شریران بصرہ کی بد تمیزی پر جب ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرے سے معزول کیا گیا تو امیر المومنین نے اپنی صوابدید سے خاندان بنی امیہ کے حضرت عبداللہ بن عامرؓ کو امیر بصرہ بنا دیا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے فتوحات کے نئے ریکارڈ بنائے۔

عبداللہ بن عامرؓ ۳۲ھ میں طخارستان کی فتح کے بعد عمرہ پر گئے اور واپسی میں مدینہ شریف ٹھہر گئے۔ تاخیر کی وجہ سے بصرہ والوں کو اندیشہ ہوا کہ امیر المومنین کہیں عبداللہ بن عامرؓ کو برطرف نہ کر دیں۔ چنانچہ سبائی جب رجب ۳۵ھ میں پہلی بار مدینہ آئے تو انہوں نے باصرار یہ مطالبہ کیا کہ عبداللہ بن عامر کو بصرے واپس بھیجا جائے، انہیں معزول نہ کیا جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے اپنے بارہ سالہ دورِ

خادم اہل سنت حافظ عبدالغنی عبدالوحید

خلافت میں خاندان بنی امیہ سے سوائے ایک فرد عبداللہ بن عامر کے کوئی عامل نہیں لیا۔ اور یہ ایسے گورنر ہیں کہ سبائی بھی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر پر انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ اور عبداللہ بن عامر کے سوا بنو امیہ کے کسی اور فرد کو حضرت عثمانؓ بن عفان نے کبھی کوئی عہدہ دیا ہی نہیں۔

کیا مروان بن الحکم کو سیکرٹری بنایا؟

سیکرٹری کی اہم پوزیشن کا الزام بھی سراسر غلط ہے۔

عہد نبوتؐ کی طرح پوری خلافت راشدہؓ میں سیکرٹری کا کوئی باضابطہ منصب نہ تھا۔ نہ ہی حضرت عثمانؓ نے اس "اہم پوزیشن" پر حضرت مروان بن الحکم کو مامور کیا۔ اگر واقعی یہ کوئی منصب تھا تو ہمیں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سیکرٹری صاحبان کی نشاندہی کرائی جائے۔ جس طرح ان حضرات کے فرامین و مکاتیب ان کے اقرباء و معتمدین لکھ دیا کرتے تھے، اسی طرح حضرت عثمانؓ کے مکتوبات حضرت مروان لکھ دیا کرتے تھے۔ ورنہ نہ کوئی باضابطہ منصب تھا، نہ اس کا مشاہرہ تھا، نہ عزل و نصب۔

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ:

ان صاحب نے حضرت عثمانؓ کے اعتماد سے فائدہ اُٹھا کر بہت سے

کام ایسے کئے،.........

جواب: بہت سے نہیں، کوئی ایک کام ایسا بتا دیا جائے جو مروان نے حضرت عثمانؓ کی اجازت کے بغیر کیا ہو؟

خط کا جھوٹا افسانہ

مروان کی طرف سے خط کا جو افسانہ مشہور ہے، اس کے جواب میں خود حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس افسانہ کی حقیقت کھول کر رکھ دی ہے۔

جب آپ نے فرمایا:

اے اہل کوفہ اور اے اہل بصرہ! اہل مصر کو جو واقعہ پیش آیا، اس کا علم تمہیں کیسے ہو گیا؟ جب کہ تم کئی منزلیں سفر کر چکے تھے۔ پھر تم اکٹھے ہو کر کیسے آ گئے؟

وَاللّٰہِ اَمْرٌ اُبْرِمَ بِالْمَدِیْنَۃِ (طبری ج۳ ص۳۸۷)

خدا کی قسم! یہ سازش مدینہ میں کی گئی۔

یہ خط مروان نے نہیں لکھا تھا بلکہ یہ ساری سازش و شرارت سبائیوں کی تھی اور اس سازش و شرارت کا جواب حضرت علیؓ المرتضیٰ اور دوسرے صحابہؓ نے فرمایا:

اِنَّ مَا ھٰذَا اَمْرٌ اِتَّفَقْتُمْ عَلَیْہِ (البدایہ والنہایہ ج۷ ص۱۷۴)

یہ تو صاف تمہاری سازش ہے۔

حکم بن ابی العاصؓ

الحکم بن ابی العاصؓ بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے سگے چچا تھے اور آپ کا شجرہ نسب چوتھی پشت عبد مناف میں آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔

گویا کہ نسبی لحاظ سے بھی حضور ﷺ کی خاندانی برادری سے تھے اور مردان کے والد تھے۔

الحکم کا قبول اسلام

امام ذہبی تاریخ الاسلام میں فرماتے ہیں:

(۱) اسلم یوم الفتح

حکم بن ابی العاصؓ نے فتح کے دن اسلام قبول کیا۔[1]

(۲) امام ذہبی لکھتے ہیں:

قد رویت احادیث منکرہ فی لعنۃ لا یجوز الاحتجاج بہا

ترجمہ: حکم بن ابی العاصؓ پر لعنت کے بارے میں بہت سی منکر احادیث روایت کی گئی ہیں، جن کو دلیل بنایا جانا جائز نہیں ہے۔[2]

(۳) اسنادہ فیہ من یجھل (ایضاً ج ۲۔ ص ۳۶۷)

---

[1] تاریخ اسلام ذہبی خلفا ص ۳۶۶

[2] تاریخ اسلام ذہبی خلفا ۳۶۶

اس کی سند میں مجہول راوی ہیں، یعنی روایت صحیح نہیں۔

مجہول راوی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جسے کوئی نہیں جانتا، یعنی نہ جانے کون ہے؟

(۴) وقال ابن سکن یقال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا علیہ ولم یثبت ذٰلک (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۲ ص ۳۴۵)

ابن سکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس پر بددعا کی اور یہ بات ثابت نہیں ہے۔

(۵) ابن صحبر کہتے ہیں: اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے اور یہی روایت بیہقی نے الدلائل میں نقل کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی صرد بن صرد ہے اور وہ رافضی ہے۔

حاصل: حکمؓ بن العاص بن امیہ کے خلاف، روایات و احادیث الاصابہ اور تاریخ اسلام ذہبی میں ہیں۔

ان روایات کی سندوں کا دارومدار حسب ذیل الفاظ پر ہے:

"یُقَال" کہا جاتا ہے۔

"کَانَ فِیْمَا قِیْل" جیسا کہ کہا گیا ہے۔

"رُوِیَ" روایت کہا گیا ہے۔

"لم یثبت ذلک" یہ بات ثابت نہیں ہے

"وفی اسنادہ نظر" اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

سند میں ایک رافضی ہے۔

اسنادہ فیہ من یجھل۔

(۲) کہنے والا کون ہے؟ کس نے کہا ہے؟ نہ جانے کون ہے؟ گویا افواہ سنی گئی ہے۔ اس سے زیادہ اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کوئی افواہ سچے آدمی کے سن لینے سے خبر سچی نہیں بن جاتی۔

(۳) روایات سے یہ ثابت ہے کہ حکمؓ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد مناف فتح مکہ کے دن ایمان لائے لہٰذا ان کے صحابی ہونے سے انکار ممکن نہیں۔

(۴) ایمان لانے کے بعد الحکمؓ مکہ ہی رہے۔ کیوں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہ رہی تھی۔ فتح مکہ کے وقت ایمان لانے والوں کی بڑی تعداد مکہ ہی میں قیام پزیر رہی تھی۔

(۵) طبقات ابن سعد میں ہے:

الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف اسلم یوم فتح مکہ ولم یزل بھا حتیٰ کانت خلافت عثمان فاذن لہ فدخل المدینہ فھات بھا۔ (طبقات ابن سعد)

ترجمہ: حکمؓ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور مکہ ہی میں رہے حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی خلافت کا وقت آیا تو انہوں نے حکمؓ بن ابی العاص کو مدینہ

بلا لیا۔ چناں چہ وہ مدینہ آگئے اور وہیں رہے، حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔(طبقات ابن سعد جلد ۶/ ۵۔ طبع بیروت)

طبقات ابن سعد کی روایت نے واضح کر دیا کہ حضرت حکمؓ بن ابی العاص ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ کے دورِ حیات میں مدینہ آئے ہی نہیں، مکہ میں رہے ہیں۔ لہٰذا حضرت حکمؓ بن ابی العاص پر الزام لگانے والی روایات خود بخود غلط ہو جاتی ہیں۔ جن میں ہے کہ مدینہ سے ان کو جلاوطن کر کے طائف بھیجا گیا تھا۔

(۶) سبائی جب مدینہ منورہ پہلی بار رجب ۳۵ھ میں آئے۔ اور سبائیوں نے اعتراضات پیش کیے۔ اور حضرت علیؓ نے انہیں جوابات دیے۔ سبائیوں کے ان اعتراضات میں حکمؓ بن ابی العاص کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اعتراضات کے جوابات میں ایک جواب کا اضافہ کیا ہے، وہ منافقین مدینہ کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حکمؓ بن ابی العاص کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ ان کو واپس لے آئے۔

اس کا پروپیگنڈا منافقین مدینہ نے کیا ہو گا۔ حضرت امیر المومنینؓ کا جواب طبری کی روایت میں حسب ذیل ہے:

قالوا انی رددت الحکم وقل سیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحکم مکی سیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من مکہ الیٰ طائف ثم ردہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

رسول اللہ فرسول اللہ ﷺ سیرہ و رسول اللہ ﷺ ردہ کذالک؟قالو اللھم نعم۔(تاریخ ابن جریر طبری)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں میں حکم کو واپس لایا ہوں جب کہ نبی ﷺ نے اس کو روانہ کر دیا تھا، حکم مکی ہے اور نبی ﷺ نے انہیں مکہ سے طائف روانہ کیا تھا۔ پھر بعد میں رسول اللہ ﷺ ہی نے اس کو واپس بلایا۔ کیا ایسا ہی ہے؟ تمام صحابہؓ نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حاصل: امیر المومنین حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے جواب سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کسی ذمہ داری کے حوالے سے مکہ سے طائف بھیجا ہے۔ وہ ذمہ داری پوری ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو واپس بلا لیا تھا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایمان لانے کے بعد وہ مکہ ہی میں رہے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس حقیقت کا تمام صحابہؓ کو علم ہے۔ لہٰذا حضرت امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان جو کہہ رہے ہیں، صحیح کہہ رہے ہیں۔ اور منافقین کا پروپیگنڈا غلط ہے۔

حکمؓ امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے سگے چچا تھے اور صحابی رسول ﷺ تھے۔ پھر ان کی خدمت کر کے صلہ رحمی کی سعادت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عثمانؓ کیوں نہ کرتے۔ واللہ اعلم بالصواب

مروان بن الحکم کی جلاوطنی کی روایات اگر صحیح ہیں تو جس وقت حکمؓ کو طائف روانہ کیا گیا، اس وقت مروان ۷، ۸ برس کے تھے[1]، وہ بھی اُن کے ساتھ طائف رہے۔ اور جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دورِ خلافت میں حضرت حکمؓ مدینہ آئے تو مروان بن حکم بھی مدینہ آ گئے۔ حضرت حکمؓ کی وفات ۳۲ھ میں مدینہ میں ہوئی۔

ایک روایت کے تحت مروان ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ دوسری روایت کے تحت غزوہ اُحد کے دِن اور تیسری روایت کے تحت غزوہ خندق کے دِن پیدا ہوئے۔ اس طرح فتح مکہ کے موقع پر جب حضرت حکمؓ اسلام لائے تو پہلی روایت کے تحت مروان کی عمر ۷ سال تھی۔[2] اس روایت کے تحت ان کو صغیر صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر مروان بن حکم کی عمر ۷ سال اور حجۃ الوداع کے موقع پر ۹ سال تھی۔ جب حضور ﷺ مکہ گئے تو ان کو اس وقت زیارت نصیب ہوئی ہو گی۔ اس بنا پر بعض نے صغیر صحابہؓ میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

یزید بن معاویہ کے انتقال کے ایک ماہ بعد اس کے بیٹے معاویہ بن

---

[1] اُسد الغابہ فی تمیز الصحابہؓ حصہ ہشتم ص ۱۷۰

[2] خلافت و ملوکیت مودودی ص ۱۱۰

یزید خلافت چھوڑ کر بغیر جانشین مقرر کیے انتقال کر گئے۔ تو بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بجائے شام میں مروان بن الحکمؓ کی خلافت پر ان سے بیعت کرلی۔

دوسری طرف ضحاک بن قیسؓ الفہری نے شام ہی میں عبداللہ بن زبیرؓ کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔ چنانچہ دمشق کے نواح میں مرج رہیط کے مقام پر دونوں کی فوجوں میں جنگ ہوئی۔ جس میں ضحاک بن قیسؓ شہید ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اس طرح شام اور مصر کے علاقہ میں مروان بن الحکمؓ کی حکومت قائم ہو گئی۔ مروان بن الحکمؓ دارالخلافہ دمشق کے تحت نو ماہ تک حکومت کرنے کے بعد دمشق میں انتقال کر گئے۔ اور ان کے بیٹے عبدالملک بن مروان کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت خلافت کرلی۔

عبدالملک کا دور حکومت ۶۸۵ء سے ۷۰۵ء تک بیس سال رہا۔

عبدالملک کے دورِ حکومت میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار میں ۶۴ھ سے ۷۳ھ (مطابق ۶۸۴ء سے ۶۹۳ء) تک حضرت صدیق اکبرؓ کے نواسہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت و حکومت رہی۔ اور عراق اور مصر کے علاوہ شام کے بعض حصے بھی ان کی حکومت کے تحت تھے۔ حجاز میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت

۶۸۴ء سے ۶۹۳ء تک ۹ سال رہی۔

حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت کے خاتمہ کے لیے مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے مردانگی سے آخر تک مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی سارے عالم اسلام پر عبدالملک بن مروان کا اقتدار قائم ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آخری صحابی ہیں جنہوں نے دارالخلافہ مکہ معظمہ میں آخری سانس تک باغیوں سے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مودودی صاحب کے طعن کی حقیقت

حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے خلاف مودودی صاحب لکھتے ہیں:

(۱) یہ بات اوّل تو بجائے خود قابل اعتراض تھی کہ مملکت کا رئیس اعلیٰ جس خاندان کا ہو، مملکت کے تمام عہدے بھی اسی خاندان کے لوگوں کو دے دیے جائیں۔

(۲) مگر اس کے علاوہ چند اسباب اور بھی تھے جس کی وجہ سے اس صورت حال نے اور زیادہ بے چینی پیدا کر دی۔ اوّل یہ کہ بنی امیہ کے جو لوگ دور عثمانؓ میں آگے بڑھائے گئے، وہ سب

طلقاء میں سے تھے۔

(۳) یعنی آخر وقت تک وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور دعوتِ اسلام کے مخالف رہے۔

(۴) فتح مکہ کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو معافی دے دی اور وہ اسلام میں داخل ہوئے۔[1]

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب کی مندرجہ چاروں باتیں غلط ہیں۔

(۱) عہد عثمانیؓ میں سب گورنر آپ کے خاندان سے نہ تھے۔ چھبیس گورنروں میں سے صرف ایک گورنر بنو اُمیہ میں سے آپ کے دور میں مقرر ہوئے۔ اور دو گورنر پہلے سے چلے آرہے تھے جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے دور خلافت سے گورنر مقرر تھے۔

(۲) عہد عثمانی کے سب گورنر طلقاءُ سے بھی نہیں تھے۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات بھی ناقابل انکار ہے کہ یہ سب لوگ جن کو حضرت عثمانؓ کے آخری عہد میں اتنی بڑی اہمیت حاصل ہوئی طلقاء میں سے تھے۔ طلقاءُ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو فتح مکہ کے موقع پر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معافی دے دی تھی۔"[2]

---

[1] ترجمان القرآن مؤلفہ ابوالاعلیٰ مودودی ص ۳۶ جون ۱۹۶۵ء

[2] ترجمان القرآن۔ مرتبہ مودودی۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء ص ۴۸

جواب: اموی اکابر جو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، ان کی مختصر تاریخ یہ ہے:

حضرت امیر معاویہؓ

ہجرت نبوی کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ وفات ۲۲ رجب ۶۰ھ میں ہوئی۔ مؤرخ ابن سعد اور امام ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق حدیبیہ کے سال ۶ھ میں اسلام لائے۔

اُس وقت آپ کی عمر ایک روایت کے تحت ۲۴ سال تھی دوسری روایت کے تحت ۲۶ سال تھی۔ تیسری روایت کے تحت ۲۸ سال تھی اور چوتھی روایت کے تحت ۳۲ سال تھی۔[1]

قبول اسلام: حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے قبول اسلام کا ذکر اس طرح کیا ہے:

وَ حَکٰی اِبْنُ سَعْدٍ اِنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ لَقَدْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ عُمْرَةَ الْقَضِیَّةِ وَ لٰکِنِّیْ کُنْتُ اَخَافُ اَنْ اَخْرَجَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لِاَنَّ اُمِّیْ کَانَتْ تَقُوْلُ اِنْ خَرَجْتَ قَطَعْنَا عَنْکَ الْقُوْتَ[2]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

---

[1] مؤرخین لکھتے ہیں کہ آپ کی عمر وفات کے ۷۸ سال تھی (طبقات ابن سعد) بعض ۸۰ سال بعض ۸۲ سال (تاریخ خلیفہ ابن) بعض نے ۸۶ سال لکھی ہے۔ اگر انتقال کے وقت ۷۸ سال ہو تو قبول اسلام کے وقت عمر ۶ھ میں ۲۳ سال تھی۔

[2] الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۱۳

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے تھے کہ میں عمرۃ القضاء سے قبل اسلام قبول کر چکا تھا لیکن اپنی والدہ (ہند بنت عتبہ) کے خوف سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت نہ کی۔ کیوں کہ وہ مجھے کہتی تھیں کہ اگر تو مدینہ کی طرف گیا تو ہم تیرا انفقہ بند کر دیں گے اور تیرے ساتھ کوئی تعاون نہیں کریں گے۔

مصعب زبیری لکھتے ہیں:

وَ مُعَاوِيَةَ بِنْ اَبِیْ سُفْيَان كَانَ يَقُوْلُ اَسْلَمْتُ عَامَ الْعُمْرَةَ الْقَضِيَّةَ وَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَ وَضَعْتُ اِسْلَامِیْ عِنْدَهٗ وَ قُبِلَ مِنِّیْ[1]

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرۃ القضاء کے سال میں اسلام قبول کیا اور میں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور آپ کے سامنے اپنا اسلام لانا ظاہر کیا اور آپ نے میرا اسلام لانا قبول کیا۔

(۲) رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ تشریف لائے تو حضرت معاویہؓ خود فرماتے ہیں:

فرحب بی۔ و کتبت له و شهد الله ﷺ حنيناً و الطائف واعطاه رسول الله ﷺ من عنائم حنين مأته من الابل و

---

[1] ایضاً خطیب بغدادی، تاریخ بغدادی ج ۷

اربعین اوقیه

ترجمہ: حضور ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی۔ اور میں نے آپ کے حکم سے کتابت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوا۔ اور حضور ﷺ نے حنین کے مال غنیمت میں سے سو (۱۰۰) اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا۔[1]

حاصل: اوّل تو حضرت امیر معاویہ طلقاءمیں سے نہیں تھے بلکہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر ملاقات کی تو سب سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کو خود آگے بڑھایا اور اپنا کاتب وحی بنایا۔

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ان کو امیر لشکر بنایا۔ پھر حضرت عمرؓ نے گورنر بنایا۔ اس طرح مودودی صاحب کا یہ طعن کہ حضرت عثمانؓ نے طلقاؔ کو آگے بڑھایا غلط ہے۔ یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ ۲۴ سال کے نوجوان کو حضور ﷺ نے خود پہلے کاتب بنایا۔ یہی نوجوان آگے ترقی کرتے کرتے نصف دنیا پر حکمران بنا اور پہلا اسلامی بحری بیڑہ تیار کر کے قبرص کا فاتح بنا۔

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۴۰۶، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۷

عبد الوحید حنفی

اسلامی حکومت کی وسعت

مورخین نے لکھا ہے کہ بخارا سے لے کر مغرب میں قیروان تک اور اقصائے یمن سے قسطنطینہ تک اور بقول بعض خراسان سے مغرب میں بلاد افریقہ تک اور قبرص سے لے کر یمن تک یہ سب ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت تھے۔(دول الاسلام ذہبی ج ا ص ۲۸)

(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ

امام ابن عبد البرؒ، امام ابن حجر عسقلانی اور ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

اسلم یوالفتح و بعثه رسول الله ﷺ الی بنی المصطلق مصدقا[1]

ترجمہ: فتح مکہ کے دِن اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بنی مصطلق کی طرف صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔

حاصل: اس سے بھی مودودی صاحب کے طعن کی تردید ہو گئی کہ طلقاء (فتح مکہ کے موقع پر اسلام لانے والوں) کو تو حضور ﷺ نے خود آگے بڑھایا اور عامل بنایا۔

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق نے ان کو گورنر بنا کر بھیجا اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین نے بھی اُن کی پیروی

[1] استیعاب، اصابہ، البدایہ والنہایہ ترجمہ حضرت ولید بن عقبہ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

میں ان کو گورنر رکھا۔ اس میں طعن کرنا غلط ہے۔

عہد رسالت میں یہ نوجوان تھے۔ جوانی میں ہی اسلام قبول کر لیا۔ اس لیے یہ الزام بھی غلط ہے کہ فتح مکہ سے پہلے یہ دعوتِ اسلام کے مخالف تھے۔

(۲) حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی فتوحات

امام ابن جریر طبری اور امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

آذربائیجان اور آرمینیہ والوں نے (حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بغاوت کر کے) عہد فاروقی کا معہود خراج دینا بند کر دیا، تو ۲۴ھ میں ولیدؓ بن عقبہ گورنر کوفہ نے ان پر فوج کشی کر کے

وطئهم بالجيش فلما رأؤ ذلک انقادوا له طليوا اليه ان ينم لهم علىٰ ذلک الصلح۔

آذربائیجان والوں کو کچل ڈالا۔ جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی اور انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کی اطاعت قبول کر لی اور ۸ لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی۔

حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے ان سے ایک سال کا جزیہ وصول کر لیا۔

وبث فيمن حولهم من اعداء المسلمين العارات

اور نواح آذربائیجان میں اعداء المسلمین پر عبداللہ بن شبیل کو حملہ

کے لیے بھیجا۔ وہ مال غنیمت سے مالامال فاتح بن کر واپس آئے تو سلمان بن ربیعہ الباہلی کو بارہ ہزار دے کر آرمینیہ پر حملہ کے لیے روانہ کیا۔ اس نے کفار کو قتل کیا۔ بہت سے کفار کو گرفتار کیا۔ بہت سا مالِ غنیمت حاصل کر کے ولیدؓ بن عقبہ کے پاس پہنچا۔

فانصرف الولید قدظفر و اسباب حاجۃ۔[1]

پس ولید فتح یاب اور فائز المرام ہو کر کوفہ واپس آئے۔

حاصل: جن کو حضور ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے آگے کیا انہی کو حضرت عثمانؓ نے آگے کیا اور پھر ولیدؓ بن عقبہ نے فاتح بن کر آذربائیجان اور آرمینیہ کے ممالک فتح کیے اور پھر ان میں اسلام پھیلایا۔

ولیدؓ بن عقبہ کی رعایا سے نرمی وعدل وانصاف

(۲) امام ابن جریر لکھتے ہیں:

حضرت ولیدؓ بن عقبہ خلافت عثمانی کے دوسرے سال کوفہ کے گورنر بن کر آئے۔

وکان احب النّاس فی النّاس و ارفقھم بھم فکان بذالک خمس سنین ولیس علیٰ درہ باب۔ (طبری ج۳ص ۳۱۲،۳۲۵)

ترجمہ: آپ لوگوں میں لوگوں کے سب سے زیادہ محبوب تھے اور

---

[1] طبری ج۳ص ۳۰۷۔ البدایہ والبنایہ ج۷ص ۱۴۹

ان کے ساتھ بہت ہی زیادہ نرم تھے۔ پانچ سال اس منصب پر رہے مگر آپ کے مکان کا دروازہ نہ تھا۔

حاصل: معلوم ہوا کہ آپ اپنی رعیت سے نہایت نرمی و شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ مظلوموں کے لیے ان کے گھر کا دروازہ ہی نہ تھا تا کہ قصر امارت میں جب بھی کوئی داخل ہونا چاہیے، داخل ہو جائے۔

(۲) ولیدؓ بن عقبہ کی سخاوت، شجاعت و مروت

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

و كان الوليد شجاعاً شاعراً جواداً قال مصعب الزبيری ولان من رحال قريش و شعرانهم۔ (اصابہ۔ ترجمہ ولید بن عقبہ)

ترجمہ: ولیدؓ شجاع، شاعر اور سخی تھا۔ مصعب زبیری کا قول ہے کہ وہ قریش کے اکابر شعرا میں سے تھا۔

(۳) پسماندہ طبقہ کی دست گیری

کوفہ کے ہر غلام کو بیت المال سے تین درہم ماہوار وظیفہ ملتا تھا۔[1]

(۴) ولیدؓ بن عقبہ کے خلاف سازش

امام ابن طبری لکھتے ہیں:

كان النّاس فی الوليد فرقتين العامة معه و الخاصة عليه[1]

---

[1] طبری ج ۳ ص ۳۲۸۔ ص ۳۳۰

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی حفظہ

حضرت ولیدؓ کے بارے میں لوگ دو گروہ ہو گئے تھے عوام اس کے ساتھ تھے یعنی اس کے حامی تھے اور خواص اس کے مخالف۔

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

کوفی نوجوان ابن حیمانی انخزامی کے قاتلین میں جندب ازدی ابو مورع اسدی اور ابوزینب کے بیٹے تھے۔ (طبری ج۳ص۳۲۶)

ان کو جب حضرت ولیدؓ نے قصاص میں قتل کر دیا تو ان مقتولین کے باپ، حضرت ولیدؓ سے دلی بغض و کینہ رکھنے لگے اور ان پر جاسوس مقرر کر دیے۔۔۔

ابا زینب و ابا مورع و جندبا وھم یحقددن له منذ قتل ابناء ھم ویصنعون له العیون۔ (ایضاً طبری ج۳ص۳۲۷)

لم یبق موتوا فی نفسه الا اتاھم فاجتمعو علی رأی فاصدروة[2]

مقتولین کے وارثین سب نے مل کر ایک منصوبہ تیار کیا۔

دوسری روایت میں ہے:

اجتمع نفر من اھل کوفة نعملوا فی عزل الولید فانت دب ابو زینب بن عوف و ابو مورع بن فلان الاسدی للشھادة علیه (ایضاً طبری ص۳۳۹)

---

[1] طبری ج۳ص۳۰۰

[2] ایضاً طبری ص۳۲۹

ترجمہ: اشرار کوفہ جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت ولیدؓ کو معزول کرانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لیے شراب نوشی کی تہمت کی سازش تیار کی گئی۔ اور اس سلسلہ میں ابو زینب اور ابو مورع حضرت ولیدؓ کے خلاف گواہی دینے پر متعین ہوئے۔

اس سازش کے تحت ابو زینب اور ابو مورع حضرت عثمانؓ کی خدمت میں مدینہ پہنچے۔

وَ مَعَهُمَا نَفَرٌ مِّمَّنْ يَّعْرِفُ عُثْمَانَ مِمَّنْ قَدْ عَزَلَ الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَعْمَالِ

ان دونوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے جاننے پہچانے حکام میں سے متعدد اشخاص بھی تھے، جنہیں حضرت ولیدؓ نے ملازمت سے معزول کر دیا تھا۔

ان سب نے حضرت عثمانؓ کے سامنے ولیدؓ پر شراب نوشی کا الزام لگایا۔ آپ نے شہادت طلب کی۔ ابو زینب اور ابو مورع نے شہادت دی۔ حضرت عثمانؓ نے ولید کو طلب کر لیا۔ وہ آئے اور قسم کھا کر حقیقت حال سے انہیں مطلع کیا اور اپنی صفائی میں فرمایا:

يا امير المؤمنين انشدك الله فو الله انهما لخصمان موتوران فقال لا يضرك ذلك انما نعمل بما ينتهي الينا فمن ظَلَمَ فالله ولّی انتقامه و من ظُلِمَ فالله ولی جزائه

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اے امیر المؤمنین! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، اللہ کی قسم! یہ دونوں میرے دشمن ہیں۔ مقتولین کے وارث ہیں۔ زخم خوردہ ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

فکر نہ کرو جو شہادت ہم تک پہنچ چکی ہے، ہم تو اس کے مطابق عمل کریں گے۔ جو ظالم ہو گا، اللہ اس سے بدلہ لے گا اور جو مظلوم ہو گا، اللہ اسے جزا دے گا۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

فقيم الحدو دويلبؤ شاهدالزور بالنار فاصبر يا اخی

ہم تو حد جاری کریں گے اور جھوٹے گواہ جہنم میں جائیں گے۔ میرے بھائی! تم صبر کرو۔ (طبری ج۳ ص۳۲۹)

حاصل: یہ وہ تاریخ طبری کی خبر ہے، جس بنا پر ولیدؓ بن عقبہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ شرابی تھے۔

(۲) حال یہ ہے کہ طبری کی ہی روایت میں صاف ولیدؓ بن عقبہ کا بیان ہے کہ دونوں گواہ جھوٹے ہیں۔

(۳) اور حضرت عثمانؓ بھی فرما رہے ہیں کہ چونکہ گواہ گزر چکے ہیں۔ جھوٹے گواہ جہنم میں جائیں گے۔ میرے عزیز بھائی! تم صبر کرو۔ جو ظالم ہو گا، اللہ اس سے بدلہ لے گا اور جو مظلوم ہو گا، اللہ اسے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

جزا دے گا۔

(۴) اس تحقیقی بیان سے بھی ظاہر ہے کہ ولیدؓ بن عقبہ نے قسم اُٹھا کر اپنی بے گناہی ثابت کی جس کی تردید نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ گواہی گذر چکی تھی۔ قانون یہ ہے کہ گواہ ہوں تو پھر قسم پر فیصلہ نہیں سنایا جاتا۔ گواہی پر حکم جاری کیا جاتا ہے۔ گواہ نہ ہو تو پھر قسم پر حکم جاری کیا جاتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمانؓ نے فیصلہ گواہی پر حد جاری کرنے کا کیا۔ اس لیے حد جاری کر دی گئی۔ اب قیامت کے دِن سامنے آجائے گا کہ صحابیٔ رسول ﷺ اپنے بیان میں سچے تھے یا غیر صحابی گواہ سچے تھے۔ واللہ اعلم

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہمیں تو یقین ہے کہ صحابیٔ رسول ﷺ سچے تھے اور الزام لگانے والے آخرت میں جھوٹی گواہی کی سزا پائیں گے۔

چار رکعت پڑھانے والی روایت کی تحقیق

یہ روایت بھی کسی صحابی سے نہیں ہے بلکہ استیعاب کی روایت کے مطابق یہ روایت ابن شوذب راوی سے ہے۔ یہ تابعی بھی نہیں ہے۔ اس نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ یہ خراسان کا رہنے والا ہے۔ پھر بصرہ میں رہا اور شام میں سکونت اختیار کی۔ یہ کوفہ کا رہنے والا ہی نہیں ہے۔ اور واقعہ کوفہ کا بیان کر رہا ہے۔

(۲) اتنا اہم واقعہ کسی ایک صحابی سے بھی مروی نہیں ہے نہ کوئی تابعی بیان کر رہا ہے اور نہ ہی موقع پر موجود تبع تابعی بیان کر رہا ہے۔

(۳) یہ واقعہ ۳۰ھ کا ہے۔ اور بیان کرنے والے راوی ابن شوذب کی پیدائش ۸۶ھ میں ہوئی۔ گویا یہ راوی واقعہ کے ۵۶ سال بعد پیدا ہوا۔

(۴) ان حقائق کی موجودگی میں اس روایت کو واقعہ کہیں یا افسانہ شمار کریں؟

(۵) دوسری روایت امام ابن عبد البر نے حصین بن المنذر سے کی ہے۔ یہ راوی بھی صحابی نہیں ہیں نہ ہی یہ کوفی ہیں۔ ان کی وفات ۹۷ھ میں ہوئی۔ اور امام بخاریؒ کے نزدیک ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ بہر حال یہ روایت بھی نہ تو صحابی سے ہے، نہ ہی موقع پر موجود کسی کوفی سے ہے۔

(۶) صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نشہ میں چار رکعت نماز پڑھانے کا سرے سے قصہ مذکور نہیں۔ یہ شیعہ راوی کا بیان ہے کہ:

اصمعی، ابو عبیدہ، ابن الکلبی وغیرھم ولید بن عقبہ کان فاسقًا شریب خمر

مودودی صاحب نے بھی بغیر تحقیق علامہ ابن عبد البرؒ سے یہ الفاظ تو

نقل کر دیئے مگر یہ نہ سوچا کہ رسول اکرم ﷺ کے حسن و جمال مجسم صحابی کے خلاف یہ بیان دینے والے کون ہیں؟

تحقیق: علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

ازدی کہتے ہیں کہ "اصمعی" راوی ضعیف الحدیث ہے۔ اس نے نبی ﷺ کے کفن کے بارے میں ایک حدیث روایت کی ہے جو منکر ہے۔ یعنی صحیح اور ثابت روایات کے خلاف ہے۔

(۲) ابو زید انصاری سے "اصمعی" راوی اور ابو عبید راوی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

فَقَالَ كَذَّابَانِ یعنی دونوں کذّاب ہیں۔[1]

(۳) علامہ ذہبی لکھتے ہیں: دار قطنی کا قول ہے:

اِبْنُ الْكَلْبِيّ مَتْرُوْكٌ یعنی ابن الکلبی متروک ہے۔

اس کی حدیث کوئی قبول نہیں کرتا۔

وقال ابن عساکر رافضی لیس بثقة

اور ابن عساکر کا قول ہے کہ ابن الکلبی رافضی ہے، قابل اعتبار نہیں۔

ولیدؓ بن عقبہ کے بارے میں شراب پینے کا الزام لگانے والے

---

[1] میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۵۴

بہ خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

رافضی راوی ہیں۔

اصمعی ۲۱۶ھ میں فوت ہوا۔[1] اور ابن الکلبی ۲۰۴ھ[2]

بے اصل و من گھڑت روایت تقریباً دو سو سال بعد مجروح، متروک اور بدمذہب رافضی کی روایت سے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کو فاسق، شرابی کہنا اور لکھنا اور یہ حقیقت سمجھنا محض بے بنیاد و فضول بات ہے۔ کاش کہ مودودی صاحب ابن الکلبی رافضی کا قول نقل کرتے وقت حضرت علامہ ابن العربیؒ المتوفیٰ ۵۴۳ھ کا قول دیکھ لیتے۔ انہوں نے فرمایا: ولیدؓ بن عقبہ کو فاسق کہنے والے خود فاسق ہیں۔

وحکمهم عليهما بالفسق تسق منهم[3]

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

اہل کوفہ کی فطرت

اس بحث میں اہل کوفہ کی فطرت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کوفہ کی آب و ہوا میں سیاسی جوڑ توڑ اور سازش کے جراثیم موجود تھے۔ شرفاء کوفہ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو ہدف سازش بنایا۔

کیا انہوں نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو معاف کیا؟

---

[1] تہذیب التہذیب ج۶ ص ۴۱۷

[2] میزان الاعتدال ج۳ ص ۲۵۶

[3] العواصم من القواصم ص ۸۸ مطبوعہ مصر

کیا انہوں نے حضرت عمارؓ بن یاسر اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جیسے بزرگ صحابہؓ کو معاف کیا؟

اہل کوفہ نے کسی کو بھی معاف نہیں کیا۔

انہوں نے پہلے حضرت فاروقِ اعظمؓ کے دور میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فاتح عراق وایران کے خلاف من گھڑت بنیاد پر شکایتیں کیں جو کہ سب کی سب غلط تھیں۔ لیکن فاروق اعظمؓ نے اُن کی شر سے بچانے کے لیے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو معزول کر کے حضرت عمارؓ بن یاسر کو ۲۱ھ میں کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا۔

یہ بھی قدیم الاسلام اور نہایت بزرگ صحابی ہیں۔ بمشکل چند مہینے وہاں ٹھہرے کہ شرفاء کوفہ نے ان کی شکایتیں شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ فاروق نے اہل کوفہ کے شر سے بچانے کے لیے حضرت عمارؓ بن یاسر کی جگہ اہل کوفہ کی خواہش پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ان پر گورنر مقرر کر دیا۔

ایک سال بمشکل گزرا تھا کہ اپنے پسندیدہ ومنتخب گورنر کے خلاف ہو گئے اور ان کی شکایتیں کرنے لگے۔

لمحۂ فکریہ: جو اہل کوفہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے متعلق کہیں کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھا سکے یا جو حضرت عمار بن یاسرؓ کے متعلق

کہیں کہ وہ سیاست نہیں جانتے یا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے بارے میں کہیں کہ ہمیں ان کی ضرورت نہیں، اب ایسے لوگ اگر حضرت ولیدؓ بن عقبہ کے متعلق کہیں کہ انہوں نے صبح کی نماز شراب کے نشہ میں چار رکعت پڑھادی یا وہ شراب پیتے تھے تو یہ بھی جھوٹ ہی ہو گا۔

حضرت عثمانؓ نے کن لوگوں کو گورنر بنایا؟

فیقول عثمان انا لم استعمل الا من استعمه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و من جنسھم و من قبیلتھم و کذلک ابوبکر و عمر بعده[1]

لہٰذا حضرت عثمانؓ فرمایا کرتے تھے: میں نے ان لوگوں کے سوا کسی کو عامل نہیں بنایا، جنہیں نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ نے عامل بنایا اور ان کی جنس سے، ان کے قبیلہ سے عامل مقرر کیا۔

حاصل: لہٰذا یہ طعن غلط ہے کہ انہوں نے اپنے قبیلہ کو آگے بڑھایا۔

---

[1] منہاج السنۃ ج ۳ ص ۱۷۵

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(ا) حضرت عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح

امام ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں:

و اسلم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایام الفتح فحس اسلامه فلم یظهر منه شیء ینکر علیه بعد ذلک هو احد النجباء العقلاء الکرماء من قریش (طبری ج ۳ ص ۳۱۲)

حضرت عبداللہ بن سعد فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور سچے مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ان سے کوئی قابل اعتراض بات سرزد نہیں ہوئی۔ وہ قریش کے خاندانی شرفاء، عقلاء اور اہل کرم و سخا میں سے ایک تھے۔

عبدالوحید الحنفی

عبداللہ بن سعدؓ بن ابی سرح کی فتوحات

افریقہ کے موجودہ ممالک الجزائر اور مراکش اس زمانہ میں رومہ کی مسیحی حکومت کے قبضہ میں تھے۔ قیصر روم کی طرف سے یہاں کا حاکم جرجر تھا۔

امام طبریؒ لکھتے ہیں:

۲۷ھ میں حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کے ہاتھ پر افریقہ فتح ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد کو افریقہ پر لشکر کشی کا حکم دیا۔ اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ پر اُسے فتح کرا دیا تو مالِ

غنیمت کے خمس میں سے خمس (پانچواں حصہ بطور انعام) تیرا ہے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے اس کے میدانوں پہاڑوں کو فتح کرلیا۔

ثم اجتمعوا علی الاسلام و حسنت طاعتھم (طبری ج۳ ص ۳۱۲)

پھر (اہل افریقہ نے) اجتماعی طور پر اسلام قبول کر لیا اور حسن اطاعت کا مظاہرہ کیا۔

جب آپ مصر کے گورنر بنے تو آپ نے شمالی افریقہ کی مہمات کا از سرِ نو آغاز کیا۔ سب سے پہلے طرابلس کو فتح کیا۔ اس کے بعد تیونس، مراکش اور الجزائر کے ممالک فتح کیے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اعظم الفتوح

و کان افریقہ من اعظم الفتوح بلغ سھم الفارس فیہ ثلاث آلاف دینار (طبری ج۳ ص ۳۱۲)

فتح افریقہ اعظم الفتوح ہے۔ اس کے مالِ غنیمت میں ہر سوار کا حصہ تین ہزار اشرفیاں تھا۔

بیس ہزار (۲۰۰۰۰) مسلمانوں نے عبداللہ بن سعد کی سرکردگی میں افریقہ پر حملہ کیا۔ لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ بربر کے بادشاہ جرجر ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکلا اور

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو لاکھ آدمیوں کے ساتھ نکلا۔

دس ہزار قریش انصار مہاجرین جہاد افریقہ میں

اس جہاد کے لیے جب حضرت عثمانؓ نے تقریر کی تو

فخرج الیھا عشرۃ الاف من قریش و الانصار و المھاجرین [1]

تو دس ہزار قریش انصار و مہاجرین افریقہ نکلے۔

حرب العبادلہ

اس لڑائی کو حرب العبادلہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ سردار فوج عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ (۲) میمنہ پر عبداللہ بن عمرؓ (۳) میسرہ پر عبداللہ بن زبیرؓ (۴) مقدمہ پر عبداللہ بن عباسؓ تھے۔

جنگ یرموک اور قادسیہ کی لڑائی کے بعد اس لڑائی کا نمبر رکھا گیا ہے۔ چالیس دن تک یہ جنگ ہوئی۔[2] آخر میں سب افریقہ کے ملک فتح ہو گئے۔

(۲) حضرت سعید بن عاصؓ

امام ابن سعد اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت تقریباً ۹ سال کے تھے۔

[1] طبری ج۳ ص۳۱۴

[2] سیرت خلفائے راشدین مؤحضرت لکھنوی ص ۱۸۹

ابن تسع سنین او نحوھا

گویا فتح مکہ کے دن ان کی عمر تقریباً ۶ سال کی تھی۔

حاصل: اب دیکھئے مودودی صاحب نے جو طعن کیا ہے کہ:

بنی امیہ کے جو لوگ دور عثمانؓ میں آگے بڑھائے گئے وہ سب طلقاءُ میں سے تھے یعنی آخر وقت تک وہ نبی ﷺ اور دعوتِ اسلام کے مخالف رہے۔ چھ سال کے بچہ نے اسلام کی کیا مخالفت کی ہو گی؟

حضرت عثمانؓ نے سعید بن العاص کو گورنر بنایا، تو انہوں نے دعوتِ اسلام کو پھیلایا۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ ان کے والی کوفہ بننے پر ان کے لشکروں نے خراسان، طبرستان فتح کئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سعید بن عاص کی فتوحات

۳۰ھ عہد عثمانؓ ذوالنورین میں عبداللہؓ بن عامر (والیٔ بصرہ) اور سعیدؓ بن عاص (والیٔ کوفہ) نے دو مختلف راستوں سے خراسان اور طبرستان کا رُخ کیا۔

سعیدؓ بن عاص کے لشکر میں امام حسنؓ، امام حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمروؓ ان لوگوں نے پیش قدمی کر کے عبداللہ بن عامرؓ کے پہنچنے سے پہلے جرجان، خراسان اور طبرستان کو فتح کر لیا۔

(۳) حضرت عبداللہؓ بن عامر گورنر بصرہ

عبداللہؓ بن عامر مکہ میں ہجرت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو:

حمل اليه ابن عامر وهو ابن ثلاث سنين، فحنكه فتلمظ وتنثاء فتفل رسول الله ﷺ في فيه وقال هذا ابننا و هو اشبهكم بنا و هو مسقى فلم يزل عبدالله شريفا و كان سخيا كريما[1]

ترجمہ: ابن عامر آپؐ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تین سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کے منہ میں گھٹی ڈالی، جسے وہ جلدی سے نگل گئے اور جمائی لی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ اور فرمایا: یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب میں سے ہمارے زیادہ مشابہہ ہے اور یہ پلانے والا ہے۔ چنانچہ (حضور ﷺ کی دعا سے) حضرت عبداللہ ہمیشہ شریف، سخی اور کریم رہے۔

حاصل: اب یہ ہیں وہ طلقاء جن کی عمر تین سال فتح مکہ کے موقع پر تھی۔ جن کو دورِ عثمانی میں آگے بڑھایا گیا، جنہوں نے حضور ﷺ کی

[1] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۵، ذکر عبداللہ بن عامر ایضاً استیعاب

دعا کی برکت سے جب دورِ عثمانی میں آگے بڑھائے گئے اور گورنر بنائے گئے تو اسلام کا پرچم ہرات، کابل، افغانستان، سجستان کو فتح کر کے بلند کیا۔ اور روس اور نیشاپور کے علاقے فتح کیے۔[1]

عبداللہؓ بن عامر کی فتوحات

امام طبری روایت کرتے ہیں:

ابن عامر (بصرہ کے گورنر بن کر) آئے تو فارس کی مہم کو نکلے۔[2]

۲۹ھ میں فارس (ایران) فتح کیا۔

اس کے بعد ۳۰ھ میں خراسان (افغانستان) اور طبرستان کا رُخ کیا۔

اسی حملہ میں یزدجرد مقامِ جور سے بھاگا، حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے مجاشع بن مسعود سلمی کو اس کے تعاقب میں بھیجا۔ اس نے کرمان تک اس کا پیچھا کیا۔

مجاشع اپنے لشکر کے ساتھ شیر جان میں اُترا اور یزدجرد خراسان کی طرف بھاگ گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۵۴)

قیصر روم کی ہلاکت کی خبر

حضور اکرم ﷺ نے کسریٰ کی ہلاکت کے ساتھ قیصر روم کی

---

[1] خلفائے راشدینؓ مولفہ معین الدین ندوی

[2] طبری ج ۳ ص ۳۳۷

ہلاکت کی بھی بشارت دی تھی۔ ارشاد فرمایا تھا:

ھلک قیصر فلا قیصر ہ بعدہ

قیصر ہلاک ہو گا اور اس کے بعد قیصر نہیں ہو گا۔

اور فرمایا:

الذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوزھما فی سبیل اللّٰہ[1]

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ان خزانوں کو فی سبیل اللہ خرچ کروگے۔

حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور یہ علاقے پورے عہد فاروقیؓ و عثمانیؓ میں فتح ہوئے اور فاتحین جرنیل حضرت عبد اللہ بن عامرؓ، سعید بن العاصؓ، حضرت ولید بن عقبہؓ نے مشرق میں کسریٰ کے مقبوضات کو فتح کیا۔

دشمنِ صحابہؓ کو یہی دُکھ ہے کہ ان کو کیوں آگے بڑھایا گیا؟ حالاں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود ان کو آگے بڑھایا اور پھر ان کو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اس لیے آگے بڑھایا کہ ان کے ذریعہ اللہ نے اسلام کا نور دُنیا کے کونے کونے تک پہنچانا تھا، جو انہوں نے پہنچا دیا۔

☆☆☆☆

---

1 صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باب 8

فرقہ بہائی کے نظریات

بہائی فرقہ بہاؤاللہ ایرانی کی طرف منسوب ہے۔ بہاؤاللہ ایران میں پیدا ہوا اور اثنا عشری شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے بہائی مذہب کی بنیاد ڈالی۔

بہاؤاللہ کے شاگرد مرزا محمد علی باب نے بہائی فرقہ کے ایک شاخ بابی فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس نے دعویٰ کیا:

(۱) ایک دعویٰ یہ کیا کہ وہ امام منتظر مہدی کے لیے "باب" یعنی دروازہ ہے، اسی واسطے اس فرقہ بہائی کو فرقہ بابیہ بھی کہا جاتا ہے۔ فرقہ بہائیہ کو بہائیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ایک وزیر بہاء اللہ کا سلسلہ آگے چلا، دوسرے وزیر صبح الاوّل کا سلسلہ نہ چلا۔

(۲) محمد علی نے دوسرا دعویٰ یہ کیا کہ وہ خود مہدی منتظر ہے۔

(۳) اس کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ نعوذباللہ اللہ اس کے اندر حلول کیے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مخلوق کے لیے ظاہر کیا ہے۔

(۴) وہ قرب قیامت میں نزول عیسیٰؑ کی طرح حضرت موسیٰؑ کے نزول کا بھی قائل تھا۔ دنیا میں اس کے علاوہ کوئی بھی نزول موسیٰؑ

خادم اہلسنّت عبدالوحید حنفی

کا قائل نہیں۔

(۵) وہ اپنے بارے میں اس بات کا بھی مدعی تھا کہ وہ "اولو العزم من الرسل" کا حقیقی مثل ہے، یعنی حضرت نوحؑ کے زمانہ میں وہی نوح تھا، موسیٰؑ کے زمانے میں وہی موسیٰ تھا اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں وہی عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وہی محمد تھا۔ (معاذ اللہ!)

(۶) اس کا ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں کوئی فرق نہیں۔ (نعوذ باللہ)

(۷) وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا منکر تھا۔

(۸) اس نے "البیان" نامی ایک کتاب لکھی جس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ کتاب میری طرف بھیجی گئی ہے۔

(۹) اس نے ایک دوسری کتاب "الاقدس" لکھی جس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ کتاب میری طرف بھیجی جانے والی وحی الٰہی پر مشتمل ہے۔

(۱۰) اس نے تمام محرمات شرعیہ کو جائز قرار اور قرآن و سنت سے ثابت اکثر احکام شرعیہ کا انکار کیا۔ اسلام کے بر خلاف ایک جدید اسلام

پیش کرنے کا دعویٰ کیا، انہی باطل دعووں پر اس کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عباس المعروف عبد البہا اس کا خلیفہ مقرر ہوا۔ یہ فرقہ بہائیہ اپنے باطل اور کفریہ نظریات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔[1]

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

[1] شرح فقہ اکبر ص ۸۶، عقیدہ السلف ص ۱۰۷، بحوالہ عقیدہ حنفیہ ص ۴۵، بحوالہ عقائد اہل السنت والجماعت مؤلفہ مفتی محمد طاہر مسعود صاحب ص ۲۰۱ مطبوعہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی سالِ اشاعت ۲۰۰۸ء

باب 9

غیر مقلدین کے نظریات

غیر مقلدین، اہل حدیث

عصر حاضر میں غیر مقلدین نئی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید کو جو چھوڑتے ہیں ان کو "غیر مقلد" کہا جاتا ہے، جو کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ بظاہر امام کی اتباع نہیں کرتے، لیکن جو احادیث "صحاح ستہ" بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ میں مذکور ہیں وہ تسلیم کرتے ہیں۔ بظاہر یہ تقلید کو ترک کرتے ہیں۔ لیکن ان احادیث کی ترجمانی اور شرح آخر کوئی عالم دین ہی کرے گا۔ اس طرح تو یہ بھی اپنی اپنی درس گاہوں کے اور مساجد کے ائمہ کی ایک طرح سے تقلید ہی کر رہے ہیں۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ میں سے کسی امام کی مستقل تقلید کرنے والوں کے برعکس ایک جدید نام اور عنوان سے اپنا مسلک ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے جدید نام "اہل حدیث" سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

لیکن اہل السنت والجماعت مقلدین سے اپنے آپ کو جدا سمجھتے ہیں۔

- اہل حدیث غیر مقلد محمد حسین بٹالوی کا ارشاد:

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق یا مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔[1]

گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترکِ تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جارہے ہیں۔[2]

اب غیر مقلدین کے بڑے بڑے علماء ترک تقلید کو بے دینی کا گیٹ فرمارہے ہیں۔ ساری زندگی ترکِ تقلید کے بعد آخری فیصلہ یہی کیا کہ عام آدمی کے لیے یعنی غیر مجتہد کے لیے تقلید ضروری ہے، اس کے بغیر بے دینی کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

---

1 اشاعت السنّہ ج ا ص ۴، طبع ۱۸۸۴ء۔ عقیدۃ الامت ص ۶۷

2 اشاعت السند از محمد حسین بٹالوی ج ا ص ۴۔ مطبوعہ ۱۸۸۸ء

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حفظہ

فرقہ اہل حدیث کے نظریات

تاریخ برِّصغیر پاک ہند میں غیر مقلدین جو کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں، ان کے نظریات کا بانی مولوی عبدالحق بنارسی تھا۔[1]

یہ بنارس، ہندوستان میں رہتا تھا پھر سید احمد شہید بریلوی نے اس کی ناشائشتہ حرکات کے باعث اس سے اختلاف کیا اور اس کو جماعت سے نکال دیا۔

- علمائے حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر یہ کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا۔[2]
- مولوی عبدالحق بنارسی ایک شیعہ مولوی گلشن علی کے پاس دیوان راجہ بنارس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں اب ظاہراً شیعہ ہوں اور میں نے عمل بالحدیث کے پردہ میں وہ کام کیا کہ عبداللہ بن سبا سے نہ بنا تھا۔ ہزارہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا۔ اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے۔ چناں چہ مولوی گلشن علی شیعہ نے تیس روپے ماہوار پر نوکری کروادی۔[3]

---

[1] کشف الحجاب ص ۲۱۔ ماہنامہ الحدیث مارچ ۲۰۰۹ء۔
[2] تنبیہ الضالمین بر حاشیہ توقیر الحق ص ۷۔
[3] کشف الحجاب ص ۲۱، فرقہ اہلحدیث پاک ہند ص ۳۱۔ مؤلفہ مولانا الیاس گھمن ص ۳۱۔

عبدالوحید الحنفی

- غیر مقلد محمد اسحاق بھی لکھتے ہیں:

عبدالحق بنارسی کو پہلی دفعہ حج کے موقع پر بعض فقہی مسائل میں بے جا بحث و شدت اختیار کرنے کی بنا پر حکومت سعودیہ نے گرفتار کیا اور بعد میں رہا کر دیا۔[1]

غیر مقلدیت، شیعیت و خارجیت کے راستہ پر

غیر مقلد عبدالحق بنارسی، مدینہ منورہ سے بھاگ کر جب یمن پہنچا تو وہاں پر اس نے امام شوکانی جو کہ زیدی شیعہ تھے[2] اور سبل اسلام شرح بلوغ المرام کے مصنف امیر یمانی کے پوتے سے استفادہ کیا۔ ان دونوں نے ابو یعلیٰ وغیرہ سلفی حضرات کا مذہب قبول کیا تھا اور ابو یعلیٰ قاضی وغیرہ نے مسلک خوارج کو اپنا دین ٹھہرایا تھا۔ اور اسی عبدالحق بنارسی کو موجودہ دور کے غیر مقلدین اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور اپنے اکابر میں شمار کرتے ہیں۔[3]

(۲) بابائے غیر مقلدیت میاں نذیر حسین دہلوی

میاں نذیر حسین دہلوی ۱۲۲۰ھ میں مطابق ۱۸۰۵ء میں بہار کے

---

1 فقہائے ہند ج۹ ص ۴۰۔ فرقہ اہلحدیث پاک ہند ص ۱۳۱۔ مؤلفہ مولانا الیاس گھمن ص ۱۳۱۔

2 غیر مقلدین کے مشہور مصنف پروفیسر غلام احمد حریری نے اپنی کتاب تاریخ تفسیر و مفسرین کے ص ۴۹۳ پر یہی نقل کیا ہے۔

3 دیکھیے ماہنامہ اہلحدیث مارچ ۲۰۰۹ء و فرقہ اہل حدیث مؤلفہ الیاس گھمن ص ۳۲۔

ایک گاؤں سورج گڑھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔

فرقہ اہلحدیث میں شیخ الکل کے لقب سے مشہور ہوئے۔

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔

وہ پچاس سال کی عمر تک حنفی رہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز ہندوستان پر قابض ہوا، غیر مقلدین کی نشست میاں نذیر حسین کے ہاں رہتی تھی۔[1]

سر سیّد احمد خان نے غیر مقلد بنادیا

سر سید احمد خان ایک ممتاز اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم آروی کو اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

جناب سید نذیر حسین دہلوی صاحب کو میں نے ”نیم چڑھا وہابی“ بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔...... جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب گفتگو ہوئی تو میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔[2]

---

[1] نزہتہ الخواطہ مطبوعہ نور محمد کراچی ج ۸ ص ۴۹۷۔

[2] برگ گل، سر سید نمبر، نقش ثانی اردو کالج کراچی ص ۶ و ۲۸۵۔ فرقہ اہلحدیث ص ۵۶۔

سر سید احمد خان بھی پہلے غیر مقلد ہوئے

مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں: سر سید احمد خان ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں:

میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں۔...... مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے۔[1]

مولوی نذیر حسین کی شیعہ سے خط و کتابت

عبدالوحید

قاری عبد الرحمٰن پانی پتی مرحوم لکھتے ہیں:

مولوی نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط مطاعن ابو حنیفہ طلب کیے اور مطاعن ائمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہ میں مصروف رہے۔

اور مدار قول ابو حنیفہؒ کا جو قرآن یا حدیث صحیح ہے اس سے بالکل چشم پوشی کی ہے، سب عبادات اور دینیات کو چھوڑ کر فقط مطاعن صحابہ اور فقہاء کو عبادات اور جہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس

[1] موج کوثر ص ۶۹ مؤلفہ محمد اکرام۔

میں لڑانے کو عبادت عظمیٰ قرار دیا۔ اور اپنی نافہمی اور اپنی جہالت سے موضوعات کو حدیث قرار دے کر مخالفت کرتے ہوئے ابو حنیفہؒ کی طرف نسبت کی ہے۔ لہٰذا مولوی نذیر حسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں۔[1]

نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کو انگریز کی وفاداری کا سرٹیفکیٹ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں غیر مقلد نذیر حسین دہلوی نے انگریز کا ساتھ دیا۔ جس کا انگریزی حکومت نے ان کو وفاداری کا سرٹیفکیٹ اور صلے میں ایک ہزار تین سو روپیہ دیا۔

مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

عین حالت جنگ میں جب کہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن تھا۔ مسز لینس ایک زخمی میم کو میاں نذیر حسین صاحب، رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے، پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے اس وقت اگر باغیوں کو خبر ہو جاتی تو آپ کو قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔ تین مہینوں کے بعد...... انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور مندرجہ

[1] کشف الحجاب ص ۹ فرقہ اہلحدیث مؤلفہ گھمن ص ۶۱۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذیل سرٹیفکیٹس ملیں۔[1]

انگریز سے لفظ "اہل حدیث" کی رجسٹریشن

مولوی عبدالحق بنارسی اور ان کے ساتھیوں اور غیر مقلدین کے مشہور راہنما مولوی محمد حسین بٹالوی نے باقاعدہ درخواست دے کر انگریز حکومت سے اپنا نام "اہل حدیث" الاٹ کرایا اور حکومتِ انگریز کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ درخواست میں لکھے گئے الفاظ کے اقتباسات:

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

- لفظ "وہابی" ایسے دو برے معنوں میں مستعمل ہے جن سے گروہ "اہل حدیث" کی برأت و نفرت ثابت ہے۔
- لہٰذا اہل حدیث اپنے حق میں اس لفظ کا استعمال جائز نہیں جانتے اور اس کو لائبل (مزیل حیثیت) لفظ خیال کرتے ہیں۔
- جیسا کہ مومن، لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ حلال خور کو۔
- یہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر خواہ، گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت سے ایسے لفظ کا استعمال قطعاً ترک کر دے۔

---

[1] الحیات بعد المماۃ ص ۱۲۷۔ فرقہ اہلحدیث مؤلفہ گھمن ص ۶۹۔

- یہ درخواست ۱۹/ جنوری ۱۸۸۷ء کو منظور ہوئی۔
- محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں: اس درخواست کو ہمارے رحم دل اور فیاض گورنر پنجاب سر چارلس ریچی سن بہادر بالقابہ نے معرضِ قبول میں جگہ دی اور بڑے زور کے ساتھ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں اس کی قبولیت کے لیے شفارش کی۔[1]
- اس درخواست سے گروہ اہل حدیث کی وفاداری گورنمنٹ پر واضح کر دی اور ان کے حق میں لفظ وہابی کا استعمال حکماً موقوف کرادیا۔

نذیر حسین دہلوی اور محمد حسین بٹالوی کے مرزا قادیانی سے تعلقات

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بمطابق نومبر ۱۸۹۴ء بروز پیر دوسرا نکاح غیر مقلد گھرانے میں مولوی حسین بٹالوی نے کرایا اور نکاح مولوی نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا۔[2]

غور طلب بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ایک قول کے تحت ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء تاریخ پیدائش ہے یعنی ۱۲۵۰ھ (اور دوسرے قول کے

---

[1] اشاعۃ السنۃ ج ۹ شمارہ ۷ ص ۹، ۱۹۷۔

[2] تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۵۶۔ سیرت المہدی ج ۱ ص ۵۷۔

تحت تاریخ پیدائش ۱۹۳۹ء یا ۱۹۴۰ء ہے)

۱۸۶۴ء میں مرزا نے ماموریت کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۶۸ھ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ کی تیاری کی اور الہام کا بھی دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۲ء کو ۰۷ فقرات پر مشتمل الہام کا دعویٰ کیا، مرزا قادیانی کے اتنے کُفر واضح ہو جانے کے باوجود آخر محمد حسین بٹالوی فرقہ اہل حدیث پاک وہند کے سر خیل کی وہ کون سی مجبوری تھی کہ اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست سے مرزا قادیانی کے لیے رشتہ تلاش کیا اور اس کی اپنی نسل چلانے کے لیے فرقہ اہل حدیث سے لڑکی دی اور ۱۸۸۴ء کو مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد اہل حدیث نے نکاح پڑھایا۔[1]

☆☆☆☆

[1] فرقہ اہلحدیث پاک وہند کا جائزہ۔ مؤلفہ مولانا محمد الیاس گھمن ص ۱۲۲۔

باب 10

ذکری فرقہ کے عقائد و نظریات

ذکری فرقہ کی بنیاد دسویں صدی ہجری میں بلوچستان کے علاقہ "تربت" میں رکھی گئی۔ ملا محمد اٹکی نے اس کی بنیاد رکھی جو ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۰۲۹ھ میں وفات پا گیا۔

ملا محمد اٹکی نے پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، پھر نبوت کا دعویٰ کیا۔ آخر میں خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ذکری فرقے کا بانی ملا محمد اٹکی، سید محمد جونپوری کے مریدوں میں سے تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس نے ذکری فرقے کی بنیاد رکھی۔

(۲) سید محمد جونپوری ۸۴۷ھ میں جونپور صوبہ اودھ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے پیروکاروں کو فرقہ مہدویہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس فرقے کے بہت کفریہ عقائد ہیں۔ مثلاً ان کے نزدیک سید محمد جونپوری کو مہدی ماننا فرض ہے اس کا انکار کُفر ہے۔ محمد جونپوری کے تمام ساتھی آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں اور احادیث نبوی کی تصدیق محمد جونپوری سے ضروری ہے وغیرہ وغیرہ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

سیّد محمد جونپوری نے افغانستان میں "فراہ" کے مقام پر وفات پائی۔

اسی محمد جونپوری کے فرقہ سے آگے ذکری فرقہ نکلا ہے۔

جونپوری اور ذکری فرقہ

ان دونوں فرقوں کے مابین بعض عقائد میں مماثلت پائی جاتی ہے اور بعض عقائد کا آپس میں فرق ہے۔ مثلاً

(۱) مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری مہدی ہے۔

ذکریہ کے نزدیک نبی آخر الزمان ہے۔

(۲) مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری "فراہ" میں وفات پا گیا۔

ذکریہ کے نزدیک وہ نور ہے، مرا نہیں۔

(۳) مہدویہ کے نزدیک آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

ذکریہ کے نزدیک آپ ﷺ نبی ہیں خاتم النبیین نہیں۔

(۴) مہدویہ کے نزدیک قرآن کریم آں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔ اور آپ ﷺ کی بیان کردہ تعبیر و تفسیر معتبر ہے۔

ذکریہ کے نزدیک قرآن سید محمد جونپوری پر نازل ہوا ہے۔

حضور ﷺ درمیان میں واسطہ ہیں۔ اس کی وہی تعبیر و تفسیر معتبر ہے جو سید محمد جونپوری بر روایت ملا محمد اٹکی منقول ہے۔[1]

(۵) فرقہ مہدویہ کے نزدیک قرآن کریم میں لفظ محمد سے نبی کریم ﷺ مراد ہیں۔

ذکریہ فرقہ کے نزدیک اس سے مراد سید محمد جونپوری ہے۔

(٦) مہدویہ فرقہ ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت کے قائل ہیں۔

ذکریہ ان تمام کو منسوخ مانتے ہیں۔

ذکریہ فرقہ نے حج کے لیے "کوہ مراد" کو متعین کیا۔ "بر کہور" ایک درخت کو جو تربت سے مغرب کی جانب ہے۔ "مہبط الہام" قرار دیا، تربت سے جنوب کی جانب ایک میدان "گل ڈن" کو عرفات کا نام دیا۔ تربت کی ایک کاریز "کاریز ہزئی" کو زم زم کا نام دیا یہ کاریز اب خشک ہو چکی ہے۔

جبکہ مہدویہ ان تمام اصطلاحات سے بے خبر ہیں۔[2]

---

[1] ذکری دین کی حقیقت، ذکری مذہب کے عقائد و اعمال، ماحی الذکریہ(مصنفہ مفتی احتشام الحق آسیا آبادی)

[2] ذکری دین کی حقیقت، ذکری مذہب کے عقائد و اعمال ماحی الذکریہ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ذکری فرقہ کا وجود

ذکری فرقہ کے وجود میں آنے کا سبب دراصل یہ بنا کہ سید محمد جونپوری کی وفات کے بعد اس کے مریدین تتر بتر ہو گئے، بعض نے واپس ہندوستان کا رخ کیا اور بعض دیگر علاقوں میں بکھر گئے۔ انہی مریدوں میں ایک ملا محمد اٹکی "سرباز" ایرانی بلوچستان کے علاقہ میں جا نکلا۔ ان علاقوں میں اس وقت ایران کے ایک فرقہ باطنیہ جو فرقہ اسماعیلیہ کی شاخ ہے، آباد تھی۔ یہ لوگ سید کہلاتے تھے۔ ملا محمد اٹکی نے اس فرقہ کے پیشواؤں سے بات چیت کی، مہدویہ اور باطنیہ عقائد کا آپس میں جب ملاپ ہوا تو اس کے نتیجے میں ایک تیسرے فرقہ ذکری نے جنم لیا۔ ملا محمد اٹکی اپنے آپ کو مہدی آخر الزماں کا جانشین کہتا تھا۔

اس فرقہ کا کلمہ ہے:

لا الٰہ الا اللہ نور پاک محمد مہدی رسول اللہ۔

(۲) قرآن و سنت کے برخلاف عقائد و اعمال پر اس فرقہ کی بنیاد ہے۔ چناں چہ یہ فرقہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے۔

ان کے مذہب میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسے ارکان اسلام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

منسوخ ہیں۔ نماز کی جگہ مخصوص اوقات میں اپنا خود ساختہ ذکر کرتے ہیں۔اسی وجہ سے ذکری کہلاتے ہیں۔

(۲)ذکری مذہب چند مخصوص اسموں اور خرافات کا مجموعہ ہے ان کی ایک رسم "چوکان" کے نام سے مشہور ہے جس میں مرد و عورت اکٹھے ہو کر رقص کرتے ہیں۔

(۳)ذکری فرقہ عقیدہ ختم نبوت اور ارکان اسلام کے انکار، توہین رسالت اور بہت سے کفریہ عقائد کی بنا پر اسماعیلیوں اور قادیانیوں کی طرح زندیق و مرتد ہے، انہیں مسلمان سمجھنا یا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔[1]

☆☆☆☆

[1] ذکری دین کی حقیقت۔بحوالہ عقائد اہل سنت مؤلفہ طاہر مسعود ص ۲۰۵۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

باب 11

بریلوی عقائد و نظریات

مولانا احمد رضا بریلوی

بریلوی مسلک کے بانی مولوی احمد رضا خان ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شہر میں تقی احمد خان کے گھر پیدا ہوئے۔ دادا کا نام رضا علی تھا۔

- جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مولانا احمد رضا خان کی عمر ایک سال تھی۔ جبکہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی اور دارالعلوم دیوبند کے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہی جنگِ آزادی میں شریکِ جہاد تھے اور اس جہاد میں امیر المؤمنین حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مکی تھے۔
- ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں جب دیوبند شہر میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی اس وقت مولانا احمد رضا خان، بریلوی مسلک کے بانی کی عمر ۱۰ سال تھی۔
- ۱۶ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء مولانا احمد رضا خان نے پہلا فتویٰ تحریر کیا جبکہ ان کی عمر ۱۴ سال تھی۔

- پہلا حج ۲۳ سال کی عمر میں ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں والدین کے ساتھ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے کیا۔
- ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ ظہر کے وقت مولانا احمد رضا خان نے انتقال کیا اور بریلی شہر ہندوستان میں دفن کیے گئے۔ عمر ۶۸ سال ہجری اور ۶۵ سال عیسوی کے حساب سے پائی۔

بریلوی فرقہ کے شرکیہ عقائد

بریلوی فرقہ کے بانی احمد رضا خان بریلوی پہلے اہل السنت والجماعت تھے۔ پھر انہوں نے نیا مذہب بنایا جس کی پابندی کے لیے انہوں نے وفات سے دو گھنٹہ پہلے اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے اپنے دین و مذہب کی بنیاد اپنی کتابوں کو قرار دیا۔

چناں چہ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں:

”رضا حسین اور حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے ہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے“۔(وصایا شریف ص ۱۰ مؤلفہ احمد رضا بریلوی)

اس وصیت کی روشنی میں ان کے معتقد اپنے آپ کو رضوی، بریلوی کہلاتے ہیں اور اپنے مسلک کے اظہار کے لیے اپنی مساجد کے ناموں میں "مسلک بریلوی" یا "جامع مسجد رضویہ" کے الفاظ تحریر کرتے ہیں۔ اور اپنے مدارس کی نسبت ان سے جوڑتے ہوئے "جامعہ رضویہ" وغیرہ رکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان نے اپنی کتب میں شرک اور بدعت کا دروازہ کھول کر ایسے ایسے عقائد اختیار کیے جو ابتداء میں تو شرک و بدعت کی شکل اختیار کرتے ہیں، لیکن انجام میں بعض شرکیہ وکفریہ شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر احمد رضا خان اور اُن کے پیروکار جو عقائد رکھتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

عبدالوحید

(۱) مولانا احمد رضا خان اپنا عقیدہ اپنے اشعار میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

بنا لیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز و جلال اُس دیں کے سلطاں کا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں مِرا تیرا

شعر اول میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا عز و جلال خدا سے کم نہ ہونا اس دلیل سے ظاہر کیا گیا ہے کہ بادشاہ کی عنایت جس پر ہوتی ہے اس کو بادشاہ مثل اپنے بنالیتا ہے۔

لیکن اول تو دنیاوی بادشاہوں کے لیے بھی یہ کلمہ صحیح نہیں ہے۔ بادشاہوں کی عنایتیں اپنے مقربوں پر ضرور ہوتی ہیں۔ مگر اپنے برابر وہ کسی کو بادشاہ نہیں بناتے۔

اور اسی لیے خداوند تعالیٰ نے اپنی شان میں فرمایا لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ لہٰذا یہ دلیل لغو قرار دیے جانے کے بعد یہ مضمون رہ جاتا ہے کہ العیاذ باللہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ خداوند تعالیٰ کے ہم سر اور مثل ہیں اور یہ صریحاً شرک ہے۔[1]

شعر دوم میں لفظ "مالک" خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ، محبوبِ الٰہی ہیں اور محب میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ بھی عیاذاً باللہ خدا ہوئے۔ اور میں تو خواہ کچھ ہی ہوں۔ "ان کو خدا ہی کہوں گا"۔

اس اصرار علی الشرک کی وجہ سے بھی مولانا احمد رضا خان بریلوی

---

[1] خنجر ایمانی بر حلقوم رضاخانی۔ مؤلفہ عبد الرؤف جگن پوری ۹ر اگست ۱۹۴۳ء۔

خادم اہلسنت عبد التوحید الحنفی

کے خلاف ایک فتویٰ میں اِن کے اس عقیدہ کو شرک قرار دیا گیا۔ اور اس فتویٰ پر ۳۸۸ علماء کے دستخط ہیں اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا۔ اس لیے کہ الفاظ بالکل صاف ہیں۔ کوئی تاویل کرنا بھی چاہے تو کیا کر سکتا ہے؟

دستخط علمائے کرام و مفتیان اسلام جواب مذکورہ بالا عدالت شرح شریعت صدر ریاست ٹونک کا نہایت صحیح ہے۔ بشیر احمد، عبد المجید، محمد یعقوب، ظفر احمد ناظم راندیریہ ۸ ربیع الاوّل ۱۳۵۳ھ۔

(نوٹ: اس فتویٰ پر ۳۸۸ علماء کے دستخط ہیں)[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فرقہ بریلویہ کے عقائد کی ایک اور جھلک

چوں کہ احمد رضا خان بریلوی نے اپنی وصیت میں یہ لکھ دیا تھا کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف ص ۱۰)

آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے جب اپنے اشعار میں شرکیہ اشعار کہہ دیے تو ان کے عقیدت مندوں کے

[1] حوالہ خنجر ایمانی بر حلقوم رضا خانی المقلب جنۃ المدینہ لاہل السکینہ ص ۲۳ و (ماخوذ از رسالہ الفرقان بریلی (یو۔پی) بابت صفر، ربیع الاول ۱۳۵۴ھ۔

لیے تو ان کا دین و مذہب ظاہر ہو گیا اس لیے انہوں نے بھی مولانا کے عقیدہ اور نظریہ کے مطابق اپنے اشعار میں یہی مسلک اختیار کیا۔

چناں چہ (۱) "نغمۃ الروح" میں احمد رضا خان کے شاگرد کہتے ہیں:[1]

تیری عبدیت میں چہرہ لکھ گیا
منہ اُجالا ہو گیا احمد رضا
میری حالت آپ پر سب ہے عیاں
آپ سے کیا ہے چھپا احمد رضا

(۲) لکھتے ہیں: (نغمۃ الروح ص ۲۵ ملاحظہ ہو)

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر، لوں گا نام احمد رضا خان کا

(۳) مزید لکھتے ہیں: (نغمۃ الروح ص ۴۳)

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

(۴) اور لکھتے ہیں: (نغمۃ الروح ص ۴۸)

حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا

---

[1] نغمۃ الروح ص ۹ ملاحظہ ہو۔ مطبوعہ باہتمام محمد حسین رضا خان مطبوعہ بریلی۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا[1]

مذکورہ اشعار کتاب نغمۃ الروح مندرجہ جو آپ نے معائنہ کیے ہیں اکثر اشعار موہم معنیٰ غیر مشروع وموہم کفر ہیں گو تاویل بہ تعرض۔

مولانا احمد رضا خان کے پیروکار زیادہ تر پاکستان وہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ یہ چوں کہ ابتداء میں اہل سنت و الجماعت حنفی مسلک رکھتے تھے چوں کہ مولانا احمد رضا خان کے مذہب کے پیرو علماء ومشائخ اکثر شہروں اور دیہاتوں میں اہل سنت و الجماعت حنفی کہلا کر بھی شرک وبدعت میں مبتلا ہوتے گئے۔ مسلک اہل السنت والجماعت سے آزاد ہوگئے۔

اپنے معمولات نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ ادا کرنے کے دوران سنت کے ساتھ ساتھ بدعت پر بھی اور توحید کے ساتھ ساتھ شرک بھی کھلم کھلا عمل پیرو ہوتے گئے اور اہل السنت و الجماعت عوام ان بدعات اور رسومات اور شرکیہ افعال کو دین ہی سمجھتے رہے۔

لیکن مسلسل اہل سنت والجماعت علمائے حق کی تبلیغ سے عوام پر جلد ہی سنت وبدعت کا فرق اور توحید وشرک کا عقیدہ واضح ہوگیا تو عوام اہل

---

[1] بحوالہ خنجر ایمانی بر حلقوم رضاخانی ص ۴۔

سنت نے اہل حق کی تحقیق کے مطابق بدعت کے عمل کو چھوڑ دیا اور شرکیہ افعال و اعمال سے توبہ کرتے ہوئے متبع سنت و شریعت بنتے گئے۔ جس کی بنا پر سوائے غالیوں کے اکثر بریلوی عوام بھی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے حج و عمرہ کے موقع پر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور اہل سنت و الجماعت علمائے دیوبند کے سُنّی مؤقف کو تسلیم کرتے ہوئے اہل السنت والجماعت سمجھتے ہیں۔

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

باب12

بدعتوں کا غلبہ وظہور

سرورکائنات ﷺ کا ارشاد: اہل السنۃ والجماعۃ حق پر ہیں

امام غزالیؒ (المولود ۴۵۰ء المتوفی ۵۰۵ء) اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلا یَعْلَمُ تَفْصِیْلُ ذَالِکَ اِلَّا بِالْاِقْتِدَاءِ بِالْفِرْقَةِ النَّاجِیَةِ وَهُمُ الصَّحَابَةُ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلامُ لَمَّا قَالَ النَّاجِی مِنْهَا وَاحِدَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ هُمْ قَالَ اَهْلُ السَّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ فَقِیْلَ وَ مَنْ اَهْلُ السَّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ[1]

ترجمہ: اور اس کی تفصیل فرقہ ناجیہ کی پیروی کے بغیر نہیں معلوم ہوسکتی۔ اور وہ فرقہ ناجیہ صحابہؓ کرام ہیں۔ کیوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تہتر فرقوں کی پیشگوئی میں) فرمایا کہ ان میں سے نجات پانے والا فرقہ ایک ہی ہوگا۔ تو صحابہؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا: اہل السنت والجماعت۔ پھر عرض کیا گیا کہ اہل السنت والجماعت کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ جو میرے اور میرے اصحابؓ کے طریقہ پر ہیں۔

---

[1] احیاء العلوم جلد ثالث مطبوعہ مصر ۱۹۹ باب ورع اور تقویٰ

ابو عبید الحنفی

اہل سنت کون ہیں؟

عَنْ یَحْیٰی بِنْ عَبْدِ اللّٰہ بن الحَسَن عَنْ اَبِیْہِ: کَانَ عَلِیٌّ یَخْطُبُ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجلٌ فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اَخْبِرْنِیْ مَنْ اَھْلُ الْجَمَاعَۃِ؟ وَ مَنْ اَھْلُ الْفِرْقَۃِ؟ وَ مَنْ اَھْلُ السُّنَّۃِ؟ وَ مَنْ اَھْلُ الْبِدْعَۃِ؟ فَقَالَ: وَیْحَکَ! اَمَّا اِذَا سَأَلْتَنِیْ فَافْھَمْ عَنِّیْ وَلاَ عَلَیْکَ اَنْ لاَ تَسْأَلَ عَنْھَا اَحَدًا بَعْدِیْ فَاَمَّا اَھْلُ الْجَمَاعَۃِ فَأَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ قَلُّوْا وَ ذٰلِکَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰہِ وَ اَمْرِ رَسُوْلِہٖ فَاَمَّا اَھْلُ الْفِرْقَۃِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِیْ وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ کَثُرُوْا وَ اَمَّا اَھْلُ السُّنَّۃِ الْمُتَمَسِّکُوْنَ بِمَا سَنَّہُ اللّٰہُ لَھُمْ وَ رَسُوْلُہٗ وَ اِنْ قَلُّوْا وَ اَمَّا اَھْلُ الْبِدْعَۃِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِأَمْرِ اللّٰہِ وَ لِکِتَابِہٖ وَ رَسُوْلِہٖ الْعَامِلُوْنَ بِرَأْیِھِمْ وَ اَھْوَاءِھِمْ وَ اِنْ کَثُرُوْا وَ قَدْ مضی مِنْھُمُ الْفَوْجُ الْاَوَّلُ وَ بَقِیت اَفْوَاجًا[1]

ترجمہ: یحیٰی بن عبداللہ بن حسن اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ چنانچہ ایک آدمی اُٹھا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! مجھے بتلایئے اہل جماعت کون ہیں؟ اہل فرقہ کون ہیں؟ اہل سنت کون ہیں؟ اور اہل بدعت کون ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: تیرا ناس ہو جب تو نے سوال

[1] مسند وکیع بن جراح، کنز العمال ج۱۶ حدیث ۴۴۲۰۹

کر ہی دیا ہے تو تم مجھ سے اچھی طرح سمجھ لو کہ میرے بعد کسی سے سوال مت کرو۔ رہی بات اہل جماعت کی، سو میں اور میرے متبعین گو کہ تعداد میں کم ہی ہوں، اہل جماعت ہیں۔ یہ بات حق ہے اور یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم سے ہے۔

اہل فرقہ وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے متبعین کے مخالف ہیں گو کہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔

اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ طریقے پر چلتے ہیں گو کہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہوں، اپنی رائے اور اپنی خواہش پر عمل کرتے ہوں گو کہ ان کی تعداد زیادہ کیوں نہ ہو۔ ان کی پہلی فوج گزر چکی اور فوجیں ابھی باقی ہیں۔ ان کا استقبال اللہ ہی کے سپرد ہے۔

بدعتوں کا غلبہ و ظہور

(۱) اَلْاَمْرُ الْمُفْظِعُ وَ الْحَمَلُ الْمُضْلِعُ الشَّرَّ الَّذِیْ لَا یَنْقَطِعُ اِظْهَارَ الْبِدَعِ[1]

گھبراہٹ میں مبتلا کر دینے والا امر اور کمر توڑنے والا گراں بار اور

[1] الکبیر للطبرانیؒ بروایت الحکم بن عمیر، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۰۹۳۔

ایسا شر جو نہ ختم ہونے والا ہو تو وہ بدعتوں کا غلبہ و ظہور ہے۔

(۲) اَصۡحَابُ الۡبِدَعِ كِلَابُ النَّارِ[1]

حاملین بدعت جہنمی کتے ہیں۔

(۳) اَهۡلُ الۡبِدَعِ شَرُّ الۡخَلۡقِ وَ الۡخَلِيۡقَةِ[2]

اہل بدعت شر الخلائق لوگ ہیں۔

(۴) عَمَلٌ قَلِيۡلٌ فِيۡ سُنَّةٍ خَيۡرٌ مِّنۡ عَمَلٍ كَثِيۡرٍ فِيۡ بِدۡعَةٍ[3]

سنت کا کوئی معمولی سا عمل بدعت کے بہت زیادہ عمل سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۵) لَيۡسَ مِنَّا مَنۡ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيۡرِنَا[4]

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اغیار کی سنتوں پر عمل پیرا ہو۔

(۶) مَا اَحۡدَثَ قَوۡمٌ بِدۡعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثۡلُهَا مِنَ السُّنَّةِ[5]

کسی قوم نے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی مگر اس کے مثل سنت ان سے اُٹھالی گئی۔

(۷) مَا مِنۡ اَحَدٍ يُحۡدِثُ فِيۡ هٰذِهِ الۡاُمَّةِ حَدَثًا لَمۡ يَكُنۡ فَيَمُوۡتَ

---

[1] ابو حاتم الخزاعی فی جزئہ بروایت ابی امامہؓ، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۰۹۴۔

[2] الحلیہ بروایت انسؓ، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۰۹۵۔

[3] الرافعی بروایت ہریرہ، الفردوس للدیلمیؒ، السنن لسعید بروایت ابن مسعودؓ، کنز العمال ۱۰۹۶۔

[4] الفردوس للدیلمیؒ بروایت ابن عباسؓ، کنز العمال ۱۰۹۷۔

[5] مسند احمد بروایت عضیف بن الحارث، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۰۹۸۔

حَتّٰی یُصِیْبَہٗ ذٰلِکَ[1]

جو شخص اِس اُمت میں کوئی نئی چیز جاری کرے گا جس کا پہلے وجود نہ تھا تو اس کا دائمی گناہ اُس کے مرنے کے بعد بھی اس تک پہنچتا رہے گا۔

(۸) مَا مِنْ اُمَّۃٍ اِبْتَدَعَتْ بَعْدَ نَبِیِّھَا فِیْ دِیْنِھَا بِدْعَۃً اِلَّا اَضَاعَتْ مِثْلَھَا مِنَ السُّنَّۃِ[2]

کسی اُمت نے اپنے پیغمبر کی وفات کے بعد اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد نہیں کی مگر وہ اس کے مثل سنت کو کھو بیٹھی۔

(۹) مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ[3]

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی بات پیدا کی جو اس میں داخل نہیں تو وہ بلاشبہ مردود ہے۔

بدعتی شخص کی تعظیم کرنے کی ممانعت

(۱۰) مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ[4]

جس نے بدعتی شخص کی توقیر و عزت کی، یقیناً وہ اسلام کو ڈھانے

---

[1] الکبیر للطبرانیؒ بروایت ابن عباسؓ، کنز العمال ح ا، حدیث ۱۰۹۹۔

[2] الکبیر للطبرانیؒ، السنن السعید، غضیب بن الحارث، کنز العمال ح ا، حدیث ۱۱۰۰۔

[3] بخاری و مسلم، المسند لابی یعلیٰ، السنن لابی داوٗدؒ، ابن ماجہ بروایت عائشہؓ، کنز العمال ح ا، حدیث ۱۱۰۱۔

[4] الکبیر للطبرانیؒ بروایت عبداللہ بن بشیر، کنز العمال ح ا، حدیث ۱۱۰۲۔

میں مددگار بنا۔

بدعتی کے اعمال

(۱۱) لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَلَاۃً وَ لَا صَوْمًا وَ لَا صَدَقَۃً وَ لَا حَجًّا وَ لَا عُمْرَۃً وَ لَا جِھَادًا وَ لَا صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنَ [1]

اللہ تعالیٰ کسی بدعتی شخص کی نہ نماز قبول فرماتے ہیں نہ روزہ، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ نفل اور نہ ہی کوئی فرض۔ حتیٰ کہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے، جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

(۱۲) اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَوْمًا وَ لَا صَلَاۃً وَ لَا صَدَقَۃً وَ لَا حَجًّا وَ لَا عُمْرَۃً وَ لَا جِھَادًا وَ لَا صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا حَتّٰی یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنَ [2]

اللہ تعالیٰ کسی بدعتی شخص کی نہ نماز قبول فرماتے ہیں نہ روزہ، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ نفل اور نہ ہی کوئی فرض۔ حتیٰ کہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے، جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔

---

[1] ابن ماجہ بروایت حذیفہؓ، کنز العمال ج۱، حدیث ۱۱۰۸۔

[2] الدیلمی بروایت انسؓ، کنز العمال ج۱، حدیث ۱۱۱۵۔

(۱۳) مَنْ صَنَعَ اَمْرًا عَلٰی غَیْرِ اَمْرِنَا فَھُوَ رَدٌّ[1]

جس نے ہمارے دین کے علاوہ کوئی بدعت رائج کی، وہ بالکل مردود ہے۔

ہر بدعت گمراہی ہے

(۱۴) اِتَّبِعُوْا وَ لَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ کُفِیْتُمْ[2]

اتباع کرتے رہو اور کسی نئی بدعت میں نہ پڑو۔ بے شک یہ دین تمہارے لئے کافی ووافی ہے۔

(۱۵) اِیَّاکُمْ وَ الْبِدَعَ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ کُلَّ ضَلَالَةٍ تَسِیْرُ اِلَی النَّارِ[3]

بدعات سے کلّیۃً اجتناب کرو۔ یقیناً ہر بدعت صریح گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

بدعت پر عمل

(۱۶) اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا عَمِلَ بِالْبِدْعَةِ خَلَاہُ الشَّیْطَانُ وَ الْعِبَادَةَ وَ اَلْقٰی عَلَیْهِ الْخُشُوْعَ وَ الْبُکَاءَ[4]

[1] السنن لابی داؤد بروایت عائشہؓ، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۰۹۔
[2] الکبیر للطبرانیؒ بروایت ابن مسعودؓ، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۱۲۔
[3] ابن عساکر بروایت رجل، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۱۳۔
[4] ابو نصر بروایت انسؓ، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۱۴۔

جب کوئی شخص بدعت کو اپنا شیوہ بنالیتا ہے تو شیطان اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اور وہ عبادت میں منہمک ہو جاتا ہے اور شیطان اس پر خشوع و خضوع اور خشیت طاری کر دیتا ہے۔

در حقیقت کسی صاحب بدعت شخص کے قعرِ مذلت و گمراہی میں پڑنے کے لئے شیطان کا یہ کامیاب ترین حربہ ہے۔ بدعتی شخص اپنی ان کیفیات باطنیہ کو دیکھ کر اپنے حق ہونے کا پختہ یقین کر لیتا ہے۔ اور پھر اسے توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا کوئی عمل ہی قبول نہیں فرماتے۔ اس طرح گمراہی کا یہ جال اپنی گرفت کو بدعتی شخص کے گرد سخت کرتا جاتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا۔

(۱۷) مَنْ عَمِلَ بِبِدْعَةٍ خَلَاهُ الشَّيْطَانُ فِي الْعِبَادَةِ وَ اَلْقَى عَلَيْهِ الْخُشُوْعَ وَ الْبُكَاءَ[1]

جو بدعت پر عمل پیرا ہوتا ہے، شیطان اس کی عبادتوں میں رخنہ ڈالنے سے پہلو تہی کر لیتا ہے اور اس پر خشوع و خضوع اور خشیت طاری کر دیتا ہے۔

جس نے دھوکہ میں مبتلا کیا

(۱۸) مَنْ غَشَّ اُمَّتِيْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ

[1] الفردوس للدیلمی، بروایت انسؓ، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۱۷۔

اَجۡمَعِیۡنَ قَالُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَ مَا الۡغِشُّ قَالَ: اَنۡ یَّبۡتَدِ عَ لَھُمۡ بِدۡعَۃً فَیَعۡمَلُوۡا بِھَا[1]

جس نے میری اُمت کو دھوکہ میں مبتلا کیا، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دھوکہ دہی کیا؟ فرمایا: ان کے لئے کوئی بدعت ایجاد کرے اور پھر وہ لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

سنت کا رواج اور بدعت کی نحوست

(۱۹) لَا یَذۡھَبُ مِنَ السُّنَّۃِ شَیۡءٌ حَتّٰی یَظۡھُرُ مِنَ الۡبِدۡعَۃِ مِثۡلُہٗ حَتّٰی تَذۡھَبُ السُّنَّۃُ وَ تَظۡھُرُ الۡبِدۡعَۃَ حَتّٰی یُسۡتَوۡفِیَ الۡبِدۡعَۃَ مَنۡ لَا یَعۡرِفُ السُّنَّۃَ فَمَنۡ اَحۡیَا مَیِّتًا مِنۡ سُنَّتِیۡ قَدۡ اُمِیۡتَتۡ کَانَ لَہٗ اَجۡرَھَا وَ اَجۡرَ مَنۡ عَمِلَ بِھَا مِنۡ غَیۡرِ اَنۡ یَّنۡقُصَ مِنۡ اُجُوۡرِھِمۡ شَیۡءًا وَ مَنۡ اَبۡدَ عَ بِدۡعَۃً کَانَ عَلَیۡہِ وِزۡرُھَا وَ وِزۡرُ مَنۡ عَمِلَ بِھَا لَا یَنۡقُصُ مِنۡ اَوۡزَارِھِمۡ شَیۡئًا[2]

کسی سنت کا رواج اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ اسی کے مثل کسی بدعت کی نحوست طاری نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ سنت معدوم

[1] الدار قطنی فی الافراد بروایت انس، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۱۸۔
[2] ابن الجوزی فی الواہیات بروایت ابن عباس، کنز العمال ح ۱، حدیث ۱۱۱۹۔

ہو جاتی ہے اور بدعت کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر سنت سے بے بہرہ شخص بدعت ہی کو عین دین سمجھ کر گمراہ ہو جاتا ہے۔ سو جان لو! جس نے میری کسی مردہ و معدوم سنت کو زندہ کیا تو اس کو اس کا بھی اجر ملے گا اور جو بھی آئندہ اس سنت پر عمل پیرا ہوتے رہیں گے، سب کا ثواب اس کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب سے بھی کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ اور جس نے بدعت کو رواج دیا، اس کا وبال تو اس پر ہو گا ہی بلکہ آئندہ جو بھی اس پر عمل کرتے رہیں گے، سب کے گناہوں کا وبال اور مصیبت بھی اس پر پڑے گی، لیکن ان عمل کرنے والوں سے بھی کسی گناہ کو کم نہ کیا جائے گا۔

بدعتی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

(۲۰) مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ آوٰی مُحْدَثًا اَوْ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَاءِکَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا

جس نے کوئی بدعت جاری کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی یا اپنے کو کسی غیر باپ کی طرف منسوب کیا یا کسی غلام نے اپنے کو کسی غیر مولیٰ کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، ملائکہ کی اور تمام فرشتوں کی لعنت ہے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض

قبول فرمائیں گے اور نہ نفل۔[1]

(۲۱) مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَمْ یَکُنْ یَمُوْتُ حَتّٰی یُصِیْبَهٗ ذٰلِکَ الْحَدَثَ

جس نے اس اُمت میں کوئی بدعت پیدا کی، وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک کہ اس کا وبال اس کو نہ پہنچ جائے۔[2]

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شرک وبدعت سے محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۶ صفر ۱۴۳۶ھ ۸ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر

☆☆☆☆

النور منیجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

---

[1] الصحیح للترمذیؒ بروایت ثوبانؓ، الکبیر للطبرانیؒ بروایت ابن عباسؓ، کنزالعمال ج۱، حدیث ۱۱۲۰

[2] الاوسط للطبرانیؒ، المفتق والمفترق للخطیب بروایت ابن عباسؓ، کنزالعمال ج۱، حدیث ۱۱۲۱

صداقت اہل السنّت والجماعت پر محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات